علم الصیغہ اردو

مع

ضروری فوائد و تشریحات

مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ

إدارة المعارف كراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عربی علم صرف کی مشہور درسی کتاب علم الصیغہ کا ترجمہ

علم الصیغہ اردو

مع

ضروری فوائد و تشریحات

تالیف

حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح و تحقیق

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ

اِدارۃ المعارف کراچی ۱۴

عرضِ ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

امابعد، قرآن وحدیث کا سمجھنا قدیم عربی جاننے پر موقوف ہے، جس کے لئے صَرف، نحو اور اِشتقاق وغیرہ مختلف فنون کا سیکھنا ضروری ہے۔ اہلِ اسلام نے قرآن وحدیث کے تمام صحیح خدوخال کی حفاظت کی خاطر ان سے متعلق جملہ فنون کو بھی محفوظ کر رکھا ہے، اور عربی کے بعد ان تمام فنون کا ذخیرہ صرف فارسی زبان میں موجود ہے، مگر اب جبکہ فارسی زبان مدارس میں لازم نہیں رہی، طلبہ کے لئے فارسی کتابوں سے استفادہ مشکل ہوگیا ہے، خصوصاً بیرونی ممالک سے آنے والے طلبہ کے لئے تو بہت ہی دُشوار ہے۔ اسی دُشواری کے پیشِ نظر صَرف ونحو کی فارسی کتابوں کو اُردو میں منتقل کیا جارہا ہے۔ زیرِ نظر کتاب فنِ صَرف کی مشہور ومعروف کتاب "عِلْمُ الصِّيغه" کا عام فہم اور سلیس اُردو ترجمہ ہے۔ علم الصیغہ تمام مدارسِ عربیہ میں مقبول اور داخلِ نصاب ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم صدر جامعہ دارالعلوم کراچی نے علم الصّیغہ کا سلیس اُردو میں ترجمہ اور حواشی اُس زمانے میں تالیف فرمائے تھے جب آپ جامعہ دارالعلوم کراچی میں نحو وصَرف کا درس نہایت ذوق وشوق اور محنت وتحقیق سے دیا کرتے تھے، لہٰذا ترجمے میں طلبہ کی ضرورتوں کا جو اندازہ آپ کر سکتے ہیں وہ غیر مدرّس کے لئے ممکن نہیں۔ ساتھ ہی آپ نے علم الصّرف پر ایک بصیرت افروز مقدمہ بھی قلم بند فرمایا ہے۔

اس سے قبل ایک اور اِدارے نے یہ کتاب شائع کی تھی جس کے غالباً کئی ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں مگر مانگ زیادہ ہے۔ طلبہ کی سہولت کے لئے "اِدَارَةُ المَعَارِف کراچی" نے حضرت مفتی صاحب مدظلہم العالی کی اجازت سے اس کتاب کا جدید نظرِ ثانی شدہ ایڈیشن آفسٹ پر طبع کرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نافع بنا کر شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین

طالبِ دُعا
محمد مشتاق تنی
اِدَارَةُ المَعَارِف کراچی
۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

فہرست مضامین علم الصّیغہ اُردو

باہتمام : محمد مشتاق تنقی

طبع جدید : ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ - فروری ۲۰۱۱ء

مطبع : شمس پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر : اِدَارَۃُ المَعَارِف کراچی

ملنے کے پتے:

اِدَارَۃُ المَعَارِف کراچی

فون: 021-35123161 , 021-35032020

موبائل: 0300 - 2831960

ای میل: imaarif@live.com

مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴ — دارالاشاعت، اُردو بازار کراچی

ادارہ اسلامیات، انار کلی، لاہور

بیت الکتب گلشن اقبال، کراچی — مکتبۃ القرآن، بنوری ٹاؤن، کراچی

تقریظ

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری قدس سرہ العزیز بانی مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

اما بعد، فہم القرآن کے لئے علوم عربیت کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت ہے۔ ان علوم میں مہارت کے بغیر فہم القرآن کا دعویٰ مضحکہ خیز ہے۔ ان علوم عربیت میں "**علم الصرف**" بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ قدماء و متأخرین نے ہر دور میں عمدہ سے عمدہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ لیکن متأخرین کی تصانیف میں دو کتابیں بے نظیر ہیں۔ (۱) صرف میر (۲) علم الصیغہ۔ صرف میر کا فخر خراسان کے ایک محقق ذکی میر سید شریف جرجانی کو حاصل ہے۔ اور علم الصیغہ متحدہ ہندوستان کے ایک مرد مجاہد جو قاموس فیروز آبادی کے حافظ تھے۔ اس کا سہرا اُن کے سر باندھا گیا ہے علم الصیغہ میں قوانین صرفی کا جس خوبی و جامعیت سے استقصار کیا گیا ہے اس کی نظیر نہیں ہے۔ قوانین زرّادی و دستور المبتدی، تصریف زنجانی و شافیہ ابن حاجب وغیرہ فارسی عربی، اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ یہ کتاب متحدہ ہندوستان کے درس نظامی کی اہم درسی کتاب تھی اور نصاب میں داخل تھی۔ اس زمانے میں فارسی زبان ہندوستان کی سرکاری اور علمی زبان تھی اس لئے مصنف مرحوم نے فارسی میں لکھی تھی۔

وہ دور ختم ہوگیا۔ فارسی سے تعلق بھی ختم ہوگیا یا کمزور ہوگیا ضرورت تھی کہ ملک کی عام مروّجہ علمی زبان میں اس کا ترجمہ کیا جائے۔

برادر محترم عزیز مولانا **محمد رفیع عثمانی** زید فیضہٗ مدرس دار العلوم کراچی خلف الصدق حضرت مولانا مفتی **محمد شفیع** صاحب مدظلہم نے محنت کرکے شگفتہ پاکیزہ اُردو میں اسکو منتقل کیا اور طلبہ درس نظامی پر احسان کیا اور ساتھ ہی عمدہ مقدمہ تحریر فرمایا جو نہایت بصیرت افروز ہے۔

برادر موصوف کی اس خدمت کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مزید توفیق عطا فرمائے تاکہ اس قسم کے علمی جواہرات سے طلبہ کے دامن کو مالا مال کریں۔ میں اس ترجمہ کا حسب ذیل نام تجویز کرتا ہوں "حسن السیغہ ترجمہ اُردو علم الصیغہ" یا "حسن الصیغہ ترجمہ اردو علم الصیغہ"۔ واللہ سبحانہ ولی التوفیق والھدایۃ، وھو حسبنا ونعم الوکیل

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ۔ یکم رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ

مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ العزیز بانی دار العلوم کراچی

عربی زبان کی ایک حیثیت تو وہی ہے جو عام زبانوں کی ہوتی ہے کہ وہ کسی خطۂ زمین میں بولی جاتی ہے۔ اور اس خطہ والوں کے افہام وتفہیم اور اپنی ضروریات کے بیان کا ذریعہ ہے۔

عربی زبان بھی حجاز، عراق، شام، مصر، الجزائر وغیرہ اسلامی ممالک کی زبان ہے۔ ان ممالک سے رابطہ قائم رکھنا عام دنیا کے لئے تو ایک انسانی ضرورت ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے انسانی ضرورت کے ساتھ اسلامی ضرورت بھی ہے کہ اسلامی برادری کے روابط اسی سے مستحکم ہوسکتے ہیں۔

دوسری حیثیت یہ ہے کہ وہ قرآن اور رسولِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے۔ اور قرآن عربی زبان کی ایک معیاری کتاب ہے اور اس کی فصاحت وبلاغت ایک معجزہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

پہلی حیثیت سے عربی زبان کا سیکھنا سکھانا، بولنا اور لکھنا شاید دنیا کی سب زبانوں سے زیادہ سہل اور آسان ہے۔ چند مہینے کی معمولی محنت سے ایک انسان اس پر قابو پالیتا ہے۔

خصوصاً تعلیم زبان کا طریقہ بالمباشرہ (ڈائرکٹ میتھڈ) جس کو جدید طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ دراصل کسی زبان کے سیکھنے سکھانے کا فطری اصلی اور قدیم ترین طریقہ یہی ہے۔ اس طریقہ سے بڑی آسانی کے ساتھ تھوڑی مدت میں انسان وہ عربی سمجھ لیتا ہے اور بولنے لگتا ہے جس کی ضرورت موجودہ عربوں سے گفتگو اور معاملات کے لئے ہوتی ہے۔ اس کے لئے نہ علمِ صرف ونحو (گرائمر) سیکھنے کی ضرورت ہے۔ نہ اشتقاق اور ترکیب کی دقیق بحثوں کی نہ علوم فصاحت وبلاغت کی۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ عربی زبان کے اصلی لغات اور اُن کے طرقِ استعمال سے واقفیت حاصل کرے۔ بلکہ اس وقت کے بدلے ہوئے جدید لغات اور محاورات کا یاد کرلینا کافی ہے۔

لیکن عربی زبان کی دوسری حیثیت کہ وہ قرآن کی زبان ہے اور قرآن فہمی اس کے بغیر ممکن نہیں اس کے لئے صرف چند لغات و محاورات یاد کرلینا اور موجودہ عربوں سے تخاطب سیکھ لینا قطعًا کافی نہیں اس کے لئے قدیم عربی زبان میں پوری مہارت حاصل ہونا شرط لازم ہے۔ اس کے بغیر قرآن فہمی ناممکن ہے۔ اور یہ مہارت موجودہ زمانے میں اس پر موقوف ہے کہ علم اشتقاق، علم صرف، علم نحو، معانی، بیان، بدیع وغیرہ فنون میں مہارت پیدا کی جائے۔ اِن فنون میں مہارت کے بغیر قرآن فہمی کا دعویٰ خود فریبی کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا۔
آج کے عرب جن کی مادری زبان عربی ہے وہ بھی قرآن کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ان تمام فنون کے محتاج ہیں اس وجہ سے قرآن کریم کی تمام عربی تفاسیر اور شروح حدیث ان فنوں کی بحثوں سے لبریز ہیں۔
آج کل ہمارے بہت سے نوتعلیم یافتہ بھائی ان دو حیثیتوں میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے بڑے مغالطوں میں پڑجاتے ہیں۔ مدارس اسلامیہ عربیہ میں جو صرف ونحو کی تعلیم کا طریقہ مُروّج ہے اس کو فضول اور لایعنی سمجھتے ہیں بلکہ اس قدیم طریق کا مذاق اُڑاتے ہیں۔
وجہ وہی ناواقفیت ہے کہ انھوں نے عام عربی اور قرآن فہمی کی عربی میں فرق نہیں پہچانا۔ کیونکہ ان کو عمومًا قرآن فہمی کی ضرورت کا تو احساس نہیں، وہ تو صرف اتنی عربی کو عربی زبان سمجھتے ہیں جس سے مروجہ عربی بولنا، لکھنا آجائے۔
مگر مدارسِ عربیہ دینیہ میں اس کے بالکل برعکس اصل مقصود قرآن فہمی کی زبان عربی حاصل کرنا ہے اور اس کا حصول علوم اشتقاق، صرف، نحو، لغت، معانی، بیان وغیرہ کے بغیر ناممکن ہے اسی لئے درسِ نظامی میں صَرف ونحو کی کتابوں پر خاصا زور دیا جاتا ہے۔
علم صَرف کے لئے درسِ نظامی میں چند کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان میں علم الصیغہ سب سے زیادہ جامع اور بےنظیر کتاب اپنے مصنف کی ایک کرامت کا درجہ رکھتی ہے کہ جزیرہ انڈمین (کالا پانی) کی قید میں جہاں کوئی کتاب پاس نہیں تھی، ایسی جامع کتاب محض اپنی یادداشت سے تصنیف فرمادی
قدیم مشترکہ ہندوستان کی علمی اور دفتری زبان چونکہ فارسی تھی مصنفؒ نے اس کتاب کو بھی فارسی میں لکھا تھا مگر اب فارسی زبان تقریبًا متروک ہوگئی تو اب مبتدی طلبا پر دوہری مشقت ہوگئی کہ پہلے کتاب سمجھنے کے لئے فارسی زبان سیکھیں پھر اس کے ذریعہ عربی کا علم صَرف حاصل کریں۔ اسلئے ضرورت عرصے سے محسوس ہورہی تھی کہ صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں جو فارسی زبان میں ہیں ان کو سلیس اُردو میں منتقل کردیا جائے۔

اسی ضرورت کے پیشِ نظر برخوردار عزیز مولوی محمد رفیع سلّمہٗ مدرس دارالعلوم کراچی نے علم الصیغہ کا سلیس اُردو میں ترجمہ اور توضیح کے لئے حواشی لکھ کر طلباء کے لئے یہ منزل آسان کر دی جزاہ اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء۔

عزیز موصوف نے میرے مشورے ہی سے یہ کام کیا ہے مگر اتفاقاً اس کے دیکھنے کی نوبت اس وقت آئی جب اس کو مکمل کر کے مع مقدمہ کے میرے سامنے پیش کیا۔

کتاب کو مختلف مقامات سے اور مقدمہ کو باستیعاب دیکھا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ برخوردار عزیز کی یہ تصنیف اندازے سے زیادہ بہتر صورت میں سامنے آئی۔

ماشاء اللہ ترجمہ سلیس اور حواشی نہایت مفید ہیں۔ ان کے ساتھ ایک مقدمہ نہایت بصیرت افروز شامل کیا ہے جو اس فن کے پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے بڑا قابلِ قدر ہے اللہ تعالیٰ کتاب کو حُسنِ قبول اور عزیز مصنّف سلمہٗ کو جزاءِ خیر عطا فرمائے اور اخلاص کامل کے ساتھ خدمتِ علم دین کے لئے موفّق فرمائے۔

میرے نزدیک اب عربی مدارس میں فارسی علم الصیغہ کے بجائے اس کی تعلیم زیادہ مفید اور طلباء کے لئے آسان ہوگی۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ دارالعلوم کراچی
۲؍ رمضان سنہ ۱۳۸۷ ہجری

جب مسلمانانِ ہند کی علمی زبان فارسی تھی طالبِ علم کو فارسی سکھانے اور اس میں کمال پیدا کرنے کے بعد ہی درسِ نظامی میں داخل کیا جاتا تھا۔ اور عربی نحو و صرف کی ابتدائی کتابیں بھی فارسی میں اسی لئے رکھی گئی تھیں کہ یہ طلباء کی آسان ترین زبان تھی۔ پھر عربی میں تُدبُد پیدا ہو جانے کے بعد نحو میں ہدایۃ النحو کافیہ وغیرہ اور صرف میں زنجانی، مراح الارواح اور شافیہ وغیرہ پڑھائی جاتی تھیں جو عربی زبان میں ہیں۔

اُردو ترجمہ کی ضرورت

مگر اب اتفاق سے ہمارے مدارس میں فارسی زبان سکھانے کا وہ اہتمام باقی نہیں رہا۔ بلکہ بیشتر مدارس میں تو درجۂ فارسی ختم ہی کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ اُردو مدارس ابتدائیہ نے لے لی ہے۔ ادھر علمِ صرف کی عربی کتابیں جو اوپر کے درجات میں پڑھائی جاتی تھیں وہ بھی سوءِ اتفاق سے اب بہت کم پڑھائی جاتی ہیں۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ علمِ صرف کی محض فارسی کتب پر انحصار ہو گیا ہے مگر فارسی سکھانے کا اہتمام باقی نہیں رہا۔ چنانچہ نحو و صرف کی ان فارسی کتابوں میں ایسے طلباء کی خاصی تعداد شریکِ درس ہوتی ہے جو فارسی بالکل نہیں جانتے۔ بلکہ اب تو پاکستان کے عربی مدارس میں انڈونیشیا، ملایا اور افریقہ کے طلباء بھی بکثرت آرہے ہیں جنھیں فارسی سے دُور کا واسطہ بھی کبھی نہیں ہوتا۔ وہ اُردو کو بھی بوجہ ذریعۂ تعلیم ہونے کے مشکل سے کچھ سیکھتے ہیں۔

اس صورتِ حال سے ایک طرف تو ایسے طلباء درس میں مسلسل ضیق محسوس کرتے رہتے ہیں اور دوسری طرف علمِ صرف میں ان کی استعداد بہت ناقص رہ جاتی ہے، کیونکہ اس کے بعد وہ نحو میں تو ہدایۃ النحو اور کافیہ

وغیرہ جو عربی میں ہیں پڑھ بھی لیتے ہیں مگر صَرف میں ان کی تعلیم فارسی زبان کی کتابوں پر ہی ختم ہوجاتی ہے۔

اسی صورتِ حال کے پیشِ نظر ۱۳۷۹ھ میں جبکہ میں علم الصیغہ کا درس دیا کرتا تھا میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم صدر دار العلوم کراچی نے حکم دیا کہ میں "علم الصّیغہ" کا اُردو میں ایسا ترجمہ کردوں جو فارسی نہ جاننے والے طلبار کو اصل کی جگہ پڑھایا جا سکے۔

اگرچہ علمِ صرف کی کتابیں اُردو میں پہلے سے موجود ہیں مگر طلبار کو جو قدرتی لگاؤ علم الصیغہ سے ہے وہ اُن سے نہیں۔

بنابریں اپنی بے بضاعتی کے باوجود تعمیلِ ارشاد کے لئے مَیں نے ترجمہ کا کام شروع کردیا اور اگلے سال علم الصیغہ اس مصلحت سے دوبارہ پڑھائی کہ ترجمہ کی زبان میں طلبار کی نفسیات کی زیادہ سے زیادہ رعایت کی جا سکے۔

تکمیل کے بعد مسودہ بعض ایسے اساتذہ کے مطالعہ میں رہا جو علم الصیغہ کا درس دیتے تھے۔ انھوں نے بھی زمانۂ درس میں مسودہ پر تنقیدی نظر کی جس سے میں نے نظرِ ثانی میں استفادہ کیا۔

بعض اساتذہ نے یہ مشورہ بھی دیا کہ اس پر ایک حاشیہ بھی اُردو میں ضرور لکھا جائے۔ کیونکہ بہت سے مقامات کی طرف اصل کتاب کے فارسی حاشیہ میں توجہ نہیں کی گئی ہے اور محض ترجمہ سے بھی انکا حل کما حقہٗ نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا مَیں نے بنام خدا حواشی لکھنا شروع کئے اور ساتھ ہی ترجمہ پر نظرِ ثالث بھی کرتا گیا۔ اس طرح بحمد اللہ ایک جامع حاشیہ بھی ۱۳۸۶ھ میں مکمل ہوگیا، اور اب بوقتِ طباعت ایک مقدمہ کا اضافہ بھی کردیا گیا ہے جس میں علمِ صَرف اور علمِ اشتقاق کا تعارف، اس کی تاریخ اور مصنّفؒ کے حالاتِ زندگی اختصار کے ساتھ جمع کر دیئے گئے ہیں۔

چونکہ خود مَیں نے یہ ترجمہ علم الصیغہ کی تدریس کے زمانہ میں کیا اور بعد میں علم الصیغہ پڑھانے والے اساتذہ کے مطالعہ میں مسودہ تقریباً تین سال تک رہا اس لئے ترجمہ اور حواشی میں طلبار کی نفسیات کی رعایت بڑی حد تک ہوگئی ہے۔

ابتدار سے اس کا لحاظ بطورِ خاص رکھا گیا ہے کہ جن مدارس عربیہ میں فارسی زبان نہیں سکھائی جاتی وہاں اسے اصل کتاب کی جگہ داخلِ نصاب کیا جا سکے۔ بلکہ یہ بھی ہوسکے کہ ایک ہی جماعت میں فارسی جاننے والے طلبار کے پاس فارسی نسخہ ہو اور نہ جاننے والوں کے پاس اُردو نسخہ۔ مگر اُستاد کی ایک ہی تقریر

دونوں قسم کے طلبار کے لئے کافی ہو ـــــ اور جن مدارس میں اصل کتاب داخلِ نصاب ہے ان میں یہ ترجمہ اور حواشی طلبار، واساتذہ کے لئے مکمل شرح کا کام دے سکیں۔

ترجمہ کے التزامات

چنانچہ ترجمہ میں مندرجہ ذیل اُمور کا اہتمام کیا گیا ہے:

۱۔ اصل کتاب کے نفسِ مفہوم میں ادنیٰ تغیر واقع نہ ہو۔

۲۔ ترجمہ اصل عبارت کی بہ نسبت زیادہ طویل نہ ہو۔ اسی لئے ترجمہ میں احقر نے اصل کتاب پر کوئی اضافہ نہیں کیا۔ البتہ چند مخصوص مقامات پر جہاں اضافہ ناگزیر تھا قوسین میں ایک یا دو لفظ بڑھا دیئے ہیں۔

۳۔ اصل اور ترجمہ کا اسلوبِ بیان مناسب حد تک ہم آہنگ رہے۔

۴۔ تاہم اس بات کی سعی بلیغ کی گئی ہے کہ ترجمہ زیادہ سے زیادہ سلیس اور با محاورہ ہو لیکن کئی جگہ طلبار کی آسانی کو ترجیح دیتے ہوئے اُردو محاورہ ترک کر دیا گیا ہے۔

۵۔ کئی مقامات پر محاورہ اس لئے ترک کرنا پڑا کہ مصنفؒ نے وہاں لفظی رعایتوں سے بعض نکتوں کی طرف اشارے کئے ہیں۔ اُردو محاورہ میں وہ رعایتیں باقی نہ رہ سکتی تھیں۔

۶۔ مصنفؒ کی عبارت میں جو عربی الفاظ اور ترکیبیں آگئی ہیں ان میں سے اکثر کا ترجمہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ بعینہٖ بآسانی کھپ گئی ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ طلبار عربی الفاظ اور ترکیبوں سے غیر مانوس نہ رہیں۔ نیز اصل اور ترجمہ کے اسلوب میں ہم آہنگی برقرار رہے۔

حواشی کے التزامات

حواشی میں مندرجہ ذیل اُمور کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۱۔ اُن حل طلب مقامات کی تشریح خاص طور سے کی گئی ہے جہاں فارسی حاشیہ خاموش ہے باقی مقامات میں بھی ضرورت کے ہر موقع پر حاشیہ دیا گیا ہے۔

۲۔ اصل کتاب سے زائد نکات اور غیر ضروری عقلی دلائل سے اجتناب کیا گیا ہے۔ جن حضرات کو وہ مطلوب ہوں وہ فارسی حاشیہ کی طرف مراجعت کر سکتے ہیں۔

۳۔ جو تعلیلات اور قواعد کتاب میں پیچھے گزر چکے تھے یا تعلیلات ایسی واضح تھیں کہ پیچھے گزرے ہوئے قواعد کی روشنی میں وہ طالبِ علم کو خود ہی بیان کرنی چاہئیں ان کا اعادہ حواشی میں حتی الامکان نہیں

کیا گیا، تاکہ طلبا حاشیہ پر غیر ضروری اعتماد کرنے کی بجائے اپنے ذہن اور حافظہ پر اعتماد کرنے کی عادت پیدا کریں۔

۴۔ اسی مصلحت سے جن گردانوں کو مصنفؒ نے ناتمام ذکر کیا ہے ہم نے بھی ان کے باقی صیغے بیان کرنے سے احتراز کیا ہے ـــــ حضراتِ اساتذہ سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی یہ گردانیں از خود نہ بتائیں بلکہ طلبا ہی سے باری باری نکلوائیں۔

رموزِ حواشی

۱۔ رفؔ : خود راقم مراد ہے "رفیع" کا مخفف ہے۔

۲۔ حاشیہ : اصل کتاب کا فارسی حاشیہ مراد ہے۔

۳۔ شیخ الہند : حضرت مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند کا ترجمۂ قرآن مراد ہے۔

باقی کتابوں کے حوالے ان کے پورے ناموں کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔ وھو الموفق

اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو شرفِ قبول اور افادۂ عام عطا فرما کر اس خطاکار کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے آمین۔ ھو المستعان وعلیہ التکلان وھو حسبی نعم الوکیل۔

محمد رفیع عثمانی

خادم طلبہ دار العلوم کراچی

۲۴ شعبان سنہ ۱۳۸۷ ہجری

مقدّمہ

از جناب مولانا محمد رفیع صاحب عثمانی استاذ دارالعلوم۔ کراچی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

"علم الصّیغہ" دو فنون پر مشتمل ہے۔ ایک علمِ صرف اور دوسرا علمِ اشتقاق، یہ دونوں الگ الگ فن[1] ہیں، لیکن دونوں کے تقارب یا علمِ اشتقاق کے قواعد کی قلت کے باعث مصنّفین دونوں فن ملا کر ایک ہی کتاب میں بیان کرتے ہیں جیسا کہ صاحبِ علم الصیغہ نے کیا۔ حتّٰی کہ بعض کو تو یہ وہم ہوگیا کہ یہ ایک ہی فن کے دو نام ہیں اور شاید اسی .... بنا پر بعض مصنفین نے "علم الصرف" کی تعریف وہ کی ہے جو علم الاشتقاق کی تعریف ہے، کما فعلہ الزنجانی[2] بنابریں مناسب یہ ہے کہ ہم یہاں دونوں علموں کا تعارف پیش کریں۔

علم الاشتقاق

تعریفہ

هو علمٌ بتحویل الاصل الواحد الی امثلة مختلفة لمعانٍ مقصودةٍ[2]

تحویل پھیرنا، متغیّر کرنا۔ الاصل الواحد یعنی وہ لفظ جو دوسرے کلمات و مشتقات کا مادہ یعنی مشتق منہ ہو ــــ پھر بصریین[3] کے نزدیک وہ اصل یعنی مشتق منہ مصدر رہے۔ اور کوفیین کے نزدیک فعل ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ــــ یہاں المصدر یا الفعل الماضی کی بجائے لفظ الاصل اسی واسطے لائے ہیں کہ تعریف دونوں مذہبوں[4] کے مطابق صحیح ہو جائے۔

امثلۃ مثالٌ کی جمع ہے۔ یہاں "اصل واحد" کی فروع مراد ہیں۔ یعنی ماضی، مضارع، امر، نہی، نفی جحد، اسم فاعل، اسم مفعول، اسمِ ظرف، اسمِ آلہ اور اسمِ تفضیل کے صیغے ــــ اور فروع کو امثلۃ سے اس لئے تعبیر کیا کہ ایک اصل کی تمام فروع میں حروفِ اصلیہ مشترک ہونے کے اعتبار سے ان میں

---

[1] کما صرح بہ صاحب کشف الظنون وصاحب مفتاح السعادۃ۔ ۱۲ رف

[2] ہذا التعریف ہو الذی ذکرہ الزنجانی لعلم الصرف وانما ہو تعریف لعلم الاشتقاق کما صرح بہ عیسٰی السیروی صاحب "روح الشروح" وہو شرح جلیل علیٰ تالیف امامنا الاعظم ابی حنیفۃ المسمّٰی "بالمقصود فی التصریف" ص۹ (مطبعۃ مصطفی البابی مصر ۱۳۵۹ھ)

[3] علم صرف، اشتقاق اور علم نحو کی ضرورت اسوقت محسوس کی گئی جب اسلام اور قرآن عجم میں پھیلے، بصرہ اور کوفہ دونوں عراق کے مشہور شہر ہیں علم صرف و نحو کا چرچا سب سے پہلے انھیں شہروں میں ہوا، علماء بصرہ کو بصریین اور علماء کوفہ کو کوفیین کے نام سے ذکر کیا گیا ہے ۱۲ منہ

[4] مصدر اصل (مشتق منہ) ہے یا فعل؟ اس مسئلہ میں بصریین اور کوفیین کا اختلاف فریقین کے مفصل دلائل کے ساتھ اسی کتاب کے باب چہارم (افاداتِ نافعہ) میں شرح و بسط کے ساتھ بیان ہوگا۔ رف

تماثل ہوتا ہے۔

مختلفۃ یعنی وہ فروع اگرچہ مادہ کے اعتبار سے متماثل ہوتی ہیں لیکن صورت اور معنی کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔ مثلاً ضَارِبٌ اور مَضْرُوْبٌ کہ یہ دونوں ض۔ ر۔ ب میں تو متماثل ہیں لیکن صورت اور معنی میں مختلف ہیں کہ اوّل بروزنِ فَاعِلٌ ہے اور ثانی بروزنِ مَفْعُوْلٌ۔ اور معنی بھی دونوں کے مختلف ہیں۔

لمعانٍ مقصودۃٍ جار و مجرور تحویل کے متعلق ہیں۔ یعنی تحویل امثلہ مختلفہ کی طرف اسلئے ہوتی ہے کہ ان معانی پر دلالت ہوسکے جو ان امثلہ یعنی صیغوں سے مقصود ہیں۔ مثلاً ضرب سے ضَارِبٌ اس لئے بنایا گیا کہ ضَارِبٌ کے معنیٰ مقصود یعنی فاعلیّت پر دلالت ہوسکے اور مضروبٌ اس لئے بنایا گیا کہ مَضْرُوْبٌ کے معنیٰ مقصود یعنی مفعولیّت پر دلالت ہوسکے۔

خلاصہ یہ کہ معانیٔ مقصودہ سے مراد وہ معانی ہیں جن کے لئے وہ مختلف صیغے وضع ہوئے ہیں۔ مثلاً ماضویّت، مضارعیّت، فاعلیّت، مفعولیّت، ظرفیّت، آلیّت، تفضیل، امر، نہی وغیرہ۔

حاصل تعریف یہ ہے کہ علم الاشتقاق وہ علم ہے جس میں ایک اصل لفظ سے ایسی فروع (صیغے) بنانے کا طریقہ معلوم ہو جو مادّہ کے اعتبار سے متماثل اور صورت و معنی کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

موضوعہٗ

مفرداتُ کلامِ العرب من حیثُ الاصالۃ والفرعیۃ فی الجوہر[۵]

مفردات: یعنی کلمات لا من حیث وقوعہا فی الترکیب، اس تفسیر کے مطابق لفظ مفردات کے ذریعہ علمِ نحو کے موضوع سے احتراز ہوگیا کیونکہ اس کا موضوع مرکبات بھی ہیں اور مفردات بھی مگر مفردات اس کا موضوع من حیث وقوعہا فی الترکیب ہیں نہ کہ لا من حیث وقوعہا فی الترکیب اس کی مزید توضیح علم صرف کی تعریف میں آگے آئے گی۔

من حیث الاصالۃ والفرعیۃ یہ علم اللغۃ کے موضوع سے احتراز ہے کیونکہ اسکا موضوع "مفردات من حیث الوضع للمعانی الجزئیۃ" ہیں نہ کہ من حیث الاصالۃ والفرعیۃ ——— اور علم اشتقاق کا موضوع "مفردات من حیث الاصالۃ والفرعیۃ" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس علم کے قواعد میں یہ بتایا جاتا ہے کہ مفردات کے درمیان اصالت و فرعیت کیسے متحقق ہوتی ہے۔ اصل کی اصالت اور فرع کی فرعیت کیسے پہچانی جاتی ہے؟ پھر انہی قواعد کی مدد سے یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ فلاں لفظ مشتق ہے

[۵] من مفتاح السعادۃ ص۱۱۲ ج۱ وکشف الظنون ص۱۰۲ ج۱، بزیادۃ ایضاح ۱۲ رفیع

اور فلاں لفظ مشتق منہ ۔

فی الجوھر۔ جوہر سے مراد وہ حروف تہجی ہیں جن سے کلمہ مرکب ہوا ہے ۔ یہ قید صرف کے موضوع سے احتراز ہے کیونکہ صرف میں بھی اگرچہ " اصالت و فرعیت بین المفردات " سے بحث ہوتی ہے۔ مثلاً یہ بتایا جاتا ہے کہ سَیِّدٌ اصل میں سَیْوِدٌ تھا فلاں قاعدہ کے مطابق فلاں تعلیل ہوکر سَیِّدٌ ہوا۔ یعنی سَیْوِدٌ صورت و ہیئت کے اعتبار سے اصل ہے اور سَیِّدٌ اس کی فرع ـــــ مگر اصالت و فرعیت کی یہ بحث صرف میں باعتبار جوہر کے نہیں بلکہ باعتبار صورت و ہیئت کے ہوتی ہے کہ صورت و ہیئت کے اعتبار سے فلاں لفظ اصل اور فلاں اس کی فرع ہے جیسا کہ مثال سے واضح ہے ۔ برخلاف علم اشتقاق کے کہ اس میں اصالت و فرعیت کی بحث باعتبار جوہر کے ہوتی ہے مثلاً یہ بتایا جاتا ہے کہ ضَارِبٌ کے حروف اصلیہ ض ۔ ر ۔ ب ہیں اور الف زائد ہے ۔ یعنی ضرب حروف کے اعتبار سے اصل (مشتق منہ) ہے اور ضَارِبٌ اس کی فرع یعنی مشتق ۔ یا مثلاً سَیِّدٌ کے حروف اصلیہ س ۔ و ۔ د ہیں اور باقی زائد یعنی سود حروف کے اعتبار سے اصل (مشتق منہ) اور سَیِّدٌ اس کی فرع یعنی مشتق ہے ۔

خلاصہ یہ کہ علم اشتقاق میں یہ بحث نہیں ہوتی کہ لفظ کی اصلی صورت کیا ہے ؟ اور فرعی صورت کیا ؟ بلکہ یہ بحث ہوتی ہے کہ لفظ کے اصلی حروف کونسے ہیں ؟ اور فرعی (زائد) حرف کونسے ؟

غرضہٗ

تحصیلُ ملکۃٍ یُعْرَفُ بِھَا الانتسابُ علیٰ وجہِ الصّواب

یعنی علم اشتقاق کی غرض یہ ہے کہ ایسا ملکہ حاصل کر لیا جائے جس کے ذریعہ بعض کلمات کی طرف اصالت ، اور بعض کی طرف فرعیت کی نسبت صحیح طریقہ سے کی جاسکے ۔

غایتہٗ

الاحتراز عن الخلل فی الانتساب ۔

یعنی اس علم کی غایت یہ ہے کہ اس کی بدولت اصالت و فرعیت کی نسبت میں غلطی واقع ہونے سے احتراز ہو جاتا ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ اس نسبت میں اگر غلطی واقع ہو جائے یعنی کسی لفظ کا مشتق منہ کسی ایسے لفظ کو سمجھ لیا جائے جو درحقیقت اس کا مشتق منہ نہیں تو الفاظ کے استعمال اور ان کے معانی سمجھنے میں لامحالہ غلطی واقع ہوگی ۔

علم الصَّرف

تعریفہ

الصرف کو التصریف بھی کہتے ہیں اور دونوں کے لغوی معنیٰ متغیر کرنے اور پھیرنے کے ہیں اور اصطلاحی[1] تعریف یہ ہے کہ هُوَ عِلْمٌ يبحث فيه عن الاعراض الذاتية لمفرداتِ كلام العرب من حيث صورها وهيئاتها كالاعلال والادغام۔

یعنی علم صرف وہ علم ہے جس میں عربی کلماتِ مفردہ کے عوارضِ ذاتیہ سے بحیثیت صورت وہیئت بحث کی جاتی ہے جیسے کہ اعلال وادغام وغیرہ۔

مفردات۔ یعنی ایسے کلمات جو ترکیب میں واقع نہ ہوئے ہوں یا اگر ترکیب میں واقع ہوئے بھی ہوں تو ان کی ترکیب ملحوظ نہ ہو۔ اس تفسیر کے مطابق لفظ مفردات کے ذریعہ علم نحو سے احتراز ہوگیا کیونکہ نحو میں مرکبات کے عوارض ذاتیہ سے اور ایسے مفردات کے عوارضِ ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے جن کا دوسرے کلمات کے ساتھ مرکب ہونا ملحوظ ہو۔[2]

كلام العرب۔ اگر محض صرفِ عربی کی تعریف مقصود ہو تو یہ قید دوسری زبانوں کے علم صرف سے احتراز ہے اور مطلق علم صرف کی تعریف مقصود ہو تو یہ قید اتفاقی ہے۔ من حيث صورها صُوَرٌ صُوْرَةٌ کی جمع ہے ہیئت کو کہتے ہیں۔ اس قید کے ذریعہ علم لغت سے احتراز ہے کیونکہ اس میں مفردات سے بحث "من حيث الوضع للمعاني الجزئية" ہوتی ہے نہ کہ من حيث الصورة۔

نیز اسی قید کے ذریعہ علم اشتقاق سے بھی احتراز ہے کیونکہ اشتقاق میں مفردات سے بحث "من حيث الجوهر" ہوتی ہے جیسا کہ گزر چکا۔ نہ کہ من حيث الصورة وهيئاتها۔ صورها پر عطفِ تفسیری ہے۔

كالاعلال والادغام مفردات کے اُن عوارضِ ذاتیہ کی مثال ہے جن سے اس فن میں بحث ہوتی ہے۔

تعریف کا حاصل یہ ہے کہ علمِ صرف ایسا علم ہے جس میں عربی کلماتِ مفردہ کے اُن عوارضِ ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے جن کا تعلق کلمات کی صورت سے ہے نہ کہ جوہر یا معنیٰ وضعی سے۔ مثلاً یہ کہ قَالَ کی اصلی صورت قَوَلَ تھی، قاعدہ کے مطابق فلاں تعلیل ہو کر قَالَ ہو گئی وغیرہ۔ اسی طرح ادغام، تخفیف

---

[1] کشف الظنون ص۲۸۸ ج اول و مفتاح السعادة ص۱۱۱ ج اول (طبع دکن)

[2] کما ہو مصرح فی مفتاح السعادة فی ذکر النحو ص۱۲ ج اول

ابدال اور قلبِ مکانی اور کلمات کے اَوزان وغیرہ کی بحثیں ہیں۔

مَوْضُوْعُہٗ

المفرداتُ المخصوصۃُ من الحیثیۃ المذکورۃِ۔

یعنی علمِ صرف کا موضوع مفرداتِ کلامِ عرب من حیث الصورۃ ہیں۔

غَرْضُہٗ

تحصیلُ ملکۃٍ یُعْرَفُ بِہَا ماذُکر من الاحوال۔

یعنی اس فن سے غرض یہ ہے کہ ایسا ملکہ حاصل کرلیا جائے جس کے ذریعہ مفردات کے احوال مذکورہ یعنی ان کے عوارضِ ذاتیہ من حیث الصورۃ پہچانے جاسکیں۔

غَایَتُہٗ

الاحترازُ عن الخطاء من تلک الجہات۔

یعنی اس فن کی غایت یہ ہے کہ معرفتِ مذکورہ میں خطاء اور غلطی سے اجتناب ہو جائے۔

فنِّ صَرف کا مدوّن اوّل

قولِ مشہور یہ ہے کہ فنِ صَرف کے مدوّنِ اوّل ابوعثمان بکر المازنی ؒ (متوفی ۲۴۸ھ یا ۲۴۹ھ) ہیں، اور ان سے پہلے یہ الگ فن کی حیثیت سے مدوّن نہیں تھا بلکہ نحو ہی میں اس کے مسائل بھی ذکر کردیئے جاتے تھے۔

ابوعثمان المازنی ؒ علومِ عربیہ کے ائمہ میں سے ہیں۔ اخفش کے شاگرد ہیں مگر علوم میں پختگی کا یہ عالم تھا کہ استاذ سے مناظرہ کیا کرتے تھے حتیّٰ کہ کئی مسائل میں اُستاذ کو لاجواب کردیا۔ ان کے بارے میں مبرّد کا قول ہے کہ سیبویہ کے بعد ابوعثمان سے زیادہ نحو کا کوئی بڑا عالم نہیں۔ ان کی مندرجہ ذیل تصانیف مشہور ہیں:

(۱) کتاب القرآن (۲) علل النحو (۳) تفاسیر کتاب سیبویہ (۴) مایلحن فیہ العامۃ (۵) التصریف (۶) الالف واللام (۷) العروض (۸) القوافی (۹) الدیباج فی کتاب سیبویہ۔

یہ تو قولِ مشہور تھا جو کشف الظنون[1] اور مفتاح السعادۃ[2] میں ذکر کیا گیا ہے ـــــ لیکن ناچیز کی تحقیق یہ ہے کہ فنِّ صَرف کے مدوّنِ اوّل ابوعثمان المازنی ؒ نہیں بلکہ ان سے ایک صدی قبل امامِ اعظم

---

[1] دیکھئے ص۲۸۹ ج اول (مطبعۃ العالم ۱۳۱۰ھ)

[2] 〃 ص۱۳۱ تا ص۱۴۰ ج اول (مطبعہ نظامیہ دکن)

ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ (متوفی سنہ ۱۵۰ھ) ہیں جو فقہ کے مدوّن اوّل ہونے کے علاوہ فنِّ صرف میں بھی ایک مستقل رسالہ تصنیف فرما چکے تھے۔ رسالہ کا نام "المقصود" ہے جو مصر کے مشہور مکتبہ و مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی سے سنہ ۱۳۵۹ھ مطابق سنہ ۱۹۴۰ء میں طبع ہوا ہے۔ احقر کو یہ رسالہ مکہ مکرمہ میں ایک کتب فروش سے سنہ ۱۳۸۴ھ میں ملا تھا۔

نہایت جامع، مختصر مگر واضح اور منضبط متن ہے، اس پر تین شرحیں بھی ساتھ ہی چھپی ہوئی ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- **المطلوب**: اس کے مؤلف کا نام مذکور نہیں۔ معجمات کے مصنفین بھی شارح کے نام سے لاعلمی ظاہر کرتے رہے ہیں۔ لیکن شارح نے اپنے دیباچہ میں جو حال ذکر کیا ہے اس سے اس بات کا ظنِّ غالب ہوتا ہے کہ یہ شرح سنہ ۹۵۲ھ سے کافی پہلے لکھی گئی ہے۔ بلکہ اندازِ بیان سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ اس شرح کے مؤلف امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد یا ان سے قریبی تعلق رکھنے والے ہیں۔

۲- **امعانُ الانظار**: لزین الدین محمّد بن بیر علی محی الدّین المعروف ببیر کلی۔ انہوں نے یہ شرح سنہ ۹۵۲ھ میں مکمل کی جیسا کہ انھوں نے شرح کے آخر میں خود ہی تحریر کیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بات جزم سے کہی ہے کہ "المقصود" کے مصنّف امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں۔

۳- **روح الشروح**: للاستاذ عیسیٰ السیروی،

المقصود اور یہ تینوں شرحیں جناب احمد سعد علی استاذ جامعہ ازہر کی تصحیح کے بعد شائع ہوئی ہیں۔

بعد میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی اس تصنیف کا ذکر معجم المطبوعات العربیہ[۵۱] میں بھی مل گیا۔ معجم مذکور میں اس کا ذکر تین جگہ ہے اور تینوں جگہ اس کو امام اعظم ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ البتہ ایک[۵۲] جگہ "کشف الظنون" کے حوالہ سے اس کتاب (المقصود) کے مؤلف کے بارے میں اختلاف نقل کیا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں اور بعض نے کہا ... کوئی اور ہیں۔

معجم المطبوعات العربیہ[۵۳] ہی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ "المقصود" اپنی شرح "المطلوب" کے ساتھ سنہ ۱۲۹۳ھ و سنہ ۱۳۱۰ھ و سنہ ۱۳۲۳ھ میں بھی مختلف مطابع سے شائع ہو چکی ہے۔

بہر حال اگر اس تالیف کی نسبت امام اعظمؒ کی طرف صحیح ہے جیسا کہ ظنِّ غالب ہے تو کتاب "المقصود" اس بات کا شاہد عدل ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ ہی فنِّ صرف کے بھی مدوّن اوّل ہیں۔ واللہ اعلم۔

---

۵۱ دیکھئے صفحہ ۳۰۴ ج ۲، وصفحہ ۹۱ ج ۳ وصفحہ ۱۲۰۲ ج ۱۰۔ رف ۵۲ دیکھئے صفحہ ۳۰۴ ج ۲ ۵۳ ایضاً۔

مصنّف علم الصّیغہ[1]

علم الصیغہ کے مصنّف "مفتی عنایت احمد صاحب بن محمد بخش بن غلام محمد بن لطف اللہ" ہیں۔
سنہ ۱۲۲۸ھ میں قصبہ دِیوہ (بکسر الدال المہملہ ضلع بارہ بنکی) میں پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں رام پور آئے جہاں سید محمد صاحب بریلویؒ کے پاس نحو و صرف کی تعلیم حاصل کی، پھر زمانۂ دراز تک مولانا حیدر علی ٹونکیؒ اور مولانا نور الاسلام دہلویؒ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کئے۔ اس کے بعد دہلی میں شاہ محمد اسحاق صاحب محدّث دہلویؒ سے علم حدیث حاصل کیا۔ پھر علیگڑھ تشریف لے گئے وہاں شیخ بزرگ علی مارہروی رحمہ سے (مدرسہ جامع مسجد میں) علوم عقلیہ کی تکمیل کی۔

فراغت کے بعد (اسی مدرسہ میں) تدریسی خدمات شروع کیں۔ ایک سال بعد مفتی کے عہدہ پر فائز ہوئے جس کے فرائض تدریس کے ساتھ ہی انجام دیتے رہے، پھر عہدۂ قضا پر فائز ہوئے۔ دو سال بعد آپ کو بریلی میں "صدر الامین" کے منصب پر فائز کیا گیا۔ چار سال بعد "صدر الصدور" کے منصب جلیل پر متمکن ہوئے اور آپ کا تبادلہ اکبر آباد (آگرہ) کر دیا گیا۔

ابھی روانگی عمل میں نہیں آئی تھی کہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کا مشہور جہاد شروع ہوگیا اور آپ آگرہ نہ جا سکے۔ موصوف نے مسلمان مجاہدین کی مالی امداد کا فتویٰ دیا۔
مگر مسلمانوں کو شکست ہوئی اور انگریز کی ظالم حکومت نے موصوف کو جلاوطن کر کے جزیرۂ انڈمین (کالا پانی) بھیجدیا۔

مفتی صاحب موصوف نے جزیرۂ انڈمین میں بھی تدریس اور تالیف و تصنیف کا کام جاری رکھا۔ وہاں کسی علم کی کوئی کتاب ان کے پاس نہ تھی۔ محض اپنے غیر معمولی حافظہ سے مختلف علوم و فنون میں کئی کتابیں تصنیف کیں جن کی صحت و افادیت کا مشاہدہ و اعتراف علماء نے کیا۔ علم الصیغہ بھی اسی جزیرہ میں تصنیف کی گئی۔ جزیرہ کے انگریز حاکم نے ان سے فرمائش کی کہ کتاب "تقویم البلدان" کا عربی سے اُردو میں ترجمہ کر دیں تاکہ اُردو سے انگریزی میں وہ خود ترجمہ کر سکے۔ یہ ترجمہ دو برس

---

[1] مصنف کے یہ سب حالات نزہۃ الخواطر صفحہ ۳۴۱ تا صفحہ ۳۴۳ ج ۷ سے ماخوذ ہیں۔ بعض تفصیلات جناب محمد ایوب قادری ایم اے کے ایک غیر مطبوعہ مقالہ سے ماخوذ ہیں جو ہم نے یہاں قوسین میں ذکر کی ہیں ۱۲ رفیع

میں مکمل ہوا اور یہی رہائی کا سبب بنا۔

سنہ ۱۲۷۷ھ میں رہائی پاکر آپ کاکوری (ہندوستان) آئے، پھر مستقل قیام کانپور میں کیا۔ یہاں مدرسہ "فیض عام" قائم کیا جو کانپور کی مشہور اسلامی درس گاہ ہے۔

وفات

رہائی کے دو سال بعد سنہ ۱۲۷۹ھ میں حج کے لئے بذریعہ بحری جہاز روانہ ہوئے۔ مفتی صاحب امیر قافلہ تھے۔ جدّہ کے قریب پہاڑ سے ٹکرا کر جہاز ڈوب گیا۔ مفتی صاحب اور تمام رفقاء اسی میں غریق ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کی تصانیف

آپ کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔ بعض طبع بھی ہوچکی ہیں (ابتدائی دس کتابوں کے نام تاریخی ہیں) (۱) علم الفرائض (۲) ملخصات الحساب (۳) الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین (۴) فضائل الفردوس (بخاری کی ایک حدیث کی شرح ہے) (۵) بیان قدر شب براءۃ (۶) رسالہ ردّ میلہ ہا (مسلمان ہندوؤں کے میلوں میں شرکت کرتے تھے اس کے رد میں لکھا گیا) (۷) ہدایات الاضاحی (۸) الدر الفرید فی مسائل الصیام والقیام والعید (۹) علم الصیغہ (۱۰) فضائل علم و علمائے دین (۱۱) محاسن العمل الافضل فی الصلوٰۃ (۱۲) وظیفۂ کریمیہ (جزیرۂ انڈمین میں لکھی گئی طبع ہوچکی ہے) (۱۳) فضائل درود و سلام (۱۴) خجستۂ بہار (گلستان کے طرز پر ادب کی کتاب ہے جزیرۂ انڈمین میں تصنیف ہوئی) (۱۵) احادیث الحبیب المتبرکہ۔ (چہل حدیث ہے جزیرۂ انڈمین میں لکھی گئی طبع ہوچکا ہے) (۱۶) تواریخ حبیب الٰہ (سیرت کی کتاب ہے۔ جزیرۂ انڈمین میں لکھی گئی) (۱۷) ترجمۂ تقویم البلدان۔ اُردو میں ہے (۱۸) مواقع النجوم۔ جدید علم ہیئت پر ہے جسے اُس زمانہ کے گورنر جنرل نے بہت پسند کیا۔

علوم عقلیہ و نقلیہ میں غیر معمولی تبحّر تصانیف سے واضح ہے۔ ادب کا شستہ ذوق رکھتے تھے۔ (اُردو کے بھی اکثر شعراء کا کلام یاد تھا، مفتی صاحب موصوف کی بعض قلمی تحریریں مع دستخط کے مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔

آپ کے شاگرد

موصوف کے بہت شاگرد ہوئے ہیں جن میں مندرجہ ذیل دو بزرگ خاص شہرت رکھتے ہیں۔

(۱) مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی۔

(۲) مولانا سید حسین شاہ صاحب بخاری۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مصنف رحمۃ اللہ کو ان کی دینی خدمات اور عظیم الشان قربانیوں پر جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے علمی فیوض کو قیامت تک جاری رکھے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

محمد رفیع عثمانی غفرلہٗ ولوالدیہ
خادم طلباء دار العلوم کراچی
۲۷ شعبان سنہ ۱۳۸۷ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِیَدِہٖ تَصْرِیْفُ الْاَحْوَالِ وَتَخْفِیْفُ الْاَثْقَالِ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْھَادِیْنَ اِلٰی مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ الْمُضَارِعِیْنَ لَہٗ فِی الصِّفَاتِ وَالْاَعْمَالِ

امابعد، پروردگار بے نیاز کا بندۂ نیازمند **محمد عنایت احمد** غفرلہٗ الاحد عرض کرتا ہے کہ علمِ صرف کی یہ کتاب شفیقِ محسن جامع محاسن حافظ وزیر علی صاحب کی خاطر جزیرۂ انڈمین میں تصنیف کی گئی تھی۔ جزیرۂ انڈمین میں مجھے کرشمۂ تقدیر نے پہنچادیا تھا۔ بوقت تصنیف کسی علم کی کوئی کتاب میرے پاس نہ تھی۔ حقیر نے یہ کتاب اس انداز سے لکھی ہے کہ میزان ومنشعب، پنج گنج، زبدہ اور صرف میر کے قائم مقام ہوسکے اور دوسرے فوائد پر بھی مشتمل ہو۔ نفع اللّٰہ بہ الطالبین ورزقہم وایای اتباع سنۃ سید المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وعلٰی اٰلہ اجمعین۔

یہ رسالہ ایک مقدمہ اور چار ابواب پر مشتمل ہے۔

مقدّمہ

تقسیم کلمہ اور انکی اقسام کے بیان میں

کلمہ : لفظ موضوع مفرد کو کہتے ہیں اور اس کی تین قسمیں ہیں۔ فعل[1]، اسم، حرف

فعل : وہ ہے جو ازمنۂ ثلاثہ یعنی ماضی، حال واستقبال میں سے کسی ایک کے ساتھ معنیٔ مستقل پر دلالت کرے جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

اسم : وہ ہے جو بغیر ازمنۂ[2] ثلاثہ کے معنیٔ مستقل پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ و ضَارِبٌ۔

---

[1] قولہ فعل الخ مصنف نے فعل کو یہاں اس لئے مقدم کیا کہ علمِ صرف کی ابحاث کا تعلق سب سے زیادہ فعل سے ہے برخلاف نحویین کے کہ وہ اسم کو مقدم کرتے ہیں۔ کیونکہ نحو کی ابحاث سب سے زیادہ اسم سے متعلق ہیں۔ ۱۲ رف [2] قولہ بغیر ازمنۂ ثلاثہ کے الخ فعل میں دلالت علی الزمان ہونے اور اسم میں نہ ہونے کی قید ہے اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ (باقی صفحہ آئندہ پر)

حرف وہ ہے کہ معنیٰ غیر مستقل پر دلالت کرے یعنی دوسرا کلمہ ملائے بغیر اسکے معنی سمجھ میں نہ آسکیں جیسے مِنْ وَاِلیٰ۔

معنیٰ[1] اور زمانہ کے اعتبار سے فعل کی تین قسمیں ہیں۔ ماضی[2]، مضارع[3]، امر[4]۔

ماضی : وہ ہے کہ زمانۂ گذشتہ میں کسی معنیٰ کے وقوع پر دلالت کرے جیسے فَعَلَ کیا اُس نے ایک مرد نے زمانۂ گذشتہ میں۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اسم کی تعریف جامع نہیں اور فعل کی تعریف مانع نہیں کیونکہ بعض اسماء ایسے ہیں کہ وہ ازمنۂ ثلاثہ میں سے کسی ایک پر دلالت کرتے ہیں جیسے لفظ الماضی والأمس اور لفظ الحال والآن اور لفظ المستقبل وغد" لہٰذا ان پر فعل کی تعریف صادق آئی نہ کہ اسم کی؟ جواب سے پہلے دو باتیں سمجھنا ضروری ہیں، ایک یہ کہ لفظ کی دلالت بعض معنی پر تو لفظ کے مادہ یعنی حروفِ اصلیہ کی وجہ سے ہوتی ہے اور بعض معنی پر لفظ کی خاص ہیئت اور وزن کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے لفظ ضَرَبَ فعل ماضی کہ اسکے معنی ہیں "مارا اس نے زمانہ گذشتہ میں" اس معنی کے دو جز ہیں۔ ایک معنی مصدری یعنی مارنا اور دوسرا جز زمانہ گذشتہ ہے۔ لفظ ضَرَبَ اپنے معنی کے جزء اول پر دلالت اپنے مادّ ض۔ ر۔ ب کی وجہ سے کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ جس جس لفظ میں بھی ض۔ ر۔ ب ہوتے ہیں اس میں معنی ضرب پائے جاتے ہیں خواہ وہ لفظ کسی وزن پر ہو۔ اور دوسرے جزو یعنی زمانۂ گذشتہ پر دلالت یہ لفظ اپنے خاص وزن فَعَلَ کی وجہ سے کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لفظ بھی اس وزن پر ہو اس میں معنی زمانہ گذشتہ کے ضرور ہوتے ہیں خواہ وہ کسی مادہ سے ہو جیسے نَصَرَ، فَتَحَ وغیرہ۔ جب یہ ذہن نشین ہوگیا کہ لفظ کی دلالت بعض معنی بالمادہ ہوتی ہے اور بعض بالہیئۃ، تو اب دوسری بات یہ سمجھو کہ معترض نے جو اسماء پیش کئے ہیں ان میں زمانہ پر دلالت بالمادّہ ہے بالہیئۃ نہیں۔ مثلاً لفظ الآن کہ زمانہ موجودہ پر دلالت کرتا ہے لیکن یہ دلالت اس کے مادہ (حروف ترکیبیہ) کی وجہ سے ہے نہ کہ اس کے وزن الفعل کی وجہ سے، کیونکہ یہ وزن زمانہ پر دلالت کرنے کیلئے وضع نہیں ہوا، ورنہ ہر وہ لفظ جو اس وزن پر آتا زمانہ پر دلالت کرتا حالانکہ ایسا نہیں۔ دیکھو اَلْقَبْرُ بھی اسی وزن پر ہے مگر زمانہ پر دلالت نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ لفظ الآن کی دلالت زمانہ موجودہ پر بالمادّہ ہے نہ کہ بالہیئت۔ اسی طرح لفظ الماضی (اسم فاعل) میں زمانہ گذشتہ پر دلالت بالمادّہ ہے بالہیئت نہیں کیونکہ یہ اَلْفَاعِلُ کے وزن پر ہے اور یہ وزن زمانہ کیلئے وضع نہیں ہوا ورنہ اس وزن کے تمام دوسرے الفاظ مثلاً القاضی، والراجی، والغازی وغیرہ میں بھی زمانہ پر دلالت ہوتی۔ یہی حال معترض کے پیش کردہ تمام اسماء کا ہے۔ غور کروگے تو خود سمجھ لوگے کہ ان سب کی دلالت علی الزمان مادہ کی وجہ سے ہے نہ کہ ہیئت کی وجہ سے۔

مذکورہ دونوں باتیں ذہن نشین کر لینے کے بعد اعتراض کا جواب سمجھو، اور وہ یہ کہ اسم و فعل کی تعریف میں زمانہ پر دلالت سے مراد دلالت بالہیئۃ ہے نہ کہ دلالت بالمادہ۔ چنانچہ فعل میں ضروری ہے کہ وہ زمانہ پر بالہیئت دلالت کرے، دلالت بالمادہ کافی نہیں جیسے ضَرَبَ، اور اسم میں ضروری ہے کہ وہ زمانہ پر دلالت بالہیئت نہ کرتا ہو، دلالت بالمادّہ ہو جائے تو مضر نہیں۔ جیسے معترض کے پیش کردہ اسماء ہیں کہ دلالت علی الزمان بالمادّہ ہے نہ کہ بالہیئۃ، لہٰذا یہ اسم کی تعریف میں داخل اور فعل کی تعریف سے خارج ہیں۔ اور تعریف جامع و مانع ہے۔ مگر بہتر ہوتا کہ مصنفؒ تعریف میں دلالت کے ساتھ بالہیئۃ کی قید صراحۃً ذکر فرما دیتے کہ مذکورہ اعتراض پیدا ہی نہ ہوتا۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

[1] قولہ معنی اور زمانہ الخ مصنف یہاں سے فعل کی تقسیمات مختلف حیثیات سے شروع فرماتے ہیں۔ بڑی تقسیمیں تین ہیں۔ پھر ہر بڑی تقسیم کے ماتحت چھوٹی چھوٹی تقسیمات اور ہر تقسیم میں چند اقسام ہیں۔ یہ پہلی بڑی تقسیم ہے جو معنی و زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی غفرلہ۔

مضارع۔ وہ ہے کہ زمانۂ موجود یا آئندہ میں کسی فعل کے وقوع پر دلالت کرے جیسے یَفْعَلُ کرتا ہے یا کرے گا وہ ایک مرد زمانۂ موجودہ یا آئندہ میں۔
امر۔ وہ ہے کہ فاعل مخاطب سے زمانۂ آئندہ میں کسی کام کی طلب پر دلالت کرے جیسے اِفْعَلْ کر تو ایک مرد زمانۂ آئندہ میں۔
اگر فعل ماضی یا مضارع کی نسبت فاعل یعنی کام کرنے والے کی طرف ہو تو وہ معروف ہے جیسے ضَرَبَ مارا اس ایک مرد نے، یَضْرِبُ مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک مرد۔ اور اگر مفعول کی طرف ہو یعنی جس پر فعل واقع ہوا ہے تو وہ مجہول ہے جیسے ضُرِبَ مارا گیا وہ ایک مرد۔ یُضْرَبُ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا وہ ایک مرد۔ اور امر ہمیشہ معروف[۱] ہی ہوتا ہے۔
ماضی و مضارع معروف و مجہول اگر فعل کے ثبوت پر دلالت کریں تو اثبات کہلاتے ہیں۔ جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ، اور اگر نفی پر دلالت کریں تو نفی کہلاتے ہیں جیسے مَاضَرَبَ وَلَا یَضْرِبُ۔
حروف[۲] اصلیہ کی تعداد کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں۔ ثلاثی، رباعی۔
ثلاثی، وہ ہے کہ جس میں حروف اصلی تین ہوں جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ۔ رباعی وہ ہے جس میں حروف اصلی چار ہوں جیسے بَعْثَرَ یُبَعْثِرُ، پھر ان دونوں میں سے ہر ایک یا تو "مجرد" ہوگا کہ اسکی ماضی میں بجز تین یا چار حروف اصلی کے کوئی حرف زائد نہ ہوگا یا "مزید فیہ" کہ اسکی ماضی میں حروف اصلیہ کے علاوہ کوئی حرف زائد بھی ہوگا۔ ثلاثی مجرد کی مثال نَصَرَ یَنْصُرُ، اور ثلاثی مزید فیہ کی مثال اِجْتَنَبَ وَاَکْرَمَ ہے۔ رباعی مجرد کی مثال بَعْثَرَ اور رباعی مزید فیہ کی مثال تَسَرْبَلَ و اِبْرَنْشَقَ ہے۔
اقسام[۳] حروف کے اعتبار سے فعل کی چار قسمیں ہیں۔ صحیح، مہموز، معتل، مضاعف۔ صحیح وہ ہے کہ جس کے حروف اصلی میں ہمزہ، حرف علت، اور دو حرف ایک جنس کے نہ ہوں[۴]۔ حرف علت واؤ، الف اور یاء کو کہتے ہیں ان کا مجموعہ "وائے" ہے۔ اب تک جو مثالیں گزریں وہ سب صحیح کی تھیں۔
مہموز وہ ہے کہ جس کے حروف اصلی میں ہمزہ ہو اگر فا کی جگہ ہو تو اسے مہموز فا کہتے ہیں جیسے اَمَرَ۔ اگر عین کی جگہ ہو تو مہموز عین جیسے سَئَلَ۔ اور اگر لام کی جگہ ہو تو مہموز لام کہتے ہیں جیسے قَرَأَ۔

---

[۱] مجہول نہیں ہوتا اور مضارع مجہول بالام کو "امر مجہول" مجازاً کہہ دیتے ہیں ۱۲ رفے [۲] قولہ حروف اصلیہ الخ یہ فعل کی دوسری تقسیم ہے۔ پہلی اور دوسری تقسیم کے درمیان جو تقسیمات گزریں وہ ضمنی تقسیمات تھیں ۱۲ رفے [۳] قولہ اقسام حروف الخ یہ فعل کی تیسری بڑی تقسیم ہے۔ دوسری اور تیسری بڑی تقسیم کے درمیان جو تقسیم مذکور ہے وہ ضمنی ہے ۱۲ رفے [۴] چنانچہ جس فعل کے حروف اصلیہ میں ہمزہ یا حرف علت یا دو حرف ایک جنس کے ہوں وہ صحیح نہیں کہلائے گا ۱۲ رفے

معتل وہ ہے کہ جس کے حروفِ اصلیہ میں حرفِ علّت ہو اگر ایک ہی ہے تو اس کی تین قسمیں ہیں۔ معتل فا اسے مثال کہتے ہیں جیسے وَعَدَ، یَسَرَ۔ معتل عین اسے اجوف کہا جاتا ہے جیسے قَالَ اور معتل لام کہ اسے ناقص کہتے ہیں جیسے دَعَا رَمٰی۔

اور اگر دو حرف علّت ہوں تو اس کو لفیف کہتے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ مقرون کہ جس کے دونوں حرفِ علّت متصل ہوں جیسے طَوٰی اور مفروق جس کے دونوں حرف علّت منفصل ہوں جیسے وَقٰی۔ مضاعف، وہ ہے کہ جس کے حروف اصلی میں دو حرف ایک جنس کے ہوں جیسے فَرَّ [1] و زَلْزَلَ اس طرح یہ کُل دس قسمیں ہوگئیں۔ ایک صحیح تین مہموز پانچ معتل اور ایک مضاعف مگر علمائے صرف نے کثرتِ مباحثِ صرفیہ کی وجہ سے سات قسمیں خصوصی طور پر قابلِ ذکر سمجھی ہیں جو اس شعر میں آگئی ہیں ؎

صحیح است و مثال است و مضاعف
لفیف و ناقص و مہموز و اجوف

اسم کی تین قسمیں ہیں۔ مصدر، مشتق، جامد

مصدر وہ ہے کہ جو کسی کام پر دلالت کرے اور اس کے فارسی [2] ترجمہ کے آگے دَنْ یا تَنْ ہو جیسے اَلضَّرْبُ زدن۔ اَلْقَتْلُ کشتن، اور مشتق وہ ہے جو فعل سے نکلا ہو جیسے ضَارِبٌ و مَنْصُورٌ۔ اور جامد وہ ہے کہ جو نہ مصدر ہو اور نہ مشتق جیسے رَجُلٌ و جَعْفَرٌ۔ مصدر اور مشتق بھی اپنے فعل کی طرح ثلاثی، رباعی، مجرّد اور مزید فیہ ہوتے ہیں۔ نیز صحیح وغیرہ دس قسمیں ان میں بھی ہوتی ہیں۔

اور جامد کی باعتبار حروف کی تعداد کے چھ قسمیں ہیں۔

ثلاثی مجرد جیسے رَجُلٌ۔ ثلاثی مزید فیہ جیسے حِمَارٌ۔ رُباعی مجرّد جیسے جَعْفَرٌ [3]۔ رُباعی مزید فیہ جیسے قِرْطَاسٌ یا خماسی جیسے سَفَرْجَلٌ یا خماسی مزید فیہ جیسے قَبَعْثَرٰی، اور انواع حروف کے اعتبار سے اس کی بھی دس ہی قسمیں ہیں۔

چونکہ فعل میں تصریفات بہت ہوتی ہیں اور اسم میں کم اور حرف میں بالکل نہیں ہوتیں اسلئے صرفی کے پیشِ نظر عموماً فعل ہوتا ہے ۞

---

[1] قولہ فَرَّ۔ اصل میں فَرَرَ تھا۔ ادغام کی وجہ سے فَرَّ ہوگیا ۱۲ رف [2] قولہ فارسی الخ مصدر کا ترجمہ اگر اردو میں کیا جائے تو اسکے آخر میں لفظ "نا" ہوتا ہے جیسے اَلضَّرْبُ مارنا، اَلْقَتْلُ قتل کرنا [3] موٹا اونٹ ۱۲ حاشیہ علم الصیغہ فارسی ۞

بابِ اوّل، صیغوں کے بیان میں جو دو فصلوں پر مشتمل ہے

فصلِ اوّل گردانہائے افعال کے بیان میں

فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد تین وزن پر آتا ہے۔ فَعَلَ جیسے ضَرَبَ اور فَعِلَ جیسے سَمِعَ اور فَعُلَ جیسے کَرُمَ اور فَعَلَ کا مضارع معروف کبھی یَفْعُلُ آتا ہے جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ اور کبھی یَفْعِلُ جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ اور کبھی یَفْعَلُ جیسے فَتَحَ یَفْتَحُ اور فَعِلَ کا مضارع یَفْعَلُ آتا ہے جیسے سَمِعَ یَسْمَعُ اور کبھی یَفْعِلُ بھی آجاتا ہے جیسے حَسِبَ یَحْسِبُ اور فَعُلَ کا مضارع صرف یَفْعُلُ ہی آتا ہے جیسے کَرُمَ یَکْرُمُ۔

اور تینوں وزنوں کا ماضی مجہول فُعِلَ کے وزن پر اور مضارع مجہول یُفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے۔ مذکورہ تفصیل سے چھ[۱] باب حاصل ہوگئے۔ اوّلاً افعال و مشتقات کے صیغوں کا بیان ہوگا پھر ابواب کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔ ماضی کے تیرہ[۱۳] صیغے آتے ہیں۔

اثباتِ فعل ماضی معروف

فَعَلَ۔ فَعَلَا۔ فَعَلُوْا۔ فَعَلَتْ۔ فَعَلَتَا۔ فَعَلْنَ۔ فَعَلْتَ۔ فَعَلْتُمَا۔ فَعَلْتُمْ فَعَلْتِ۔ فَعَلْتُنَّ۔ فَعَلْتُ۔ فَعَلْنَا۔ عین میں تینوں حرکات ہیں۔ پہلے تین صیغے مذکر غائب کے واسطے ہیں پہلا واحد، دوسرا تثنیہ، تیسرا جمع، ان کے بعد اسی ترتیب سے تین صیغے مؤنث غائب کے ہیں پھر تین صیغے مذکر حاضر کے ہیں لیکن اس کا تثنیہ مؤنث حاضر کے لئے بھی آتا ہے۔ پھر دو صیغے مؤنث حاضر کے ہیں۔ اوّل واحد اور دوم جمع۔ پھر دو صیغے متکلم کے ہیں۔ پہلا واحد مذکر و مؤنث دونوں کے لئے اور دوسرا تثنیہ مذکر و مؤنث اور جمع مذکر و مؤنث کے لئے۔

اثباتِ فعل ماضی مجہول

فُعِلَ۔ فُعِلَا۔ فُعِلُوْا۔ فُعِلَتْ۔ فُعِلَتَا۔ فُعِلْنَ۔ فُعِلْتَ۔ فُعِلْتُمَا۔ فُعِلْتُمْ۔ فُعِلْتِ فُعِلْتُنَّ۔ فُعِلْتُ۔ فُعِلْنَا۔

ماضی پر نفی کے واسطے مَا اور لَا آتا ہے لیکن ماضی پر دخول "لا" کی شرط یہ ہے کہ بغیر تکرار کے نہیں آتا جیسے فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی۔

نفیِ فعل ماضی معروف

مَا فَعَلَ۔ مَا فَعَلَا تا آخر ایضاً لَا فَعَلَ۔ لَا فَعَلَا تا آخر۔

[۱] قولہ چھ باب یعنی باب نَصَرَ، باب ضَرَبَ، باب سَمِعَ، باب فَتَحَ، باب کَرُمَ، اور باب حَسِبَ، ۱۲ رفیع

نفی فعل ماضی مجہول

مَا فُعِلَ مَا فُعِلَا تا آخر ایضاً لَا فُعِلَ لَا فُعِلَا تا آخر۔

مضارع کے گیارہ صیغے ہیں۔

اثبات فعل مضارع معروف

یَفْعُلُ - یَفْعُلَانِ - یَفْعُلُوْنَ - تَفْعُلُ - تَفْعُلَانِ - یَفْعُلْنَ - تَفْعُلُوْنَ - تَفْعُلِیْنَ - تَفْعُلْنَ - اَفْعُلُ - نَفْعُلُ - عین میں تینوں حرکات ہیں۔

پہلے تین صیغے مذکر غائب کے لئے ہیں۔ اوّل واحد، دوم تثنیہ، سوم جمع، ان کے بعد اسی ترتیب سے تین صیغے مؤنث غائب کے ہیں مگر ان میں سے تَفْعُلُ، واحد مذکر حاضر کے لئے بھی آتا ہے۔ چنانچہ یہ دو صیغوں کے قائم مقام ہے اور تَفْعُلَانِ تثنیہ مذکر و مؤنث حاضر کے لئے بھی آتا ہے لہذا یہ تین صیغوں کے قائم مقام ہے اور تَفْعُلُوْنَ صیغہ جمع مذکر حاضر ہے اور تَفْعُلِیْنَ واحد مؤنث حاضر اور تَفْعُلْنَ جمع مؤنث حاضر ہے اور اَفْعُلُ واحد متکلم مذکر و مؤنث اور نَفْعُلُ تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث متکلم مع الغیر ہے۔

اثبات مضارع مجہول

یُفْعَلُ - یُفْعَلَانِ - یُفْعَلُوْنَ - تُفْعَلُ - تُفْعَلَانِ - یُفْعَلْنَ - تُفْعَلُوْنَ - تُفْعَلِیْنَ - تُفْعَلْنَ - اُفْعَلُ - نُفْعَلُ۔

نفی مضارع معروف

لَا یَفْعُلُ الخ مَا یَفْعُلُ الخ

نفی مضارع مجہول

لَا یُفْعَلُ الخ مَا یُفْعَلُ الخ

جب مضارع پر "لَنْ" داخل ہوتا ہے تو یَفْعُلُ[۱] - تَفْعُلُ - اَفْعُلُ - اور نَفْعُلُ میں نصب کر دیتا ہے اور یَفْعُلَانِ - تَفْعُلَانِ - یَفْعُلُوْنَ - تَفْعُلُوْنَ اور تَفْعُلِیْنَ سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے۔ اور یَفْعُلْنَ و تَفْعُلْنَ میں کچھ عمل نہیں کرتا اور مضارع مثبت کو نفی تاکید مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف

لَنْ یَّفْعُلَ - لَنْ یَّفْعُلَا - لَنْ یَّفْعُلُوْا - لَنْ تَفْعُلَ - لَنْ تَفْعُلَا - لَنْ یَّفْعُلْنَ -

---

[۱] قولہ یَفْعُلُ الخ یعنی واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم کے صیغوں میں خواہ وہ مجرد کے باب سے ہوں یا مزید کے ۱۲ رفت۔

لَنْ تَفْعِلُوْا ۔ لَنْ تَفْعِلِیْ ۔ لَنْ تَفْعِلْنَ ۔ لَنْ اَفْعِلَ ۔ لَنْ نَّفْعِلَ ۔

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول

لَنْ یُّفْعَلَ ، لَنْ یُّفْعَلَا ، لَنْ یُّفْعَلُوْا ، لَنْ تُفْعَلَ ، لَنْ تُفْعَلَا ، لَنْ یُّفْعَلْنَ ، لَنْ تُفْعَلُوْا لَنْ تُفْعَلِیْ ، لَنْ تُفْعَلْنَ ، لَنْ اُفْعَلَ ، لَنْ نُّفْعَلَ ۔

اَنْ ، کَیْ اور اِذَنْ بھی لَنْ کی طرح عمل کرتے ہیں۔ اَنْ یَّفْعَلَ وکَیْ یَفْعَلَ و اِذَنْ یَفْعَلَ کی معروف ومجہول گردان کرلینی چاہیئے۔

"لَمْ" یَفْعِلُ وتَفْعِلُ و اَفْعِلُ اور نَفْعِلُ میں جزم کر دیتا ہے اور یَفْعِلَانِ وتَفْعِلَانِ اور یَفْعِلُوْنَ و تَفْعِلُوْنَ اور تَفْعِلِیْنَ سے نون اعرابی کو گرادیتا ہے۔ اور یَفْعِلْنَ وتَفْعِلْنَ یعنی جمع مؤنث کو اپنے حال پر رہنے دیتا ہے اور مضارع کو بمعنی ماضی منفی کر دیتا ہے۔

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف

لَمْ یَفْعِلْ ، لَمْ یَفْعِلَا ، لَمْ یَفْعِلُوْا ، لَمْ تَفْعِلْ ، لَمْ تَفْعِلَا ، لَمْ یَفْعِلْنَ ، لَمْ تَفْعِلُوْا لَمْ تَفْعِلِیْ ، لَمْ تَفْعِلْنَ ، لَمْ اَفْعِلْ ، لَمْ نَفْعِلْ ۔

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع مجہول

لَمْ یُفْعَلْ ، لَمْ یُفْعَلَا الخ

لَمَّا بھی لفظاً ومعناً لَمْ کی طرح عمل کرتا ہے جیسے لَمَّا یَفْعِلْ ، لَمَّا یَفْعِلَا الخ لیکن لَمْ یَفْعِلْ کے معنی ہیں "نہیں کیا" اور لَمَّا یَفْعِلْ کے معنی ہیں "ابھی تک نہیں کیا"

اور اِنْ ، لامِ امر اور لائے نہی بھی "لَمْ" کی طرح عمل کرتے ہیں۔ اِنْ یَفْعِلْ ، اِنْ یَّفْعِلَا الخ معروف ومجہول کی گردان کرلینی چاہیئے۔

لامِ امر مجہول کے تمام صیغوں میں آتا ہے اور معروف کے صرف غیر حاضر کے صیغوں میں، اور لائے نہی تمام صیغوں میں آتا ہے۔

محققین کے قول کے مطابق امرِ مجہول بالام کے صیغوں اور نہی کے صیغوں کو مضارع سے علیحدہ کرنا پسندیدہ نہیں۔ "لَمْ" کی بحث کی طرح ان صیغوں کی بحث (یہیں) ذکر کرنی چاہیئے تھی لیکن چونکہ امر معروف

سے یعنی لفظاً تو یہ کہ جس طرح لم آخر کو جزم کر دیتا ہے اسی طرح لما بھی آخر کو جزم کر دیتا ہے اور معنیً یہ کہ جس طرح لم مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے اسی طرح لمّا بھی مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ ۱۲ رف

کی گردان جدا ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ اس میں سے امر حاضر بغیر لام کے آتا ہے جو فعل کی تیسری (مستقل) قسم ہے لہٰذا امر کے صیغے علیحدہ لکھے جائیں گے تو مناسبت کے لئے امر بالام بھی وہیں ذکر ہوگا۔ نہی کے صیغے یہاں لکھے جاتے ہیں۔

بحث نہی معروف

لَا يَفْعِلْ، لَا يَفْعِلَا، لَا يَفْعِلُوا، لَا تَفْعِلْ، لَا تَفْعِلَا، لَا يَفْعِلْنَ، لَا تَفْعِلُوا، لَا تَفْعِلِي، لَا تَفْعِلْنَ، لَا أَفْعِلْ، لَا نَفْعِلْ۔

بحث نہی مجہول

لَا يُفْعَلْ، لَا يُفْعَلَا الخ

جو فعل مضارع لم یا دوسرے جوازم سے مجزوم ہو اسمیں لام کلمہ اگر حرف علت ہو تو وہ گر جاتا ہے۔ جیسے لَمْ يَدْنُ ع و لَمْ يَرْمِ و لَمْ يَخْشَ و لِتَبْدُ ع و لِيَدْعُ ع و لَا يَدْعُ ع و هٰكذا۔

فعل مضارع میں تاکید کے واسطے لام تاکید مفتوحہ اور نون تاکید ثقیلہ و خفیفہ آتا ہے لام شروع میں اور نون آخر میں داخل ہوتا ہے۔ ثقیلہ مشدد ہوتا ہے اور تمام صیغوں میں آتا ہے، خفیفہ ساکن ہوتا ہے اور تثنیہ اور جمع مؤنث میں نہیں آتا باقی صیغوں میں آتا ہے۔

يَفْعِلُ، تَفْعِلُ، أَفْعِلُ اور نَفْعِلُ میں نون ثقیلہ کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور تثنیہ و جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں میں نون اعرابی گر جاتا ہے۔ الف تثنیہ باقی رہتا ہے اور نون ثقیلہ اسکے بعد مکسور ہوتا ہے جیسے لَيَفْعِلَانِّ نیز جمع مذکر کا واو اور مؤنث حاضر کی یاء بھی گر جاتی ہے اور واؤ سے پہلے ضمہ اور یاء سے پہلے کسرہ باقی رہتا ہے جیسے لَيَفْعِلُنَّ لَتَفْعِلِنَّ اور جمع مؤنث غائب و حاضر میں نون جمع اور نون ثقیلہ کے درمیان الف لے آتے ہیں تاکہ تین[51] نون کا اجتماع لازم نہ آئے جیسے لَيَفْعِلْنَانِّ و لَتَفْعِلْنَانِّ ان دونوں میں بھی نون ثقیلہ مکسور رہتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ نون ثقیلہ الف کے بعد مکسور ہوتا ہے اور دوسرے مقامات پر مفتوح۔

نون خفیفہ کا حال تثنیہ و جمع مؤنث کے علاوہ (تمام صیغوں) میں نون ثقیلہ کی طرح ہے۔ اور ثقیلہ و خفیفہ کے داخل ہونے سے مضارع مستقبل کے ساتھ خاص[52] ہو جاتا ہے۔

---

[51] قولہ تین نون کا الخ تین نون کا اجتماع قبیح ہے نطق میں ثقل پیدا کرتا ہے ۱۲ رف

[52] خاص ہو جاتا ہے یعنی زمانۂ حال کے معنی اس میں باقی نہیں رہتے ۱۲ رف

لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف

لَیَفْعِلَنَّ ، لَیَفْعِلَانِّ ، لَیَفْعِلُنَّ ، لَتَفْعِلَنَّ ، لَتَفْعِلَانِّ ، لَیَفْعِلْنَانِّ ، لَتَفْعِلُنَّ ، لَتَفْعِلِنَّ ، لَتَفْعِلْنَانِّ ، لَاَفْعِلَنَّ ، لَنَفْعِلَنَّ ۔

مجہول : لَیُفْعَلَنَّ الخ

لام تاکید با نون خفیفہ در فعل مستقبل معروف

لَیَفْعِلَنْ ، لَیَفْعِلُنْ ، لَتَفْعِلَنْ ، لَتَفْعِلُنْ ، لَتَفْعِلِنْ ، لَاَفْعِلَنْ ، لَنَفْعِلَنْ ۔

مجہول : لَیُفْعَلَنْ الخ

امر و نہی میں بھی نون ثقیلہ اور نون خفیفہ آتا ہے ۔ امر کا ذکر اس کے بعد آئے گا ۔

نہی معروف با نون ثقیلہ

لَا یَفْعِلَنَّ ، لَا یَفْعِلَانِّ ، لَا یَفْعِلُنَّ ، لَا تَفْعِلَنَّ ، لَا تَفْعِلَانِّ ، لَا یَفْعِلْنَانِّ ، لَا تَفْعِلُنَّ ، لَا تَفْعِلِنَّ ، لَا تَفْعِلْنَانِّ ، لَا اَفْعِلَنَّ ، لَا نَفْعِلَنَّ ۔

مجہول : لَا یُفْعَلَنَّ الخ

نون ثقیلہ و خفیفہ فعل مضارع میں " اِمَّا " شرطیہ کے بعد بھی مذکورہ طریقہ سے آتا ہے ۔ جیسے اِمَّا یَفْعِلَنَّ[۱] اور اِمَّا یَفْعِلَنْ الخ

امر حاضر فعل مضارع سے بناتے ہیں ۔ طریقہ یہ ہے کہ علامت مضارع کو حذف کر دیں پھر اگر علامت مضارع کا مابعد متحرک ہو تو آخر[۲] کو ساکن کر دیں جیسے " تَعِدُ " سے " عِدْ " اور اگر ساکن[۳] ہو تو ہمزۂ وصل مضموم شروع میں لے آئیں بشرطیکہ عین کلمہ مضموم ہو جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ ، اور اگر عین کلمہ مکسور یا مفتوح ہو تو ہمزۂ وصل مکسور لے آئیں جیسے تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور تَفْتَحُ سے اِفْتَحْ اور آخر میں وقف کر دیں ۔

(امر میں) نون اعرابی ساقط ہو جاتا ہے اور نون جمع بحالہ باقی رہتا ہے ۔ نیز حرف علت بھی آخر سے حذف ہو جاتا ہے ۔ جیسے تَدْعُوْ سے اُدْعُ ، تَرْمِیْ سے اِرْمِ اور تَخْشٰی سے اِخْشَ ۔

امر حاضر معروف

اِفْعِلْ ، اِفْعِلَا ، اِفْعِلُوْا ، اِفْعِلِیْ ، اِفْعِلْنَ ۔

---

[۱] قولہ اما یفعلن ، قرآن حکیم میں ہے فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فی قصۃ مریم علیہا السلام ۱۲ رف

[۲] یعنی فعل کے حرف آخر کو ساکن کر دیں ۱۲ رفیع غفرلہٗ [۳] یعنی اگر علامت مضارع کا مابعد ساکن ہو ۱۲ رف

امر غائب و متکلم معروف

لِيَفْعِلْ ، لِيَفْعِلَا ، لِيَفْعِلُوا ، لِتَفْعِلْ ، لِتَفْعِلَا ، لِيَفْعِلْنَ ، لِأَفْعِلْ ، لِنَفْعِلْ ۔

امر مجہول

لِيُفْعَلْ ، لِيُفْعَلَا ، لِيُفْعَلُوا ، لِتُفْعَلْ ، لِتُفْعَلَا ، لِيُفْعَلْنَ ، لِتُفْعَلُوا ، لِتُفْعَلِي ، لِتُفْعَلْنَ ، لِأُفْعَلْ ، لِنُفْعَلْ ،

امر حاضر معروف با نون ثقیلہ

اُفْعِلَنَّ ، اُفْعِلَانِّ ، اُفْعِلُنَّ ، اِفْعِلِنَّ ، اِفْعِلْنَانِّ ۔

با نون خفیفہ

اُفْعِلَنْ ، اِفْعِلُنْ ، اُفْعِلِنْ ۔

امر غائب و متکلم معروف با نون ثقیلہ

لِيَفْعِلَنَّ ، لِيَفْعِلَانِّ ، لِيَفْعِلُنَّ ، لِتَفْعِلَنَّ ، لِتَفْعِلَانِّ ، لِيَفْعِلْنَانِّ ، لِأَفْعِلَنَّ ، لِنَفْعِلَنَّ ۔

با نون خفیفہ

لِيَفْعِلَنْ ، لِيَفْعِلُنْ ، لِتَفْعِلَنْ ، لِأَفْعِلَنْ ، لِنَفْعِلَنْ ۔

امر مجہول با نون ثقیلہ

لِيُفْعَلَنَّ ، لِيُفْعَلَانِّ ، لِيُفْعَلُنَّ ۔ آخر تک یہ مضارع مجہول کی طرح ہے مگر یہ کہ اس[1] کا لام مکسور ہے

امر مجہول با نون خفیفہ

لِيُفْعَلَنْ آخر تک مضارع مجہول کی طرح

فصل دوم ، دربیان اسمائے مشتقہ

فعل سے چھ اسم مشتق ہوتے ہیں ، اسم[1] فاعل ، اسم مفعول[2] ، اسم[3] تفضیل ، صفت[4] مشبہ ، اسم[5] آلہ ، اسم ظرف[6]

(۱) اسم فاعل : یہ کام کرنے والے پر دلالت کرتا ہے ۔ ثلاثی مجرد سے مطلقاً فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے ۔

---

[1] قولہ اس کا لام مکسور ہے ۔ بخلاف مضارع مجہول با نون ثقیلہ کے کہ اسمیں لام مفتوح ہے کیونکہ اسمیں لام تاکید کے لئے ہے اور لام تاکید ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور یہاں لام لام امر ہے اور لام امر ہمیشہ مکسور ہوتا ہے ۔ ۱۲ رف

بحث اسم فاعل

فَاعِلٌ ، فَاعِلَانِ ، فَاعِلَيْنِ ، فَاعِلُوْنَ ، فَاعِلِيْنَ ، فَاعِلَةٌ ، فَاعِلَتَانِ ، فَاعِلَتَيْنِ ، فَاعِلَاتٌ

تثنیہ حالت رفعی میں الف کے ساتھ آتا ہے۔ اور حالتِ نصبی و جرّی میں یائے ما قبل مفتوح کے ساتھ اور نونِ تثنیہ مکسور ہوتا ہے۔ اور جمع حالتِ رفعی میں واؤ کے ساتھ آتی ہے۔ اور حالت نصبی و جرّی میں یائے ماقبل مکسور کے ساتھ اور نونِ جمع مفتوح ہوتا ہے۔

(۲) اسم مفعول : ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جس پر فعل واقع ہوا ہو، یہ ثلاثی مجرد سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے۔

بحث اسم مفعول

مَفْعُوْلٌ ، مَفْعُوْلَانِ ، مَفْعُوْلَيْنِ ، مَفْعُوْلُوْنَ ، مَفْعُوْلِيْنَ ، مَفْعُوْلَةٌ ، مَفْعُوْلَتَانِ مَفْعُوْلَتَيْنِ ، مَفْعُوْلَاتٌ ۔

(۳) اسم تفضیل : یعنی جو بہ نسبت دوسرے کے زیادتی معنیٰ فاعلیّت پر دلالت کرے اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے مگر لون اور عیب سے نہیں آتا کیونکہ ان دونوں میں اَفْعَلُ صفت[۵۱] مشبہ کے واسطے آتا ہے جیسے اَحْمَرُ ، اَعْمٰی اور غیر ثلاثی مجرد سے بھی نہیں آتا۔

بحث اسم تفضیل

اَفْعَلُ ، اَفْعَلَانِ ، اَفْعَلَيْنِ ، اَفْعَلُوْنَ ، اَفْعَلِيْنَ ، اَفَاعِلُ[۵۲] ، فُعْلٰی ، فُعْلَيَانِ ، فُعْلَيَيْنِ ، فُعْلَيَاتٌ ، فُعَلٌ[۵۳] ۔

اَفَاعِلُ جمع تکسیر[۵۴] مذکر ہے اور فُعَلٌ جمع تکسیر مؤنث اور اَفْعَلُوْنَ و فُعْلَيَاتٌ جمع سالم۔

جمع سالم اس کو کہتے ہیں کہ جس میں اس کے واحد کا وزن سالم رہے۔ مذکر میں واؤ اور نون کے ساتھ آتی ہے اور مؤنث میں الف اور تاء کے ساتھ اور جمع تکسیر وہ ہے جس میں واحد کا وزن سالم نہ رہے۔

اسم تفضیل کبھی زیادتی معنیٰ مفعولیت کے واسطے بھی آتا ہے جیسے اَشْهَرُ بمعنی مشہور تر۔

(۴) صفت مشبّہ : وہ ہے کہ جو معنی مصدری کے ساتھ کسی ذات کے بطور ثبوت[۵۵] متصف ہونے پر دلالت

---

[۵۱] قولہ صفت مشبہ الخ اگر لون وعیب سے تفضیل کے لئے بھی آنے لگے تو التباس پیدا ہوجائے گا۔ ۱۲ رف

[۵۲] قولہ اَفَاعِلُ یہ افعل کی جمع مکسر ہے۔ ۱۲ رف

[۵۳] قولہ فُعَلٌ یہ فُعْلٰی کی جمع مکسر ہے ۱۲ رف

[۵۴] یعنی جمع مکسر ۱۲ [۵۵] قولہ بطور ثبوت الخ یعنی اس طرح متصف ہوکر وہ معنیٰ مصدری اس ذات سے کسی وقت بھی الگ نہ ہوتے ہوں۔ جیسے سَمِيْعٌ اللہ جل شانہٗ کی صفت ہے کہ کسی وقت بھی سَمْعٌ (سننا) ان سے جدا نہیں ہوتا (باقی بر صفحہ ۳۳)

کرے اور اسم فاعل بطریق حدوث متصف ہونے پر دلالت کرتا ہے اسی وجہ سے صفت مشبہ ہمیشہ لازم ہوتی ہے خواہ وہ فعل متعدی ہی سے بنے پس سَامِعٌ اور سَمِیْعٌ میں فرق یہ ہے کہ سَامِعٌ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو بالفعل سننے کے ساتھ متصف ہو لہٰذا اس کے بعد مفعول آسکتا ہے جیسے سَامِعٌ کَلَامَكَ اور سَمِیْعٌ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو سمع کے ساتھ بطور دوام متصف ہو کسی چیز[52] سے اس کا تعلق ملحوظ نہیں ہوتا بلکہ عدم اعتبار تعلق ملحوظ ہوتا ہے۔ لہٰذا سَمِیْعٌ، کَلَامَكَ نہیں کہہ سکتے۔

صفت مشبہ کے اوزان بہت ہیں جیسے صَعْبٌ[53]، صِفْرٌ، صُلْبٌ، حَسَنٌ، خَشِنٌ، نَدُسٌ، زِئِرٌ، بِلِزٌ، حُطَمٌ، جُنُبٌ، اَحْمَرُ، کَابِرٌ، کَبِیْرٌ، غَفُوْرٌ، جَبِّدٌ، جَبَانٌ، هِجَانٌ، شُجَاعٌ، عَطْشَانُ، عَطْشٰی، حُبْلٰی، حَمْرَاءُ، عُشَرَاءُ۔

بحث صفت مشبہ

حَسَنٌ، حَسَنَانِ، حَسَنَیْنِ، حَسَنُوْنَ، حَسَنِیْنَ، حَسَنَةٌ، حَسَنَتَانِ، حَسَنَتَیْنِ، حَسَنَاتٌ۔

(بقیہ ۱۳) نیز سمیع اس ذات کو کہتے ہیں جس کی سماعت ٹھیک حالت میں ہو اور وہ جب چاہے سُن سکتا ہو۔ ایسا شخص اگر اپنے کان ہاتھ سے بند کرلے کہ کچھ سُنائی نہ دے تو اس حالت میں بھی اس کو سمیع کہا جائیگا کیونکہ صفتِ سماعت اسکے اندر اسوقت بھی موجود ہوتی ہے کوئی بھی اسے بہرا نہیں کہتا۔ ہاں اس کو سامع نہیں کہہ سکتے کیونکہ سامع اس کو کہتے ہیں جو فی الحال سُن رہا ہو۔ اسکے برعکس ایک بہرا آدمی اگر اتفاق سے کوئی بات سُن لے اس کو سامع تو کہہ سکتے ہیں مگر سمیع نہیں کہہ سکتے ۱۲ رف

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[51] یعنی ذات معنی مصدری سے اس طرح متصف ہو کہ یہ معنی مصدری عارضی طور پر اس ذات کے ساتھ قائم ہوگئے ہوں، ہمیشہ اس کے ساتھ قائم نہ رہتے ہوں جیسے سَامِعٌ ایسے شخص کو کہیں گے جو کسی بات کو فی الحال سُن رہا ہو لیکن یہ سُننا (معنی مصدری) اس سے الگ بھی ہو جاتا ہے چنانچہ اگر وہ کانوں کو بند کرلے یا سو جائے تو اسوقت سمع (سُننا) اسمیں نہیں پایا جاتا، ہاں اسکو اس حالت میں سَمِیْعٌ کہہ سکتے ہیں کیونکہ صفتِ سماعت یعنی سننے کی اہلیت اسمیں اسوقت بھی موجود ہے ۱۲ رف

[52] مثلاً مفعول بہ یعنی مسموع سے ۱۲ مترجم غفرلہٗ

[53] صَعْبٌ بالفتح دشوار (از کرم) صِفْرٌ بالکسر خالی (از سمع) صُلْبٌ بالضم سخت (از کرم) حَسَنٌ بفتحتین، اچھا (از کرم) خَشِنٌ بفتح خا و کسر شین، سخت کھردرا، نَدُسٌ بفتح اول وضم ثانی زیرک ذہین (از سمع) زِئِرٌ بکسر زاء معجمہ و فتح ہمزہ پراگندہ (از فرح) بِلِزٌ بکسر باء موحدہ ولام وزاء معجمہ، فربہ۔ حُطَمٌ بضم حاء مہملہ وفتح طاء مہملہ پراگندہ (از ضرب) جُنُبٌ بضمتین ناپاک (از کرم) اَحْمَرُ سرخ کابر بروزن اسم فاعل بڑا (از کرم) کَبِیْرٌ بڑا (از کرم) غفور بفتح غین معجمہ چھپانیوالا معاف کرنیوالا جَبِّدٌ بفتح جیم وتشدید یاء اچھا عمدہ (از نصر) جَبَانٌ بفتح جیم و باء موحدہ بزدل (از کرم) هِجَانٌ بکسر ہاء و جیم سفید اونٹ شُجَاعٌ بضم شین معجمہ و جیم و عین مہملہ بہادر، دلیر (از کرم) عطشان بفتح عین مہملہ و سکون طاء مہملہ و شین معجمہ پیاسا عطشٰی بفتح عین و سکون طاء مہملہ و فتح شین معجمہ والف مقصورہ پیاسی عورت حُبْلٰی بضم حاء مہملہ و سکون باء موحدہ ولام والف مقصورہ حاملہ عورت (از سمع) حمراء بفتح حاء مہملہ و سکون میم و راء مہملہ والف ممدودہ سرخ عورت عشراء بضم عین مہملہ و فتح شین معجمہ وراء مہملہ والف ممدودہ دس ماہ کی گابھن اونٹنی ۱۲ رف از حاشیہ علم الصیغہ فارسی

اسم آلہ جو کہ صدورِ فعل کے آلہ پر دلالت کرتا ہے، تین وزن پر آتا ہے مِفْعَلٌ، مِفْعَلَۃٌ، مِفْعَالٌ۔

بحث اسم آلہ

مِنْصَرٌ، مِنْصَرَانِ، مِنْصَرَیْنِ، مَنَاصِرُ، مِنْصَرَۃٌ، مِنْصَرَتَانِ، مِنْصَرَتَیْنِ، مَنَاصِرُ، مِنْصَارٌ، مِنْصَارَانِ، مِنْصَارَیْنِ، مَنَاصِیْرُ۔

اور کبھی فَاعَلٌ کے وزن پر بھی آجاتا ہے جیسے خَاتَمٌ ختم یعنی مُہر کرنے کا آلہ اور عَالَمٌ جاننے کا آلہ۔ مگر اس قسم میں معنیٰ اسمی غالب آگئے ہیں۔ مطلقاً بمعنی اشتقاقی مستعمل نہیں ہے۔ ہر آلہ ختم کو خاتم اور ہر آلہ علم کو عالم نہیں کہہ سکتے۔

(۶) اسمِ ظرف: صدورِ فعل کی جگہ یا صدورِ فعل کے وقت پر دلالت کرتا ہے۔ مفتوح العین[۱] اور مضموم العین سے اور ناقص سے مطلقاً[۲] مَفْعَلٌ کے وزن پر بفتح العین آتا ہے جیسے مَفْتَحٌ و مَنْصَرٌ و مَرْمًی[۳] اور مکسور العین سے اور مثال سے مطلقاً[۴] بروزن مَفْعِلٌ بکسرِ عین آتا ہے جیسے مَضْرِبٌ و مَوْقِعٌ یہاں بعض صرفیوں نے یہ کہدیا ہے کہ مضاعف سے بھی مطلقاً[۵] مفتوح العین آتا ہے کیونکہ لفظ مَفَرٌّ یَفِرُّ مکسور العین سے بنا ہے اور قرآن مجید میں بھی آیا ہے "اَیْنَ الْمَفَرُّ" لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مضاعف مکسور العین سے مکسور العین ہی آتا ہے چنانچہ مَحِلٌّ حَلَّ یَحِلُّ سے ہے اور لفظ مَحِلٌّ بھی قرآن مجید میں آیا ہے "حَتّٰی یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ" اور لفظ مَفَرٌّ کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ ظرف نہیں بلکہ مصدر میمی ہے۔

جو صیغہ ظرف وقت کے معنی پر دلالت کرے اس کو ظرفِ زماں کہتے ہیں۔ اور جو جگہ کے معنی پر دلالت کرے اس کو ظرفِ مکان کہتے ہیں۔

بحث اسم ظرف

مَضْرِبٌ، مَضْرِبَانِ، مَضْرِبَیْنِ، مَضَارِبُ

ظرف کبھی مُفْعَلَۃٌ[۶] کے وزن پر بھی آجاتا ہے جیسے مُکْحُلَۃٌ[۷] اور ظرف کے بعض اوزان غیر مکسور العین

---

[۱] یعنی مضارع مفتوح العین اور مضموم العین سے۔ ۱۲ رف

[۲] قولہ اور ناقص سے مطلقاً یعنی مضارع ناقص خواہ مفتوح العین ہو یا مضموم العین یا مکسور العین، بہر حال اس سے اسم ظرف مفتوح العین ہی آتا ہے ۱۲ رف [۳] قولہ مَرْمًی اصل میں مَرْمَیٌ تھا تعلیل ہو کر مَرْمًی ہو گیا ۱۲ رف [۴] قولہ مثال سے مطلقاً یعنی ایسے مضارع سے جس کا فائے کلمہ حرف علت ہو اسم ظرف بہر حال مکسور العین ہوتا ہے خواہ اس کا عین کلمہ مفتوح ہو یا مضموم یا مکسور ۱۲ رف

[۵] قولہ مطلقاً یعنی خواہ اس کا مضارع مفتوح العین یا مضموم العین ہو یا مکسور العین ہو بہر حال ۱۲ رف [۶] قولہ مُفْعَلَۃٌ بضم المیم و فتح العین واللام ۱۲ رف [۷] قولہ مکحلۃ کَحَلَ (باب نصر فتح) سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں سرمہ لگانا اور مُکْحُلَۃٌ سرمہ دانی ۱۲۔ رف

سے بھی مکسور آتے ہیں۔ جیسے مَسْجِدٌ[51]، مَنْسِكٌ، مَطْلِعٌ، مَشْرِقٌ، مَغْرِبٌ، مَجْزِرٌ مگر یہ الفاظ قیاس کے مطابق بروزن مَفْعَلٌ[52] بھی آتے ہیں۔

فائدہ: ایسی جگہ کے واسطے کہ جہاں کوئی چیز بکثرت ہو مَفْعَلَةٌ کا وزن آتا ہے جیسے مَقْبَرَةٌ[53] وَمَأْسَدَةٌ۔ اور فُعَالَةٌ کا وزن ایسی چیز کے واسطے ہے کہ جو بوقت فعل گرے جیسے غُسَالَةٌ وہ پانی جو غسل کے وقت گرے اور کُنَاسَةٌ[54] وہ چیز جو جھاڑو دیتے وقت جھاڑو سے گرے۔

فائدہ: کوفیین کے نزدیک مصدر بھی مشتقات فعل میں سے ہے۔ لہٰذا وہ اسمائے مشتقہ سات بتاتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تحقیق "فصل افادات" میں آئے گی۔

مصدر ثلاثی مجرد کے وزن کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں اور غیر ثلاثی مجرد کے وزن مقرر ہیں جیساکہ آگے آئے گا۔

جناب استاذی مولوی سید محمد صاحب اعلی اللہ درجاتہ نے اپنی نظم میں مصادر ثلاثی مجرد کے اکثر اوزان مع حرکات وامثلہ منضبط کردیئے ہیں ہم وہ نظم یہاں افادۃً نقل کئے دیتے ہیں۔

نظم

از ثلاثی مجرد چہل[55] وچار! — وزن مصدر آمده اے ذی وقار
فَعْلٌ وفَعْلیٰ فَعْلَةٌ فَعْلَانٌ بفتح — قَتْلٌ ودَعْوىٰ رَحْمَةٌ لَيَّانٌ بفتح
ہم بخواں در چار میں[56] فتح دوم! — عین ثالث دان[57] بفتح وکسر ہم!
فِعْلٌ و فِعْلیٰ فِعْلَةٌ فِعْلَانٌ بکسر — فِسْقٌ وذِکْرىٰ نِشْدَةٌ وحِرمان بکسر

---

[51] قولہ مَسْجِدٌ الخ یہ تمام اسمائے ظرف مکسور العین ہیں۔ حالانکہ یہ سب باب نصر سے ہیں اس لئے قیاس کا تقاضا تھا کہ مفتوح العین ہوتے۔ مَسْجِدٌ کا مصدر سجود ہے اس کے معنی ہیں سجدہ کرنا۔ مَنْسِكٌ کا مصدر نُسُكٌ ہے اس کے معنی قربانی کرنا اور درویش بننا۔ مَطْلِعٌ کا مصدر طُلُوْعٌ ہے اس کے معنی اوپر چڑھنا اور مَشْرِقٌ کا مصدر شَرْقٌ و شُرُوقٌ ہے اس کے معنی ہیں سورج نکلنا۔ مَغْرِبٌ کا مصدر غروبٌ ہے جس کے معنی ہیں چھپنا، دُور ہونا۔ مَجْزِرٌ کا مصدر جزرٌ ہے اسکے معنی ہیں ذبح کرنا ۱۲ منجد

[52] قولہ مَفْعَلٌ بفتح المیم وسکون الفاء وفتح العین ۱۲ رف

[53] قولہ مقبرۃ، جہاں بہت قبریں ہوں، اور مأسدۃ جہاں بہت شیر ہوں ۱۲ رف

[54] قولہ کُنَاسَةٌ، کَنَسَ یَکْنُسُ کَنْسًا (باب نصر) سے مشتق ہے جسکے معنی ہیں جھاڑو دینا ۱۲ رف

[55] قولہ چہل وچار، یہ کثیر الاستعمال اوزان کی تعداد ہے ورنہ ان کے علاوہ دوسرے کئی اوزان پر بھی ثلاثی مجرد کے مصادر آتے ہیں جیسے جَبَرُوْتٌ بروزن فَعَلُوْتٌ وغیرہ ۱۲ رف

[56] قولہ در چار میں یعنی مذکورہ شعر کے چوتھے وزن فَعْلَانٌ میں دوسرے حرف یعنی عین پر فتحہ بھی آتا ہے جیسے سَيَلَانٌ ۱۲ رف

[57] قولہ عین ثالث یعنی تیسرے وزن فَعْلَةٌ میں عین پر فتحہ اور کسرہ بھی آتا ہے۔ فتحہ کی مثال غَلَبَةٌ اور کسرہ کی مثال سَرِقَةٌ فافہم ۱۲ مترجم از حاشیہ

فَعْلٌ و فُعْلٌ فَعْلَۃٌ فُعْلَانٌ بضم!
مَفْعَلَۃٌ مَفْعَلٌ فَعَلٌ فَعْلُوْلَۃٌ ست
فَیْعَلُوْلَۃٌ ہم فَعَالَۃٌ ہم فَعَالٌ!
ہم فَعَالِیَۃٌ[1] ازیں اوزاں بدان!
عین[2] واول درہمہ مفتوح خوان
مَفْعِلَۃٌ مَفْعِلٌ فَعِلٌ فَعْلُوَّۃٌ ست
ہم فَعِیْلَۃٌ ہم فَعِیْلٌ و فَاعِلَۃٌ
این ہمہ[3] با فتح اول کسر عین!
مَفْعُلَۃٌ مَفْعُوْلٌ ہم مَفْعُوْلَۃٌ ست
ہم فَعُوْلٌ ہم فُعُوْلَۃٌ ہم فُعُوْل
این ہمہ[5] با فتح اول ضم عین!
ہم فِعَلٌ دیگر فِعَالَۃٌ ہم فِعَال
ہم فُعَلٌ دیگر فُعَالَۃٌ ہم فُعَال
اندریں[6] ہا فتح عین و کسر فا،
بعدازاں فَعْلَاءُ و فَعُّوْلَۃٌ بفتح
در دوم تشدید و ضم مر عین را

شُغْلٌ و بُشْرٰی کُدُوْرَۃٌ غُفْرَانٌ بضم
مَنْقَبَۃٌ مَدْخَلٌ طَلَبٌ قَیْلُوْلَۃٌ ست
نحو کَیْنُوْنَۃٌ شَہَادَۃٌ ہم کمال
پس کراھیۃ شدہ موزون آن
عین رابع گشت مستثنیٰ ازان!
مَحْمِدَۃٌ مَرْجِعٌ خَنِقٌ جَبْرُوَّۃٌ ست
چون قَطِیْعَۃٌ ہم وَمِیْضٌ وکَاذِبَۃٌ
عین رابع ساکن ست اے نور عین
مَمْلُکَۃٌ مَکْذُوْبٌ ہم مَکْذُوْبَۃٌ ست
چون قَبُوْلٌ[4] و ہم مُہُوْبَۃٌ ہم دخول
خامس و سادس بدان با ضمتین!
چون صِغَرٌ دیگر دِرَایَۃٌ ہم فِصَال
چون ھُدًی دیگر بُغَایَۃٌ ہم سُوَال
درسہ وزن و ضمہ فا درسہ جا،
وزن آن رُغْبَاءُ و جَبُّوْرَۃٌ بفتح
وزنہا شد ختم از فضل خدا

[1] قولہ فعالیہ بتخفیف الیاء ۱۲ رف [2] قولہ عین واول، اخقر کے پاس جو نسخے ہیں ان میں عین اوّل بغیر واو کے لکھا ہے۔ لیکن حاشیہ فارسی میں اس کی جو تشریح کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "عین" اور "اوّل" کے درمیان واو عطفیہ ہے اور یہی صحیح ہے ورنہ معنی صحیح نہ ہونگے اور مطلب عبارۃ مذکورہ کا یہ ہے کہ مذکورہ آٹھ اوزان جو مَفْعَلَۃٌ سے شروع ہوئے ہیں ان سب کا عین کلمہ اور پہلا حرف مفتوح ہے مگر اس حکم سے چوتھا وزن یعنی فَعْلُوْلَۃٌ مستثنیٰ ہے کہ اس کا عین کلمہ ساکن ہے مفتوح نہیں ۱۲ رف
[3] قولہ این ہمہ، یعنی مذکورہ سات مصادر جو مَحْمِدَۃٌ سے شروع ہوئے ہیں ان سب کا پہلا حرف مفتوح ہے اور عین کلمہ مکسور ہے، مگر ان میں سے چوتھے مصدر جَبْرُوَّۃٌ (بروزن فَعْلُوَّۃٌ) کا عین کلمہ مکسور نہیں بلکہ ساکن ہے ۱۲ رف
[4] قولہ قَبُوْل، بفتح القاف وضم الباء ۱۲ کذا فی الحاشیہ
[5] قولہ این ہمہ الخ یعنی مذکورہ چھ مثالوں میں پہلا حرف مفتوح اور عین کلمہ مضموم ہے لیکن پانچویں اور چھٹی مثال یعنی مُہُوْبَۃٌ (بروزن فُعُوْلَۃٌ) اور دخول (بروزن فُعُوْلٌ) اس سے مستثنیٰ ہیں کہ ان میں پہلا حرف بھی مضموم ہے اور عین کلمہ بھی مضموم ہے ۱۲ رف [6] قولہ اندرین ہا الخ یعنی ان چھ مثالوں میں سے جو کہ صغر سے شروع ہوئی ہیں پہلی تین مثالوں میں فا مکسور اور عین مفتوح اور باقی تین میں فا مضموم ہے ۱۲ رف
ع میرے پاس جو نسخے ہیں اُن سب میں یہ مصدر میم ہی سے لکھا ہے، لیکن غالباً یہ کتابت کی غلطی ہے، کیونکہ لغت کی کتب "لسان العرب" اور "الصحاح" میں میم۔ ھ۔ ب کوئی مادہ ہی نہیں۔ لہٰذا بظاہر یہ مصدر "صُہُوْبَۃٌ" (میم کی بجائے صاد مہملہ سے) ہے اور فصول اکبری کے ص ۲۱ پر مصدر ثلاثی مجرد کے اوزان کی بحث میں محشی نے بھی یہ مصدر صاد ہی سے لکھا ہے۔ جس کے معنی الصحاح میں "الشقرۃ"

فَعْلَۃٌ ثلاثی مجرد میں مَرَّۃٌ[1] کے واسطے آتا ہے جیسے ضَرْبَۃٌ ایک مرتبہ مارنا اور فِعْلَۃٌ نوع کے واسطے جیسے صِبْغَۃٌ ایک قسم کا رنگ کرنا اور فُعْلَۃٌ مقدار کے واسطے جیسے اُکْلَۃٌ[2] ولُقْمَۃٌ۔

فائدہ : مبالغہ کے واسطے یہ صیغے آتے ہیں فَعَّالٌ جیسے ضَرَّابٌ (بہت مارنے والا) وفُعَّالٌ جیسے طُوَّالٌ و فَعِلٌ جیسے حَذِرٌ و فَعِیْلٌ جیسے عَلِیْمٌ۔

اور فرق صیغۂ مبالغہ اور اسم تفضیل کے معنی میں یہ ہے کہ صیغہ مبالغہ میں معنیٔ فاعلیت کی زیادتی فی حدّ ذاتہٖ مقصود ہوتی ہے کسی دوسرے کی طرف اس میں نظر نہیں ہوتی۔ اور اسم تفضیل میں زیادتی دوسرے کے اعتبار سے مقصود ہوتی ہے چنانچہ اَضْرَبُ مِنْ زَیْدٍ یا اَضْرَبُ الْقَوْمِ کہیں گے، یعنی زید سے زیادہ مارنے والا ہے یا قوم سے زیادہ مارنے والا ہے اور اگر صرف[3] اَضْرَبُ یا اَکْبَرُ آئے تو معنیٔ نسبت مقدر ہوتے ہیں مثلاً اَللّٰہُ اَکْبَرُ میں مراد یہ ہے کہ "اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ" ہر چیز سے بڑا ہے اور ضَرَّابٌ کے معنی زیادہ مارنے والے کے ہیں اور بس، کسی دوسرے کی طرف نسبت ملحوظ نہیں ہے۔

فائدہ : اعداد میں فَاعِلٌ کا وزن مرتبہ (یعنی درجہ) کے واسطے آتا ہے، خامس بمعنی پنجم اور عاشرٌ[4] بمعنی دہم یعنی وہ چیز جو شمار میں اس درجہ[5] میں ہو مگر مرکبات میں جزو اوّل کو بروزن فَاعِلٌ بناتے ہیں اور ثانی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں جیسے حادی عشر، ثانی عشر، حادی وعشرون رابعٌ و ثلاثون اور عشرۃ کے بعد کے عقود میں اسم برائے مرتبہ بھی عدد ہی کے وزن پر آتا ہے مثلاً "عشرون" بیس بھی ہے اور بیسواں بھی اور فَاعِلٌ کا وزن نسبت کے واسطے بھی آتا ہے۔ اور اس کو فاعل ذی کذا کہتے ہیں جیسے تَامِرٌ ولَابِنٌ یعنی تمر والا اور دودھ والا اور اسی معنی میں تَمَّارٌ اور لَبَّانٌ[6] بھی ہے۔

---

[1] قولہ مرۃ یعنی ایک مرتبہ ۱۲ منہ [2] قولہ اکلۃ یعنی کھانے کی ایک معروف مقدار جس کو اُردو میں خوراک کہتے ہیں ۱۲ رف

[3] قولہ اگر صرف الخ یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات اسم تفضیل بھی تو کسی دوسری چیز کی طرف نسبت کے بغیر استعمال ہوتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" یہاں اللہ کی بڑائی کسی دوسری چیز کی نسبت سے بیان نہیں کی گئی بلکہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فی حدِ ذاتہٖ بڑا ہے قطع نظر اس سے کہ کس سے بڑا ہے۔ پھر آپ نے مبالغہ اور اسم تفضیل میں جو فرق بیان کیا ہے وہ صحیح نہ ہوا ! اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ اگر صرف الخ ۱۲ رف

[4] دہائیاں ۱۲ منہ [5] درجہ ۱۲ منہ

[6] یعنی جو معنی اسم میں یائے نسبت لگانے سے پیدا ہوتے ہیں وہی اس اسم کو فاعل کے وزن پر لانے سے بھی پیدا ہو جائیں گے ۱۲ محمد رفیع عثمانی عفی عنہ۔

دوسرا باب، ابواب کے بیان میں جو چار فصلوں پر مشتمل ہے

فصل اوّل، ابواب ثلاثی مجرد کے بیان میں

افعال و مشتقات کے صیغوں سے فارغ ہو کر اب ہم ابواب بیان کرتے ہیں۔ پہلے تم جان چکے ہو کہ ثلاثی مجرد کے چھ باب ہیں۔

بابُ اوّل : فَعَلَ یَفْعُلُ عین ماضی کے فتحہ اور عین غابر کے ضمّہ کے ساتھ، غابر بمعنی باقی سے مضارع مراد ہے (چونکہ) زمانہ ماضی کے بعد حال اور استقبال باقی رہ جاتے ہیں جن پر مضارع دلالت کرتا ہے۔ اس لئے مضارع کو غابر کہتے ہیں۔ اَلنَّصْرُ وَالنُّصْرَةُ مدد کرنا۔

تصریفہ نَصَرَ یَنْصُرُ نَصْرًا وَنُصْرَةً فَھُوَ نَاصِرٌ وَنُصِرَ یُنْصَرُ نَصْرًا وَنُصْرَةً فَھُوَ مَنْصُوْرٌ الامر منہ اُنْصُرْ والنھی عنہ لَا تَنْصُرْ الظرف منہ مَنْصَرٌ والاٰلة منہ مِنْصَرٌ و مِنْصَرَةٌ و مِنْصَارٌ و تثنیتھما مَنْصَرَانِ وَ مِنْصَرَانِ والجمع منھما مَنَاصِرُ و مَنَاصِیْرُ افعل التفضیل منہ اَنْصَرُ والمؤنث منہ نُصْرٰی و تثنیتھما اَنْصَرَانِ و نُصْرَیَانِ والجمع منھما اَنْصَرُوْنَ و اَنَاصِرُ و نُصَرٌ و نُصْرَیَاتٌ۔

بَابُ دُوم فَعَلَ یَفْعِلُ عین ماضی کے فتحہ اور عین غابر کے کسرہ کے ساتھ، اَلضَّرْبُ "مارنا" "سطح زمین پر چلنا" اور "مثال بیان کرنا"

ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْبًا الخ

بَابُ سوم فَعِلَ یَفْعَلُ عین ماضی کے کسرہ اور عین غابر کے فتحہ کیساتھ اَلسَّمْعُ "سننا" سَمِعَ یَسْمَعُ سَمْعًا الخ

بَابُ چہارم فَعَلَ یَفْعَلُ بفتح العین فیھما اَلْفَتْحُ "کھولنا" فَتَحَ یَفْتَحُ فَتْحًا الخ

اس باب میں شرط یہ ہے کہ ہر وہ کلمۂ صحیح[1] جو اس باب سے آئے اس کے عین فعل یا لامِ فعل میں حرف حلقی ہو

---

[1] قولہ کلمۂ صحیح یعنی باب فتح سے فعل صحیح صرف وہ آسکتا ہے جسکا عین کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی ہو جیسے بَھَتَ یَبْھَتُ "بہتان لگانا" کہ اسکا عین کلمہ ھا ہے جو حرف حلقی ہے اور جیسے فَتَحَ یَفْتَحُ (کھولنا) کہ اسکا لام کلمہ حا ہے اور یہ حرف حلقی ہے۔ نیز یہاں دو باتیں سمجھ لینا بہت ضروری ہیں، ایک تو یہ کہ یہ شرط صرف فعل صحیح میں ہے، فعل معتل یا مضاعف وغیرہ میں نہیں چنانچہ معتل یا مضاعف کا عین کلمہ اور لام کلمہ حرف حلقی کبھی نہ ہو تو وہ باب فتح سے آسکتا ہے جیسے اَبٰی یَاْبٰی (انکار کرنا) اور عَضَّ یَعَضُّ کہ پہلا معتل اور دوسرا مضاعف ہے اور دونوں میں کسی کے عین کلمہ اور لام کلمہ میں حرف حلقی نہیں مگر دونوں باب فتح سے ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ اس شرط کا مطلب ہرگز نہیں کہ جس فعل صحیح کا عین کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی ہو وہ باب فتح سے ضرور ہوگا بلکہ معاملہ برعکس ہے کہ جو فعل صحیح باب فتح سے آئے اسکا عین کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی ضرور ہوگا چنانچہ دیکھو سَمِعَ یَسْمَعُ کا لام کلمہ (عین) ۳ حرف حلقی ہے مگر یہ باب فتح سے نہیں ان دونوں باتوں کو خوب یاد کرلو۔ ۱۲ رف

شعر

حرفِ حلقی شش بود اے نورِ عین　　　　ہمزہ ہا و حا و خا و عین و غین

بَابْ پنجم فَعُلَ یَفْعُلُ بضم العین فیہما ۔ اَلْکَرَمُ وَالْکَرَامَۃُ "بزرگ ہونا" کَرُمَ یَکْرُمُ کَرَمًا وَکَرَامَۃً فھو کَرِیْمٌ الامر منہ اُکْرُمْ الخ یہ باب لازم ہے اس سے مجہول اور مفعول نہیں آتے ۔

فعل کی دو قسمیں ہیں لازم اور متعدی ۔ لازم اس فعل کو کہتے ہیں جو فاعل پر تمام ہو جائے اور اسکا اثر کسی دوسرے پر ظاہر نہ ہو جیسے کَرُمَ زَیْدٌ وَجَلَسَ زَیْدٌ ۔ اور متعدی وہ ہے کہ اسکا اثر فاعل سے دوسرے پر پہنچے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا اَکْرَمَ بَکْرٌ خَالِدًا تو چونکہ فعل لازم کا اثر دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتا اور مفعول وہی ہوتا ہے جس پر اثر ظاہر ہو اس لئے فعل لازم سے مفعول نہیں آتا اور چونکہ فعلِ مجہول مفعول کی طرف منسوب ہوتا ہے لہٰذا وہ بھی لازم سے نہیں آتا لیکن جب فعل لازم کو حرفِ جر کے ذریعہ متعدی کرتے ہیں تو اس سے بھی مجہول اور مفعول آجاتا ہے جیسے کُرِمَ بِہٖ مَکْرُوْمٌ بِہٖ ۔

بَابْ ششم فَعِلَ یَفْعِلُ بکسر العین فیہما اَلْحِسْبُ وَالْحِسْبَانُ "گمان کرنا" حَسِبَ یَحْسِبُ حِسْبًا وَ حِسْبَانًا فھو حَاسِبٌ وَ حُسِبَ یُحْسَبُ حِسْبًا و حِسْبَانًا فھو مَحْسُوْبٌ الخ اس باب سے صحیح حَسِبَ یَحْسِبُ کے علاوہ نہیں آتا پھر اس میں[۱] عین مضارع کا فتحہ بھی آیا ہے (البتہ) دوسرے چند کلمات مثال اور لفیف کے اس باب سے آتے ہیں ۔

فصل دوم ، ابواب ثلاثی مزید فیہ مطلق کے بیان میں

ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں ۔ ملحق اور غیر ملحق جس[۲] کو مطلق کہتے ہیں ۔

ملحق اسے کہتے ہیں جو حرف کی زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہو جائے اور بابِ ملحق بہ[۳] کے معنی کے علاوہ[۴] دوسرے معنی اس میں نہ ہوں جیسے جَلْبَبَ[۵] ۔ اور مطلق وہ ہے جو ایسا نہ ہو یعنی رباعی کے وزن پر نہ ہو

---

[۱] قولہ اس میں یعنی حَسِبَ کے مادہ میں ۱۲ رف

[۲] قولہ جس کو یعنی غیر ملحق کو مطلق بھی کہتے ہیں ۱۲ منہ

[۳] قولہ بابِ ملحق بہ الخ ملحق بہ وہ باب ہے جس کے ساتھ مجرد ملحق ہوا ہے ۱۲ [۴] معنی سے مراد یہاں وہ معنی ہیں جو باب میں خاصیت کے طور پر ہوتے ہیں جیسے اِلْبَاسٌ اور قصر وغیرہ ۱۲ [۵] قولہ جَلْبَبَ مجرد میں یہ جَلَبَ (ن، ض) تھا جس کے معنی کھینچنے کے ہیں اس میں ایک بار زائد کی تو یہ بَعْثَرَ کے وزن پر ہو گیا، اور چونکہ باب بعثر کی ایک خاصیت الباس بھی ہے لہٰذا یہاں جَلْبَبَ میں بھی الباس کے معنی آگئے اور جَلْبَبَ کے معنی چادر یا قمیص وغیرہ پہنانے کے ہو گئے وزن رباعی پر ہونے اور رباعی کے علاوہ دوسرے معنی یعنی خاصیت نہ ہونے کی شرط یہیں پائی جا رہی ہے لہٰذا یہ ملحق برباعی ہے ۱۲

یا اگر ہو تو اس کا باب[51] دوسرے معنی بھی رکھتا ہو جیسے اِجْتَنَبَ[52] اور اَکْرُمَ۔

ملحق کا ذکر رباعی کے ذکر کے بعد آئے گا کیونکہ اسکا سمجھنا رباعی کے سمجھنے پر موقوف ہے۔ لہٰذا اولاً مطلق کا بیان کیا جاتا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ با ہمزۂ وصل اور بے ہمزۂ وصل۔ پہلی کے سات باب ہیں۔

باب اوّل "اِفْتِعَال" اس باب کی علامت یہ ہے کہ اس میں فا کلمہ[53] کے بعد تار زائد ہوتی ہے۔ جیسے اَلْاِجْتِنَابُ "پرہیز کرنا"

تصریفہٗ اِجْتَنَبَ یَجْتَنِبُ اِجْتِنَابًا فھو مُجْتَنِبٌ و اُجْتُنِبَ یُجْتَنَبُ اِجْتِنَابًا فھو مُجْتَنَبٌ الامر منہ اِجْتَنِبْ والنھی عنہ لَا تَجْتَنِبْ الظرف منہ مُجْتَنَبٌ۔

اس باب[54] میں اور تمام ابواب ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد و مزید فیہ میں فعل ماضی مجہول کا ہر حرف متحرک مضموم ہوتا ہے سوائے ماقبلِ آخر کے کہ وہ مکسور ہوتا ہے اور ساکن اپنی حالت پر رہتا ہے لہٰذا اُجْتُنِبَ میں ہمزہ اور تار دونوں مضموم ہیں اسی طرح اُسْتُنْصِرَ میں بھی، نیز اس باب کے اور تمام ابوابِ ہمزۂ وصل کے ماضی منفی میں جب ہمزۂ وصل درمیان میں آنے کی وجہ سے گرتا ہے تو مَا اور لَا کا الف بھی ساقط ہو جاتا ہے لہٰذا مَا اجْتُنِبَ لَا اجْتُنِبَ مَا انْفُطِرَ لَا انْفُطِرَ مَا اسْتُنْصِرَ لَا اسْتُنْصِرَ کہا جائیگا۔

اس باب میں اور تمام ابواب ثلاثی مزید و رباعی[55] میں اسم فاعل مضارع معروف کے وزن پر آتا ہے بجز اسکے کہ علامت مضارع کی بجائے میم مضموم لے آتے ہیں اور ماقبل آخر اگر مکسور نہ ہو تو اسے کسرہ دے دیتے ہیں اور اسم مفعول اسم فاعل کی طرح ہوتا ہے مگر ماقبل آخر اس میں مفتوح ہوتا ہے اور اسم ظرف اس باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے اور آلہ و اسم تفضیل ان ابواب سے نہیں آتے اگر آلہ کے معنی ادا کرنے مقصود ہوں تو لفظ "مَا بِہٖ" مصدر پر زائد کر دیتے ہیں مثلاً مَا بِہِ الْاِجْتِنَابُ کہتے ہیں اور اگر معنیٰ

---

[51] یعنی وہ باب رباعی کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی بھی رکھتا ہو جیسے اَکْرُمَ ۱۲ [52] یہ دونوں مثالیں مطلق کی ہیں اجتنب اسکی مثال ہے حرف کی زیادتی کے بعد رباعی کے وزن پر نہیں آیا لہٰذا مطلق (غیر ملحق) ہے اور اَکْرُمَ اسکی مثال ہے کہ اگرچہ یہ رباعی کے وزن پر ہے مگر اس میں رباعی کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی بھی پائے جاتے ہیں مثلاً افعال کی خاصیت تعدیہ یہاں پائی جارہی ہے جو باب بَعْثَرَ میں نہیں پائی جاتی لہٰذا یہ بھی غیر ملحق یعنی مطلق ہے۔ اصل کتاب کے فارسی حاشیے میں اس مقام پر کچھ اور تشریح کی گئی مگر وہ احقر کی رائے میں صحیح نہیں ۱۲ رف

[53] قولہ فا کلمہ کے بعد الخ یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ باب افتعال میں تو ہمزۂ وصل بھی زائد ہے پھر اسکو علامت میں کیوں ذکر نہیں کیا؟ جواب یہ ہے کہ یہاں مصنف کا مقصود ابواب کی ایسی علامات بیان کرنا ہے کہ انکے ذریعے ہر باب باقی تمام ابواب سے ممتاز ہو جائے۔ حروف زوائد کی محض تعداد بیان کرنا مقصود نہیں۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مصنف کے بیان سابق سے یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ ان سات ابواب کے شروع میں ہمزۂ وصل زائد ہوتا ہے لہٰذا دوبارہ تصریح کی حاجت نہ رہی [54] قولہ اس باب میں الخ خلاصہ یہ کہ ثلاثی مجرد کے علاوہ تمام ابواب میں ۱۲ رف [55] قولہ رباعی خواہ[4]

[4] رباعی مجرد ہو یا مزید فیہ ۱۲ رف

تفضیل ادا کرنے ہوں تو مصدرِ منصوب پر لفظ اَشَدُّ زائد کردیتے ہیں مثلاً اَشَدُّ اجْتِنَابًا کہتے ہیں۔ اور لون و عیب میں بھی جن سے کہ ثلاثی مجرد میں بھی اسم تفضیل نہیں آتا معنیٔ تفضیل کی ادائیگی اسی طریقہ سے کی جاتی ہے مثلاً اَشَدُّ حُمْرَۃً اور اَشَدُّ صَمَمًا کہتے ہیں۔

قاعدہ : اگر فائے افتعال دال یا ذال یا زار ہو تو تائے افتعال دال سے بدل جاتی ہے پھر اس میں فاء کلمہ کی دال تو وجوباً مدغم ہوجاتی ہے جیسے اِدَّعٰی[1]

ذال کی تین حالتیں ہیں کبھی دال سے بدل کر دال میں مدغم ہوجاتی ہے جیسے اِدَّکَرَ[3] اور کبھی دال کو ذال سے بدلکر فاء کلمہ کو اس میں مدغم کردیتے ہیں جیسے اِذَّکَرَ اور کبھی بے ادغام رہنے دیتے ہیں جیسے اِذْدَکَرَ۔ اور زار کی دو حالتیں ہیں کبھی بے ادغام رکھتے ہیں جیسے اِزْدَجَرَ اور کبھی دال کو زار بناکر فاکلمہ کی زار کو اسمیں مدغم کردیتے ہیں جیسے اِزَّجَرَ۔

قاعدہ۔ اگر فائے افتعال صاد یا ضاد یا طار یا ظار ہو تو تائے افتعال طار سے بدل جاتی ہے پھر طار تو وجوباً مدغم ہوجاتی ہے جیسے اِطَّلَبَ[4] اور ظار کبھی طار ہوکر مدغم ہوجاتی ہے جیسے اِطَّلَمَ[5] اور کبھی بے ادغام ہی رہتی ہے جیسے اِظْطَلَمَ[6] اور کبھی طار کو ظار کرکے ادغام کردیتے ہیں جیسے اِظَّلَمَ۔ اور صاد و ضاد بے ادغام رہتے ہیں، اِصْطَبَرَ اور اِضْطَرَبَ اور کبھی طار کو صاد یا ضاد سے بدل کر ادغام کردیتے ہیں جیسے اِصَّبَرَ اور اِضَّرَبَ۔

قاعدہ۔ اگر فارِ افتعال ثار ہو تو جائز ہے کہ تار کو ثا سے بدل کر ادغام کردیں جیسے اِثَّارَ[7]۔

قاعدہ۔ عین[8] افتعال اگر تار، ثار، جیم زار دال ذال سین شین صاد ضاد طار یا ظار ہو جیسے اِخْتَصَمَ اور اِهْتَدٰی میں، تو تائے افتعال کو ہم جنس عین کرکے اس[9] کی حرکت ماقبل کو دے کر ادغام کردیتے ہیں۔ اور ہمزۂ وصل گرجاتا ہے پس خَصَّمَ اور هَدّٰی ہوجائے گا اور مضارع یَخَصِّمُ اور یَهَدِّیْ، اور کسرہ فار

---

[1] قولہ ادّعٰی الادّعاءُ سے فعل ماضی معروف ہے جس کے معنی دعوی کرنے کے ہیں اصل میں اِدْتَعَوَ تھا تار کو دال سے بدلکر دال کا دال میں ادغام کردیا اور آخر میں واؤ کو الف سے بدلدیا تو اِدَّعٰی ہوگیا ۱۲ رفیع [2] قولہ ذال کی الخ یعنی فائے افتعال اگر ذال ہو تو افتعال کی تار کو دال سے بدلنے کے بعد تین صورتیں جائز ہیں جو مصنفؒ خود بیان فرماتے ہیں ۱۲ رف [3] قولہ ادّکر اصل میں اِذْتَکَرَ تھا۔ تائے افتعال کو دال سے بدلا پھر ذال کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کردیا گیا، ادّکر ہوگیا ۱۲ رف [4] قولہ اطّلب اصل میں اِطْتَلَبَ تھا تائے افتعال کو طار سے بدل کر طار کا طار میں وجوباً ادغام کردیا گیا۔ ۱۲ رفیع [5] قولہ اِطَّلَمَ، اصل میں اِظْتَلَمَ تھا تائے افتعال کو طار سے بدلا پھر فار کلمہ (ظار) کو بھی طار سے بدل کر طار کا طار میں ادغام کردیا گیا۔ ۱۲ مترجم غفرلہ [6] قولہ بے ادغام الخ مطلب یہ ہے کہ ظار کو طار سے نہیں بدلتے بلکہ ظار ہی رہنے دیتے ہیں لہٰذا ادغام بھی نہیں کرتے ۱۲ [7] قولہ اِثَّارَ اصل میں اِثْتَارَ تھا تار کو ثار سے بدل کر ثار کا ثار میں ادغام کردیا گیا ۱۲ [8] قولہ عین افتعال الخ فائے افتعال کے قواعد سے فارغ ہوکر عین افتعال کا قاعدہ بیان فرماتے ہیں ۱۲ [9] یعنی تائے افتعال کی۔ ۱۲ رف

بھی جائز ہے جیسے خِصَّمَ یَخِصِّمُ اور هِدّیٰ یَهِدّیٰ ۔ یَخِصِّمُوْنَ اور یَهِدّیٰ جو قرآن مجید میں آیا ہے اسی باب سے ہے۔ اور اسم فاعل میں ضمہ، فا ربھی آیا ہے مُخُصِّمٌ مُخِصِّمٌ تینوں حرکتیں جائز ہیں۔

بابِ دوم، اِسْتِفْعَالٌ اس کی علامت سین و تا رکا فا ر سے پہلے زائد ہونا ہے جیسے اَلْاِسْتِنْصَارُ مدد طلب کرنا۔

تصریفہ: اِسْتَنْصَرَ یَسْتَنْصِرُ اِسْتِنْصَارًا فھو مُسْتَنْصِرٌ و اُسْتُنْصِرَ یُسْتَنْصَرُ اِسْتِنْصَارًا فھو مُسْتَنْصَرٌ الامر منہ اِسْتَنْصِرْ والنھی عنہ لَا تَسْتَنْصِرْ الظرف منہ مُسْتَنْصَرٌ۔

فائدہ: اِسْتَطَاعَ یَسْتَطِیْعُ میں جائز ہے کہ تائے استفعال حذف کردی جائے۔ قرآن مجید میں فَمَا اسْطَاعُوْا اور مَالَمْ تَسْطِعْ اسی باب سے ہے۔

بابِ سوم، اِنْفِعَالٌ اس کی علامت فار سے پہلے نون کا زائد ہونا ہے اور یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے جیسے اَلْاِنْفِطَارُ "پھٹنا"

تصریفہ: اِنْفَطَرَ یَنْفَطِرُ اِنْفِطَارًا فھو مُنْفَطِرٌ الامر منہ اِنْفَطِرْ والنھی عنہ لَا تَنْفَطِرْ۔ الظرف منہ مُنْفَطَرٌ جس لفظ کا فار کلمہ نون ہو وہ باب انفعال سے نہیں آتا بلکہ انفعال کے معنی ادا کرنا مقصود ہوں تو اسے باب افتعال میں لے جاتے ہیں جیسے اِنْتَکَسَ "سرنگوں ہونا"

بابِ چہارم، اِفْعِلَالٌ، اس کی علامت تکرارِ لام اور ہمزۂ وصل کے بعد ماضی میں چار[1] حرف ہونا ہے۔ جیسے اَلْاِحْمِرَارُ "سرخ ہونا"

تصریفہ: اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ اِحْمِرَارًا فھو مُحْمَرٌّ الامر منہ اِحْمَرَّ اِحْمَرِّ اِحْمَرِرْ والنھی عنہ لَا تَحْمَرَّ لَا تَحْمَرِّ لَا تَحْمَرِرْ الظرف منہ مُحْمَرٌّ۔

اِحْمَرَّ دراصل اِحْمَرَرَ تھا دو حرف ایک جنس کے جمع ہو گئے اوّل کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کردیا اِحْمَرَّ ہو گیا، یَحْمَرُّ مُحْمَرٌّ اور ان جیسے دوسرے صیغوں کی تعلیل بھی اسی طرح ہے امر واحد مذکر میں وقف کی وجہ سے اجتماعِ ساکنین ہو گیا کیونکہ دونوں را ساکن ہو گئیں تو کبھی دوسری

---

[1] قولہ چار حرف ہونا، یہ باب اقشعرار سے احتراز ہے کہ اگرچہ تکرار لام اسکی علامات میں سے بھی ہے مگر اسمیں ہمزۂ وصل کے بعد پانچ حرف ہوتے ہیں لہٰذا فرق صرف تعداد حروف میں ہے مگر اعتراض ہوتا ہے کہ یہاں باب افعلال کے مصدر اِحْمِرَارٌ میں تو ہمزۂ وصل کے بعد چار نہیں بلکہ پانچ حرف ہیں۔ پھر مصنف کا یہ کہنا کہ اس کی علامت ہمزۂ وصل کے بعد چار حرف ہونا ہے صحیح نہیں۔

جواب یہ ہے کہ ان تمام ابواب کی علامتوں میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے صرف فعل ماضی کا اعتبار کیا ہے باقی صیغوں اور مصادر کا اعتبار نہیں کیا اور فعل ماضی و امر حاضر میں ہمزۂ وصل کے بعد یہاں صرف چار ہی حروف ہیں۔ ۱۲ رفیع

را کو فتحہ[51] دیا تو اِحْمَرَّ ہوگیا اور کبھی کسرہ دیا تو اِحْمَرِّ ہوگیا اور کبھی فک ادغام کیا تو اِحْمَرِرْ ہوگیا۔ لَمْ یَحْمَرَّ اور مضارع مجزوم کے دوسرے صیغوں کو بھی اسی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔

فائدہ۔ اس باب کا لام[52] ہمیشہ مشدّد ہوتا ہے سوائے ناقص کے کہ اس میں لفیف[53] کے احکام پر عمل کیا جاتا ہے جیسے اِدْعَوٰی[54] کہ واو اول کو سالم رکھتے ہیں اور دوسرے واؤ میں ناقص کے قواعد کے مطابق تعلیل کرتے ہیں۔

بَابِ پنجم: اِفْعِیْلَال اس کی علامت تکرار لام اور لام اول سے پہلے الف[55] کا زیادہ ہونا ہے۔ یہ الف مصدر میں یا سے بدل جاتا ہے جیسے اَلْاِدْھِیْمَامُ "سخت سیاہ ہونا"

تصریفہ، اِدْھَامَّ یَدْھَامُّ اِدْھِیْمَامًا فھو مُدْھَامٌّ الامر منه اِدْھَامَّ اِدْھَامِّ اِدْھَامِمْ و النھی عنه لَا تَدْھَامَّ لَا تَدْھَامِّ لَا تَدْھَامِمْ الظرف منه مُدْھَامٌّ اس باب کے صیغوں میں ادغام باب اِفْعِلَال کے صیغوں کی طرح ہوا ہے ہر صیغہ کی تعلیل اس کی نظیر کے طرز پر اصل نکالکر کرلینا چاہیئے۔

ان دونوں بابوں میں زیادہ تر لون[56] وعیب کے معنی آتے ہیں اور یہ دونوں ہمیشہ لازم ہوتے ہیں۔

بَابِ ششم: اِفْعِیْعَالٌ، اس کی علامت تکرار عین اور دو عین کے درمیان واؤ کا آنا ہے یہ واؤ مصدر میں کسرۂ ماقبل کے باعث یا سے بدل گیا ہے جیسے اَلْاِخْشِیْشَانُ[57] "سخت کھردرا ہونا"

تصریفہ: اِخْشَوْشَنَ یَخْشَوْشِنُ اِخْشِیْشَانًا فھو مُخْشَوْشِنٌ الامر منه اِخْشَوْشِنْ والنھی عنه لَا تَخْشَوْشِنْ الظرف منه مُخْشَوْشَنٌ۔ یہ باب اکثر لازم ہوتا ہے، اور کبھی متعدی بھی آجاتا ہے جیسے اِحْلَوْلَیْتُهٗ میں نے اسے شیریں سمجھا۔

---

[51] قولہ فتحہ دیا، کیونکہ فتحہ اخف الحرکات ہے اور کسرہ اس لئے دیا کہ جب کسی حرف ساکن کو متحرک کرتے ہیں تو اصل قاعدہ یہی ہے کہ اس کو کسرہ دیا جائے۔ کہا جاتا ہے اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ ۱۲ [52] قولہ اس باب کا لام یعنی لام کلمہ ۱۲ مترجم [53] لفیف کے احکام آگے آئیں گے ۱۲ رف [54] ادعواء کے معنی باز آنے کے ہیں اسمیں اسوقت مطاوعت مجرد کی خاصیت پائی جارہی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے دَعَوْتُهٗ فَادْعَوٰی میں نے اسے روکا تو وہ رک گیا ۱۲ ملخصا من نوادر الاصول۔

[55] قولہ الف کا زیادہ ہونا۔ سوال: اس کے مصدر میں تو لام اوّل سے پہلے الف زائد نہیں؟

جواب: یہاں تمام ابواب میں صرف فعل ماضی کے حروف کو بطور علامات ذکر کیا جارہا ہے مصادر اور دوسرے صیغوں کے حروف بیان نہیں کئے جارہے جیسا کہ پہلے بھی گزرچکا ہے ۱۲ رف

[56] مگر لون زیادہ اور عیب کم۔ ۱۲ کذا فی نوادر الاصول۔

[57] قولہ الاخشیشان یہ اصل میں الاخشوشان تھا واؤ ساکن سے پہلے چونکہ کسرہ تھا اس لئے واؤ کو یا سے بدل دیا گیا۔ یہ ایک قاعدہ ہے جو آگے بیان ہوگا ۱۲ رف

بابُ ھفتم، اِفْعِوَّالٌ اس کی علامت واوٗ مشدّد بعد عین ہے جیسے اَلْاِجْلِوَّاذُ "دوڑنا"

تصریفہ ۔ اِجْلَوَّذَ یَجْلَوِّذُ اِجْلِوَّاذًا فھُوَ مُجْلَوِّذٌ الامر منہ اِجْلَوِّذْ والنھی عنہ لَا تَجْلَوِّذْ الظرف منہ مُجْلَوَّذٌ ۔[1]

ثلاثی مزید مطلق بے ہمزۂ وصل کے پانچ باب ہیں

بابُ اوّل اِفْعَالٌ ماضی اور امر میں ہمزہ[2] قطعی اس کی علامت ہے اور علامت مضارع اس کے معروف میں بھی مضموم ہوتی ہے ۔

تصریفہ ۔ اَکْرَمَ یُکْرِمُ اِکْرَامًا فھو مُکْرِمٌ و اُکْرِمَ یُکْرَمُ اِکْرَامًا فھو مُکْرَمٌ الامر منہ اَکْرِمْ وَالنھی عنہ لَا تُکْرِمْ الظرف منہ مُکْرَمٌ ۔

ماضی میں جو ہمزہ قطعی تھا وہ مضارع میں گر گیا ہے ورنہ مضارع یُأَکْرِمُ یا اُکْرِمَانِ الخ ہونا تو اُأَکْرِمُ میں دو ہمزہ جمع ہو جاتے ۔

اس کے مکرر ہونے کی وجہ سے ان میں سے ایک ہمزہ کو حذف کر دینا مناسب ہوا پھر موافقت کے لئے مضارع کے باقی صیغوں سے بھی حذف کر دیا گیا ۔

بابُ دوم تَفْعِیْلٌ اس کی علامت تشدید[3] عین ہے اس[4] طرح کہ فار پر تا مقدم نہیں ۔ علامت مضارع معروف اس باب میں بھی مضموم ہوتی ہے، جیسے اَلتَّصْرِیْفُ "گھمانا"

تصریفہ صَرَّفَ یُصَرِّفُ تَصْرِیْفًا فھو مُصَرِّفٌ و صُرِّفَ یُصَرَّفُ تَصْرِیْفًا فھو مُصَرَّفٌ الامر منہ صَرِّفْ وَالنھی عنہ لَا تُصَرِّفْ الظرف منہ مُصَرَّفٌ ۔

اس باب کا مصدر فِعَّالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے کِذَّابٌ قال اللہ تعالیٰ وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کِذَّابًا اور فَعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے کَلَامٌ وسَلَامٌ ۔

بابُ سوم مُفَاعَلَۃٌ اس کی علامت فار[5] کے بعد الف زائد ہے اس[6] طرح کہ فار پر تار مقدم نہیں ۔

---

[1] قولہ ثلاثی مزید فیہ مطلق الخ ثلاثی مزید فیہ مطلق با ہمزۂ وصل کے بیان سے فارغ ہو کر اب ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزۂ وصل کے ابواب بیان کرتے ہیں ۱۲ رف [2] قولہ ہمزہ قطعی، ہمزۂ قطعی وہ ہے جو وسط کلام میں برقرار رہے اور ہمزۂ وصل وہ جو وسط کلام میں گر جائے ۱۲ حاشیہ فارسی [3] قولہ تشدید عین الخ یعنی ماضی و امر حاضر میں جیسا کہ پہلے کئی بار گزر چکا ۱۲ رف [4] قولہ اس طرح کہ الخ باب تَفَعُّلٌ سے احتراز ہے کہ اسکی ماضی میں بھی عین کلمہ مشدد تو ہوتا ہے لیکن فار سے پہلے تار ہوتی ہے جیسے تَقَبَّلَ (اس نے قبول کیا) ۱۲ رف [5] قولہ فار کے بعد یعنی ماضی و امر حاضر میں فار کلمہ کے بعد ۱۲ [6] قولہ اس طرح کہ الخ باب تفاعل سے احتراز ہے کہ اسمیں فار کلمہ کے بعد الف تو زائد ہے مگر فار سے پہلے تار بھی ہے جیسے تَقَابَلَ (آمنے سامنے ہوئے)

علامت مضارع معروف اس باب میں بھی مضموم ہوتی ہے جیسے اَلْمُقَاتَلَۃُ وَالْقِتَالُ " ایک دوسرے سے جنگ کرنا "۔

تصریف، قَاتَلَ یُقَاتِلُ مُقَاتَلَۃً وَقِتَالاً فَھُوَ مُقَاتِلٌ وَقُوْتِلَ یُقَاتَلُ مُقَاتَلَۃً وَقِتَالاً فَھُوَ مُقَاتَلٌ الامر منہ قَاتِلْ والنھی عنہ لَا تُقَاتِلْ الظرف منہ مُقَاتَلٌ فعل ماضی مجہول میں الف ضمہ[۵۱] ماقبل کی وجہ سے واؤ ہوگیا ہے۔

باب چہارم، تَفَعُّلٌ اسکی علامت تشدید عین اور فاء پر تاء[۵۲] کا مقدم ہونا ہے جیسے التَّقَبُّلُ قبول کرنا تصریف۔ تَقَبَّلَ یَتَقَبَّلُ تَقَبُّلاً فھو مُتَقَبِّلٌ وَ تُقُبِّلَ یُتَقَبَّلُ تَقَبُّلاً فھو مُتَقَبَّلٌ الامر منہ تَقَبَّلْ وَالنھی عنہ لَا تَتَقَبَّلْ الظرف منہ مُتَقَبَّلٌ۔

باب پنجم تَفَاعُلٌ اسکی علامت فاء[۵۳] سے پہلے تاء اور فاء کے بعد الف کی زیادتی ہے جیسے التَّقَابُلُ "ایک دوسرے کے مقابل ہونا"

تصریف۔ تَقَابَلَ یَتَقَابَلُ تَقَابُلاً فھو مُتَقَابِلٌ و تُقُوْبِلَ یُتَقَابَلُ تَقَابُلاً فھو مُتَقَابَلٌ الامر منہ تَقَابَلْ والنھی عنہ لَا تَتَقَابَلْ الظرف منہ مُتَقَابَلٌ ماضی مجہول میں الف ضمہ ماقبل کے باعث واؤ ہوگیا ہے اور تاء اس باب میں اور تفعّل میں اس قاعدے سے مضموم ہوگئی ہے جو ہم لکھ چکے ہیں کہ ماضی مجہول میں ماقبل آخر کے علاوہ ہر متحرک مضموم ہو جاتا ہے۔

قاعدہ: ان دونوں بابوں کے مضارع میں جب بھی دو تاء مفتوحہ جمع ہو جائیں تو جائز ہے کہ ایک کو حذف کر دیں جیسے تَقَبَّلَ تَتَقَبَّلَ میں اور تَظَاھَرُوْنَ تَتَظَاھَرُوْنَ میں۔

قاعدہ۔ جب ان دونوں بابوں کی فاء ان حروف میں سے کوئی ہو۔ تاء، ثاء، جیم، دال، ذال، زاء، سین، شین، صاد، ضاد، طاء، ظاء تو جائز ہے کہ تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ کی تاء کو فاء کلمہ سے بدل کر اس میں ادغام کر دیں، اس صورت میں ماضی اور امر میں ہمزہ وصل آجائے گا۔

باب اِفَّعُّلٌ اور اِفَّاعُلٌ جن کو صاحب منشعب نے ابواب ہمزہ وصل میں شمار کیا ہے اسی قاعدے

---

[۵۱] قولہ الف ضمہ ماقبل کی وجہ سے یہ ایک قاعدہ ہے کہ الف سے پہلے ضمہ آجائے تو الف کو واؤ سے بدل دیتے ہیں جیسے قُوْتِلَ مجہول کہ قَاتَلَ سے بنا ہے ۱۲ رف [۵۲] قولہ تاء کا مقدم ہونا باب تفعیل سے احتراز ہے کہ اس کی ماضی و امر حاضر میں فاء پر تاء مقدم نہیں ہوتی ۱۲

[۵۳] قولہ فاء سے پہلے تاء باب مفاعلہ سے احتراز ہے کہ اس کی ماضی و امر حاضر میں فاء سے پہلے تاء نہیں ہوتی ۱۲ ش

سے پیدا ہوئے ہیں جیسے اِطَّهَّرَ[1] يَطَّهَّرُ اِطَّهُّرًا فهُوَ مُطَّهِّرٌ اور اِثَّاقَلَ[2] يَثَّاقَلُ اِثَّاقُلًا فَهُوَ مُثَّاقِلٌ۔

فصل سوم[3] "رباعی مجرد و مزید فیہ کے بیان میں"

ابواب ثلاثی مزید غیر ملحق کے بیان سے فارغ ہوکر اب ہم ابواب ملحق کے بیان سے پہلے ابواب رباعی مجرد و مزید فیہ بیان کرتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ رباعی مجرد کا ایک باب ہے فَعْلَلَةٌ جیسے اَلْبَعْثَرَةُ "آمادہ کرنا"

تصریف: بَعْثَرَ يُبَعْثِرُ بَعْثَرَةً فَهُوَ مُبَعْثِرٌ و بُعْثِرَ يُبَعْثَرُ بَعْثَرَةً فَهُوَ مُبَعْثَرٌ الامر منه بَعْثِرْ والنهی عنه لَا تُبَعْثِرْ الظرف منه مُبَعْثَرٌ ماضی میں چار حروف اصلی کا ہونا اس باب کی علامت ہے۔ علامت مضارع معروف[4] اس باب میں بھی مضموم ہوتی ہے علامت مضارع کی حرکت کے بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ماضی میں چار حروف ہوں خواہ تمام اصلی ہوں یا بعض اصلی اور بعض زائد ہوں تو اس کی علامت مضارع معروف میں بھی مضموم ہوتی ہے جیسے يُكْرِمُ يُصَرِّفُ يُقَاتِلُ يُبَعْثِرُ ورنہ[5] مفتوح ہوتی ہے جیسے يَنْصُرُ يَجْتَنِبُ يَتَقَابَلُ۔

رباعی مزید فیہ یا تو بے ہمزہ وصل ہوتا ہے اور اس کا ایک باب ہے تَفَعْلُلٌ اس کی علامت چار حروف اصلی سے پہلے تاء کی زیادتی ہے جیسے اَلتَّسَرْبُلُ "قمیص پہننا"

تصریف۔ تَسَرْبَلَ يَتَسَرْبَلُ تَسَرْبُلًا فهو مُتَسَرْبِلٌ الامر منه تَسَرْبَلْ والنهی عنه لَا تَتَسَرْبَلْ الظرف منه مُتَسَرْبَلٌ۔

یا با ہمزہ وصل ہوتا ہے اور اس کے دو باب ہیں۔ اول[1] اِفْعِلَّالٌ اس کی علامت لام دوم کی تشدید ہے اور اسمیں چار حروف اصلیہ پر ایک لام اور ماضی و امر میں ہمزۂ وصل زائد ہے جیسے اَلْاِقْشِعْرَارُ "رونگٹے کھڑے ہوجانا"

تصریف۔ اِقْشَعَرَّ يَقْشَعِرُّ اِقْشِعْرَارًا فَهُوَ مُقْشَعِرٌّ الامر منه اِقْشَعِرَّ اِقْشَعِرِّ اِقْشَعْرِرْ والنهی عنه لَا تَقْشَعِرَّ لَا تقشعِرِّ لَا تَقْشَعْرِرْ الظرف منه مُقْشَعَرٌّ۔ اِقْشَعَرَّ دراصل

---

[1] قولہ اِطَّهَّرَ اصل میں تَطَهَّرَ تھا۔ تَفَعُّلٌ کا فا کلمہ چونکہ طاء تھا اسلئے جوازاً تائے تفعل کو طاء سے بدلا اور طاء کا طاء میں ادغام کردیا اور ابتداء بالسکون چونکہ ناجائز ہے اسلئے ہمزۂ وصل شروع میں لے آئے اِطَّهَّرَ ہوا ۱۲ ارف [2] قولہ اِثَّاقَلَ اصل میں تَثَاقَلَ تھا تفاعل کا فا کلمہ ثاء تھا اسلئے جوازاً تائے تفاعل کو ثاء سے بدلا، اور ثاء کا ثاء میں ادغام کردیا اور شروع میں ہمزۂ وصل لے آئے اِثَّاقَلَ ہوا۔ ۱۲ ارف [3] یعنی اگر اسکی ماضی میں چار حرف نہ ہوں بلکہ چار سے کم یا زائد ہوں ۱۲ منہ [4] وکذا المجہول ۱۲ ارف

اِفْشَخْرَرَ تھا اور یَفْشَعِرُّ، یَقْشَعِرُّ تھا اور اسی طرح دوسرے صیغے تھے۔ جس طرح اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ کے صیغوں میں ادغام کیا گیا ہے اسی طرح اس باب کے صیغوں میں بھی ہوا ہے۔ مگر اس باب میں متجانسین میں سے پہلے حرف کا ماقبل ساکن تھا لہٰذا اس کی حرکت ماقبل کو دے کر ادغام کیا گیا ہے[ل]۔

بَابْ دوم اِفْعِنْلَالٌ اس کی علامت یہ ہے کہ ماضی وامر میں ہمزۂ وصل اور عین کے بعد نون زائد ہے۔ جیسے اَلْاِبْرِنْشَاقُ[۲] "بہت خوش ہونا"

تصریفہ۔ اِبْرَنْشَقَ یَبْرَنْشِقُ اِبْرِنْشَاقًا فھو مُبْرَنْشِقٌ الامر منہ اِبْرَنْشِقْ والنھی عنہ لَا تَبْرَنْشِقْ الظرف منہ مُبْرَنْشَقٌ۔

فصل چہارم "ثلاثی مزید فیہ ملحق کے بیان میں"

ثلاثی مزید ملحق یا تو ملحق برباعی مجرد ہوگا یا ملحق برباعی مزید۔ اوّل کے سات باب ہیں۔

(۱) فَعْلَلَۃٌ اس میں تکرار لام کی زیادتی ہے جیسے اَلْجَلْبَبَۃُ "چادر پہنانا"

تصریفہ۔ جَلْبَبَ[۳] یُجَلْبِبُ الخ

(۲) فَعْوَلَۃٌ اسمیں عین کے بعد واو زائد ہے جیسے اَلسَّرْوَلَۃُ "شلوار پہننا" تصریفہ سَرْوَلَ یُسَرْوِلُ الخ

(۳) فَيْعَلَۃٌ اسمیں فار کے بعد یار زائد ہے جیسے اَلصَّيْطَرَۃُ "مقرر ہونا" تصریفہ صَيْطَرَ یُصَيْطِرُ الخ

(۴) فَعْيَلَۃٌ اس میں عین کے بعد یار زائد ہے جیسے اَلشَّرْيَفَۃُ "کھیت کے غیر ضروری پتے کاٹنا"

تصریفہ۔ شَرْيَفَ یُشَرْيِفُ الخ

(۵) فَوْعَلَۃٌ فار کے بعد واو زائد ہے جیسے اَلْجَوْرَبَۃُ "جُراب پہنانا" تصریفہ جَوْرَبَ یُجَوْرِبُ الخ

(۶) فَعْنَلَۃٌ عین کے بعد نون زائد ہے جیسے اَلْقَلْنَسَۃُ "ٹوپی پہنانا" تصریفہ۔ قَلْنَسَ یُقَلْنِسُ الخ

(۷) فَعْلَاۃٌ لام کے بعد یار زائد ہے جیسے اَلْقَلْسَاۃُ "ٹوپی اڑھانا" تصریفہ۔ قَلْسٰی یُقَلْسِیْ قَلْسَاۃً فھو مُقَلْسٍ وقُلْسِيَ یُقَلْسٰی قَلْسَاۃً فھو مُقَلْسًی الامر منہ قَلْسِ والنھی عنہ

[ل] قولہ کیا گیا ہے۔ برخلاف اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ کے کہ اسمیں متجانسین میں سے اول کا ماقبل (یعنی میم) خود متحرک تھا چنانچہ اسمیں متجانس اول کی حرکت ماقبل کو نہیں دی گئی۔ مضاعف کے مفصل قواعد آگے بیان ہونگے انمیں یہ قاعدہ بھی آجائیگا ۱۲ [۲] اسکے مندرجہ ذیل معانی بھی آتے ہیں۔ درخت کا شگوفہ دار ہونا، کلی کا کھلنا (قاموس) حاشیہ علم الصیغہ فارسی ۱۲ منہ [۳] قولہ جَلْبَبَ یُجَلْبِبُ الخ یہ باب قرآن میں نہیں آیا بَعْثَرَ کی طرح پوری گردان کر لینی چاہیئے ۱۲ رفیع

لا تُقَلْسِ الظرف منه مُقَلْسًى۔

قَلْسٰی کی اصل قَلْسَیَ ہے۔ یار متحرک ما قبل مفتوح یا کو الف سے بدل دیا۔ اسی طرح قَلْسَاۃٌ مصدر ہے کہ یہ قَلْسَیَۃٌ تھا اور ایسے ہی یُقَلْسٰی مضارع مجہول ہے کہ دراصل یُقَلْسَیُ تھا اور مُقَلْسًی مفعول دراصل مُقَلْسَیٌ تھا مگر اس میں الف اجتماع ساکنین با تنوین کی وجہ سے گر گیا اور یُقَلْسِی مضارع معروف اصل میں یُقَلْسِیُ تھا یار کو ساکن کر دیا گیا۔ اسی طرح مُقَلْسٍ اسم فاعل ہے کہ اصل میں مُقَلْسِیٌ تھا مگر اس کی یار اجتماع ساکنیں با تنوین کی وجہ سے گر گئی۔

ملحق برباعی مزید یا تو ملحق بِتَفَعْلُلٌ ہوگا یا ملحق بِافْعِنْلَالٌ ہوگا یا ملحق بِافْعِلَّالٌ۔ اوّل کے آٹھ باب ہیں۔

(۱) تَفَعْلُلٌ اس میں تار فار سے پہلے اور تکرار لام زائد ہے جیسے تَجَلْبُبٌ "چادر اوڑھنا"

(۲) تَفَعْوُلٌ فار سے پہلے تار اور عین ولام کے درمیان واؤ زائد ہے جیسے تَسَرْوُلٌ "شلوار پہننا"

(۳) تَفَیْعُلٌ فار سے پہلے تار اور فار کے بعد یار زائد ہے جیسے تَشَیْطُنٌ "شیطان ہونا"

(۴) تَفَوْعُلٌ فار سے پہلے تار اور فار کے بعد واؤ زائد ہے جیسے تَجَوْرُبٌ "جُراب پہننا"

(۵) تَفَعْنُلٌ فار سے پہلے تار اور عین کے بعد نون زائد ہے جیسے تَقَلْنُسٌ "ٹوپی پہننا"

(۶) تَمَفْعُلٌ فار سے پہلے تار و میم زائد ہیں جیسے تَمَسْكُنٌ "مسکین ہونا"

(۷) تَفَعْلُتٌ ایک تار فا سے پہلے اور دوسری لام کے بعد زائد ہے جیسے تَعَفْرُتٌ[ع] "خبیث ہونا"

(۸) تَفَعْلٍ فار سے پہلے تار اور لام کے بعد یار زائد ہے جیسے تَقَلْسٍ[لہ] "ٹوپی پہننا"

ان ابواب کی صرف صغیر تَسَرْبُلٌ کی صرف صغیر کے وزن پر کر لینی چاہیئے اور آخری باب یعنی تَقَلْسٍ میں تعلیلات قَلْسٰی یُقَلْسِی کی طرح کر لینی چاہئیں اور اس کے مصدر میں ضمہ کو کسرہ سے بدلکر مُقَلْسٍ کی تعلیل کی گئی ہے۔

ملحق بِافْعِنْلَالٌ کے دو باب ہیں۔

(۱) اِفْعِنْلَالٌ اس میں لام دوم اور نون بعد عین اور ہمزہ وصل زائد ہیں جیسے اِقْعِنْسَاسٌ "سینہ و گردن نکال کر چلنا"

لہ تَقَلْسٍ اصل میں تَقَلْسُیٌ تھا۔ یالام کلمہ میں ضمہ کے بعد واقع ہوئی اسلئے ما قبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلدیا اور یار کو ساکن کرکے اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا تَقَلْسٍ رہ گیا ۱۲ عہ عِفْرِیْتٌ بمعنی خبیث سے ماخوذ ہے۔ ۱۲ رف

(۲) اِفْعِنْلَآءٌ - اس میں یا ر بعد لام اور نون بعد عین اور ہمزۂ وصل زائد ہیں جیسے اِسْلِنْقَآءٌ "پشت پر لیٹنا" تصریفہٗ - اِسْلَنْقٰى يَسْلَنْقِىْ اِسْلِنْقَآءً فهو مُسْلَنْقٍ الامر منه اِسْلَنْقِ والنهى عنه لَا تَسْلَنْقِ الظرف منه مُسْلَنْقًى -

اس باب کا مصدر اصل میں اِسْلِنْقَایٌ تھا یار طرف[1] میں الف کے بعد واقع ہوئی اسلئے ہمزہ سے بدل گئی دوسرے صیغوں کی تعلیل باب قَلْسٰى کے طرز پر کر لینی چاہیئے -

ملحق بافْعِلَّالٌ کا ایک باب ہے -

اِفْوِعْلَالٌ اس میں فار کے بعد واؤ اور تکرار لام زائد ہے جیسے اِكْوِهْدَادٌ "کوشش کرنا" اِكْوَهَدَّ يَكْوَهِدُّ اِكْوِهْدَادًا فهو مُكْوَهِدٌّ الامر منه اِكْوَهِدَّ اِكْوَهِدِّ اِكْوَهْدِدْ والنهى عنه لَا تَكْوَهِدَّ لَا تَكْوَهِدِّ لَا تَكْوَهْدِدْ الظرف منه مُكْوَهَدٌّ -

اس باب کے تمام صیغوں میں ادغام ہے تعلیل اِقْشَعَرَّ کے صیغوں کی طرح کر لینی چاہیئے -

فائدہ: صرف کی بڑی کتابوں میں ملحق بر باعی مجرد اور ملحق بر باعی مزید فیہ کے اور بھی کئی ابواب مذکور ہیں اس رسالہ میں ہم نے مشہورات پر اکتفار کیا ہے -

باب تَمَفْعُلٌ میں علمائے[2] صرف نے اشکال کیا ہے کہ الحاق کے لئے کوئی حرف فار سے پہلے زائد نہیں کیا جاتا بجز تاء کے کہ معنی مطاوعت ظاہر کرنے کے لئے فار سے پہلے آجاتی ہے لہٰذا میم الحاق کے واسطے نہیں ہو[3] سکتا، اس لئے صاحب منشعب نے تو فرما دیا کہ یہ باب شاذ از قبیل غلط[4] ہے میم کو اصلی سمجھ کر تاء اس سے پہلے لے آئے اور مولانا عبد العلی صاحب نے رسالہ ہدایۃ الصرف میں تَمَفْعُلٌ

---

[1] قولہ طرف میں یعنی آخر میں ۱۲ مترجم

[2] قولہ علمائے صرف الخ خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ باب تَمَفْعُلٌ کے ملحق ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہو گیا ہے - مصنف علام ملحق ہونے کے قائل ہیں اور اکثر علمائے صرف اسے ملحق نہیں مانتے - یہاں مصنف نے پہلے مخالفین کی دلیل اور دعویٰ ذکر کیا ہے - پھر ان کی دلیل کا جواب دیکر اپنی دلیل پیش کی ہے ۱۲ ق

[3] قولہ نہیں ہو سکتا، مگر جو حضرات ملحق نہیں مانتے انہیں سے بعض مثلاً صاحب منشعب تو سرے سے اس باب ہی کو غلط کہتے ہیں اور اس باب سے آنے والے ہر لفظ کو اصل لغت کے اعتبار سے مہمل قرار دیتے ہیں لہٰذا انکے نزدیک تو یہ لفظ لائق بحث ہی نہیں اور بعض مثلاً مولانا عبد العلی صاحب اس لفظ کو تو صحیح کہتے ہیں مگر ملحق نہیں مانتے بلکہ رباعی مزید فیہ قرار دیتے ہیں اور تسربل کی طرح اس کا باب بھی تَفَعْلُلٌ بتاتے ہیں تَمَفْعُلٌ نہیں بتاتے جس کا حاصل یہ ہو گا کہ اس کی میم اصلی ہو زائد نہ ہو ۱۲

[4] قولہ غلط ہے - یعنی اصل لغت کے اعتبار سے مہمل اور بے معنی ہے جس کا حاصل یہ ہو گا کہ لفظ تَمَسْكُنٌ بھی مہمل اور بے معنی ہو ۱۲ رف

☆

کو ملحقات سے نکال کر رباعی مزید فیہ میں[۵۱] داخل کر دیا لیکن تحقیق یہ ہے کہ یہ ملحق ہے اور یہ قید کہ الحاق کی زیادتی فار سے پہلے نہیں ہوتی غلط ہے۔ صاحب فصول اکبری[۵۲] نے ایسے بہت سے صیغوں کو کہ جن میں زیادتی فار سے پہلے ہے ملحقات میں شمار کیا ہے جیسے تَرَنْجَسَ[۵۳] وغیرہ۔ الحاق[۵۴] کا مدار اس بات پر ہے کہ مزید فیہ زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر آجائے اور معانی ملحق بہ کے علاوہ کوئی نئے معنی از قبیل خاصیات اس میں پیدا نہ ہوں۔

تو جب یہ دونوں[۵۵] شرطیں موجود ہیں تو تَمَسْکَنَ کے ملحق ہونے میں شبہ نہیں اور مِسْکِیْنٌ[۵۶] جیسے الفاظ مِفْعِیْلٌ کے وزن پر ہیں نہ کہ فِعْلِیْلٌ کے وزن پر اور محققین صرف کا جو معروف قاعدہ ہے کہ حرف زائد کرنے کے واسطے مزید فیہ کی مناسبت مادہ کے ساتھ اتنی کافی ہے کہ (مادہ پر) تین دلالتوں یعنی[۵۷] مطابقی تضمنی اور التزامی میں سے کوئی دلالت ہو سکے یہ بھی تَمَسْکَنَ اور مِسْکِیْنٌ میں میم کے زائد ہونے کو مقتضی[۵۸] ہے

[۵۱] قولہ داخل کر دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ تَمَفْعُلٌ کوئی باب نہیں بلکہ یہ تَفَعْلُلٌ ہے اور تَسَرْبُلٌ کی طرح تَمَسْکُنٌ بروزن تَفَعْلُلٌ ہے نہ کہ بروزن تَمَفْعُلٌ۔ اور تَمَسْکُنٌ کا میم اصلی ہے نہ کہ زائد، بالکل اسی طرح جیسے کہ تَسَرْبُلٌ کا سین اصلی ہے ۱۲ اشرف [۵۲] قولہ صاحب فصول اکبری الخ یہ تمفعل کو ملحق نہ ماننے والوں کی دلیل کا جواب ہے ۱۲ رف [۵۳] قولہ تَرَنْجَسَ اسکا مصدر تَرْنُجُسَۃٌ ہے۔ جس کے معنی ہیں دوا میں گل نرگس ڈالنا ۱۲ حاشیہ [۵۴] قولہ الحاق کا مدار الخ مخالفین کی دلیل کا جواب دینے کے بعد اب اپنی دلیل پیش کرتے ہیں ۱۲ رف [۵۵] قولہ یہ دونوں شرطیں الخ پہلی شرط تو اس طرح پائی جارہی ہے کہ یہ تار اور میم کے زائد ہونے کی وجہ سے تَسَرْبُلٌ کے وزن پر آگیا ہے جو رباعی ہے اور دوسری شرط اس طرح پائی جارہی ہے کہ اسمیں باب تَسَرْبُلٌ کی خاصیت کے علاوہ کوئی نئی خاصیت پیدا نہیں ہوئی ۱۲ رف [۵۶] قولہ مِسْکِیْنٌ الخ تَمَفْعُلٌ اور تَمَسْکُنٌ کے بارے میں اپنا مذہب ثابت کرنے کے بعد اب بطور تفریع کے لفظ مسکین کی تحقیق فرماتے ہیں چونکہ یہ بھی تمسکن سے مشتق ہے اس لئے اسمیں بھی اختلاف ہے۔ مولانا عبد العلی صاحبؒ اور بعض دوسرے وہ علمائے صرف جو تمسکن کو ملحقات میں سے نہیں مانتے بلکہ رباعی مزید از باب تفعلل کہتے ہیں ان کے نزدیک جس طرح تَمَسْکُنٌ کا میم اصلی ہے اسی طرح مِسْکِیْنٌ کا میم بھی اصلی ہے۔ چنانچہ وہ اسکا وزن فِعْلِیْلٌ بتاتے ہیں تاکہ مسکین کے میم کو فار کلمہ قرار دیا جاسکے، مگر مصنفؒ کے نزدیک اس کا میم زائد ہے چنانچہ وہ اسکا وزن مِفْعِیْلٌ فرما رہے ہیں تاکہ مسکین کا میم فار کلمہ عین اور لام کلمہ کے مقابلہ میں نہ آسکے ۱۲ رف [۵۷] قولہ یعنی مطابقی الخ لفظ کی دلالت اسکے پورے معنیٰ موضوع لہٗ پر ہو تو وہ دلالت مطابقی ہے جیسے لفظ چاقو کی دلالت پورے چاقو (پھل اور دستہ) پر اور اگر معنیٰ موضوع لہٗ کے جز پر دلالت ہو تو وہ تضمنی ہے جیسے لفظ چاقو کی دلالت اس کے صرف پھل پر، یا صرف دستہ پر، اور اگر معنیٰ موضوع لہٗ کے لازم پر دلالت ہو تو وہ دلالت التزامی ہے جیسے لفظ چاقو کی دلالت کاٹنے پر کہ جیسے ہی چاقو کا تصور آیا کاٹنے کا تصور بھی آجاتا ہے [۵۸] اب یہ سمجھو کہ لفظ تمسکن ثلاثی مزید فیہ ملحق برباعی مزید فیہ ہے کیونکہ اسمیں وہ دونوں باتیں بھی پائی جارہی ہیں جو ملحق ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ پہلی تو یہ کہ اسمیں حروف زائد ہونے کی وجہ سے یہ رباعی (تسربل) کے وزن پر آگیا ہے دوسری یہ کہ اسمیں ملحق بہ (باب تسربل) کی خاصیت کے علاوہ کوئی اور نئی خاصیت پیدا نہیں ہوئی پھر اسمیں مناسبت کی وہ شرط بھی پائی جارہی ہے جس کا یہاں ذکر ہے کہ یہاں لفظ تمسکن کی دلالت التزامی (باقی بر ص ۵۱)

لہٰذا مولانا عبد العلی رحمۃ اللہ علیہ کا اس کو باصالتِ میم باب تَسَرْبُلٌ سے شمار کرنا صحیح نہیں۔

فائدہ: صاحبِ شافیہؒ نے تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ کو ملحقات میں شمار کیا ہے۔

تمام محققین نے اس کو اس لئے غلط قرار دیا ہے کہ اگرچہ تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ رباعی[۵۱] کے وزن پر ہو گئے ہیں مگر ان دونوں بابوں میں خاصیات اور معانی بہ نسبت ملحق بہ کے زائد[۵۲] ہیں۔ لہٰذا شرطِ الحاق نہ پائی گئی[۵۳]۔

فائدہ: حضرت استاذی مولوی سید محمد صاحب بریلوی غفرلہٗ نے مصادر غیر ثلاثی مجرد کی حرکات یاد کرنے کے واسطے ایک قاعدہ بیان فرمایا ہے۔ افادۃً لکھا جاتا ہے۔

فائدہ: (الف[۵۴]) ہر وہ مصدر غیر ثلاثی مجرد کہ جس کی فا مفتوح ہو اور آخر میں تا ہو اسکا مابعدِ ساکن اول مفتوح ہوتا ہے جیسے مُفَاعَلَةٌ اور فَعْلَلَةٌ اور اس کے ملحقات[۵۵]۔

(ب) اور ہر مصدر[۵۶] مذکور کہ جس کی فا سے پہلے تا ہو اور فا مفتوح ہو اس کا مابعدِ ساکن اول مضموم ہوتا ہے، جیسے تَقَابُلٌ و تَقَبُّلٌ و تَسَرْبُلٌ اور اس کے ملحقات[۵۷]۔

(ج) اور اگر فا[۵۸] ساکن ہو تو اس کا مابعد مکسور ہوتا ہے جیسے تَصْرِيفٌ۔

(د) اور ہر وہ مصدر کہ جس کے شروع میں ہمزۂ وصل ہو اس کا مابعدِ ساکن اول مکسور ہوتا ہے جیسے اِجْتِنَابٌ و اِسْتِنْصَارٌ وغیرہ۔ سوائے اِفَّعُّلٌ اور اِفَّاعُلٌ کے کہ وہ تَفَعُّلٌ[۵۹] اور تَفَاعُلٌ کی فرع ہیں اصل کے اعتبار سے ابوابِ ہمزۂ وصل میں سے نہیں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ ص۵۰) اسکے مادہ پر جو کہ سکون ہے پائی جا رہی ہے کیونکہ سکون کے معنے حرکت نہ کرنے کے ہیں اور تمسکن کے معنی مسکین (فقیر) ہونے کے ہیں اور مسکین ہونے کے تصور سے حرکت نہ کرنے کا تصور بھی آ جاتا ہے کیونکہ فقیر آدمی عام طور سے ایک ہی جگہ رہتا ہے زیادہ چلتا پھرتا نہیں وہ امیر کی طرح یہ طاقت نہیں رکھتا کہ جہاں چاہے چلا جائے پس مادہ اور مزید فیہ کے درمیان مناسبت موجود ہے ۱۲ کذا فی الحاشیہ

[۵۰] قولہ مقتضی ہے کیونکہ لفظ تمسکن اور مسکین دونوں میں انکے مادہ پر دلالتِ التزامی موجود ہے جیسا کہ ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں بلکہ ایک اعتبار سے تو دلالت مطابقی بھی ہو سکتی ہے کیونکہ قاموس میں لکھا ہے کہ تَسَكَّنَ و تَمَسْكَنَ صار مسکینۃً پس تمسکن کی اسکے مادہ (سکون) پر دلالت مطابقی موجود ہے جیسا کہ بالکل واضح ہے کیونکہ تَمَسْكَنَ سَكَنَ کے پورے معنی پر دلالت کر رہا ہے ۱۲ محمد رفیع عثمانی

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۵۱] قولہ رباعی کے وزن یعنی تسربلٌ کے وزن پر ۱۲ رف [۵۲] قولہ زائد ہیں چنانچہ باب تَفَعْلُلٌ جسکو صاحب شافیہ نے تفعّل اور تفاعل کے لئے ملحق بہ قرار دیا ہے اسکی خاصیات صرف تین ہیں حالانکہ باب تَفَعُّل کی خاصیات چودہ اور باب تفاعل کی چھ ہیں خاصیتوں کی تفصیل فصول اکبری اور اسکی شروح میں ملے گی ۱۲ رف [۵۳] قولہ نہ پائی گئی چنانچہ یہ ملحق نہیں ہو سکتے ۱۲ رف

[۵۴] قولہ (الف) اصل کتاب میں مصنفؒ نے یہ حروف ابجد اس قاعدہ کے ماتحت تحریر نہیں فرمائے۔ ضبط میں آسانی کے لئے احقر نے یہ حروف ڈالدئے ہیں اس ترجمہ میں جہاں کہیں بھی کوئی لفظ قوسین کے درمیان ہوگا وہ احقر کا اضافہ ہے ناگزیر حالات میں ایسا کیا گیا ہے ۱۲ رف [۵۵] قولہ ملحقات جیسے جَلْبَبَةٌ۔ سَرْوَلَةٌ، صَيْطَرَةٌ وغیرہ ۱۲ رف [۵۶] یعنی غیر ثلاثی مجرد ۱۲ [۵۷] قولہ اور اسکے ملحقات یعنی تَفَعْلُلٌ کے ملحقات جیسے تَجَلْبُبٌ وتَسَرْوُلٌ وتَشَيْطُنٌ وغیرہ ۱۲ رف [۵۸] اگر فا ساکن ہو یعنی جس مصدر کی فا سے پہلے تا ہو اور فا ساکن ہو ۱۲ رف [۵۹] قولہ تفعّل الخ چنانچہ ان کا مابعد ساکن اول مکسور نہیں بلکہ مضموم ہے ۱۲ منہ

مصادر غیر ثلاثی مجرد کی حرکات کا قاعدہ

(ھ) ہر وہ مصدر کہ جس کی ابتداء میں ہمزۂ قطعی ہو اس کا مابعد ساکن اول مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے اِفْعَالٌ، اس[51] قاعدہ میں مابعدِ ساکن اوّل کی حرکت خصوصیت سے اس لئے بیان کی گئی ہے کہ لوگ عام طور پر اسی کے تلفظ میں غلطی کرتے ہیں اکثر مُنَاسَبَۃٌ اور باب مفاعلۃٌ کے دوسرے مصادر کو بکسر عین اور اِجْتِنَابٌ کو بفتحہ تار پڑھتے ہیں۔

ابواب غیر ثلاثی مجرد میں عین مضارع معلوم کی حرکت یاد کرنیکا قاعدہ

(الف) اگر ماضی میں تار فار سے پہلے ہو تو عین مضارع مفتوح ہوگی[52] ورنہ مکسور اور رباعی[53] اور اس کے تمام ملحقات میں لام اول اور ہر وہ حرف جو اس کی جگہ ہو عین کا حکم رکھتا ہے۔

(ب) اور تَفَاعُل، تَفَعُّل و تَفَعْلُلٌ اور اس[54] کے ملحقات میں مضارع معروف کا ماقبلِ آخر مفتوح ہوتا ہے اور دوسرے تمام ابواب میں مکسور۔

باب سوم مہموز، معتل اور مضاعف کی گردان میں جو تین فصلوں پر مشتمل ہے

ابواب کے بیان سے فارغ ہو کر اب ہم تخفیف، اعلال اور ادغام کے قواعد شروع کرتے ہیں۔ تغیر ہمزہ کو تخفیف کہتے ہیں اور حرف علت کی تغیر کو اعلال۔

اور ایک حرف کو دوسرے حرف میں داخل کرنے اور مشدد کرنے کو ادغام کہتے ہیں۔

فصل[۱] اوّل مہموز کے بیان میں جو دو[۲] قسموں پر مشتمل ہے

قسم[۱] اوّل تخفیف ہمزہ کے قواعد میں۔

قاعدہ: ہمزۂ منفردہ ساکنہ جوازاً اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق ہو جاتا ہے یعنی بعد فتحہ الف اور بعد ضمہ واؤ اور بعدِ کسرہ یار ہو جاتا ہے جیسے رَاْسٌ[55] ذِیْبٌ اور بُوْسٌ۔

---

[51] قولہ اس قاعدہ الخ یعنی یہ قاعدہ جو کہ الف سے (ھ) تک کے قواعدِ مذکورہ پر مشتمل ہے ۱۲ رف

[52] قولہ ہوگی الخ جیسے تَقَبَّلَ اور تَقَابَلَ ۱۲ رف

[53] قولہ اور رباعی الخ یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ باب تفعللٌ اور اس کے ملحقات کی ماضی میں بھی تار فار سے پہلے ہے۔ مگر ان میں عین مفتوح نہیں بلکہ ساکن ہے پھر آپ کا یہ قاعدہ کیسے صحیح ہوا ۱۲ محمد رفیع عثمانی

[54] اور اس کے ملحقات یعنی تَفَعْلُلٌ کے ملحقات ۱۲ رف

[55] قولہ راسٌ الخ ان تینوں الفاظ کا دوسرا حرف اصل میں ہمزہ تھا مذکورہ قاعدہ سے جوازاً حرف علت سے تبدیل ہوگیا۔ بُوسٌ کے معنی سخت محتاج ہونے کے ہیں۔ کذا فی الحاشیہ ۱۲ رف

قاعدہ : ہمزہ متحرکہ کے بعد ہمزہ ساکنہ وجوباً حرکت ماقبل کے موافق ہوجاتا ہے جیسے أَمَنَ[1] و أُؤْمِنَ و إِيمَانًا -

قاعدہ : جائز ہے کہ ہمزہ منفردہ مفتوحہ ضمّہ کے بعد واؤ سے اور کسرہ کے بعد یار سے بدل جائے جیسے جُوَنٌ[2] و مِيَرٌ -

قاعدہ : دو متحرک ہمزہ میں سے اگر ایک بھی مکسور ہو تو ثانی وجوباً یار بنجاتا ہے جیسے جَاءٍ[3] اور أَيِمَّة ورنہ واؤ[4] جیسے أَوَادِمُ[5] اور أُوَيْدِمٌ - صرفیین[6] نے اس قاعدہ کو کسرہ[7] کی صورت میں بھی وجوبی کہا ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ بعض قرآتِ متواترہ میں لفظ أَئِمَّة بہمزہ دوم آیا ہے - لہٰذا معلوم ہوا کہ قاعدہ مذکورہ جوازی[8] ہے -

قاعدہ : واؤ و یائے مدّہ زائدہ اور یائے تصغیر کے بعد ہمزہ جوازاً ماقبل کی جنس سے بدل کر اسمیں مدغم ہوجاتا ہے - جیسے مُقْرُوَّةٌ[9] خَطِيَّةٌ و أُفَيِّسٌ -

قاعدہ : الف مفاعل کے بعد اگر ہمزہ قبلِ یار واقع ہو تو یہ یائے مفتوحہ سے بدل جاتا ہے اور یار الف سے جیسے خَطَايَا جمع خَطِيئَةٌ یہ خَطَائِيُ تھا یار الف[10] جمع کے بعد قبل طرف واقع ہونے کی وجہ سے

---

[1] قولہ أَمَنَ الخ ان تینوں الفاظ میں پہلے ہمزہ کے بعد ہمزہ ساکنہ تھا - مذکورہ قاعدہ سے وجوباً حرفِ علت سے بدل گیا ۱۲ رف

اللّٰھمّ اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ

[2] قولہ جُوَنٌ الخ جُؤْنَةٌ (بضم جیم وسکون ہمزہ) کی جمع ہے جس کے معنی عطردان کے ہیں اور جُوَنٌ اور مِيَرٌ دونوں کا دوسرا حرف اصل میں ہمزہ تھا ۱۲ رف [3] قولہ جاءٍ اور أَيِمَّة المجاءِ جاء يجيءُ کا اسم فاعل ہے (یعنی آنیوالا) اور أَيِمَّة امام کی جمع ہے - جاءٍ اصل میں جَايِئٌ تھا ، یار الف زائد کے بعد واقع ہوئی اس لئے یار کو ہمزہ سے بدل دیا پھر دو ہمزہ متحرک ایک جگہ جمع ہو گئے ان میں سے پہلا مکسور تھا اسلئے اس زیر بحث قاعدے سے دوسرے ہمزہ کو یار سے بدل دیا جائِيٌ ہوا یا رپر ضمہ ثقیل تھا اس لئے یار کو ساکن کیا پھر یار اور تنوین کے درمیان اجتماع ساکنین کی وجہ سے یار کو حذف کیا تو جاءٍ رہ گیا اور أَيِمَّة میں دوسرا حرف دراصل ہمزہ تھا - زیر بحث قاعدہ سے دوسرے ہمزہ کو یار سے بدل دیا گیا ۱۲ رف

[4] قولہ ورنہ واؤ یعنی اگر دونوں ہمزہ میں سے ایک بھی مکسور نہ ہو تو دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا جاتا ہے ۱۲ منہ

[5] قولہ أَوَادِمُ الخ آدم کی جمع ہے (تمام انسانوں کے باپ) ۱۲ محمد رفیع عثمانی

[6] قولہ صرفیین الخ مصنف نے جو قاعدہ ذکر کیا ہے کہ دو متحرک ہمزہ میں سے اگر ایک مکسور ہو تو ہمزۂ ثانیہ یار سے وجوباً بدل جائیگا یہ عام صرفیین کا مذہب ہے مصنف کا نہیں کیونکہ مصنف وجوب کا انکار کرتے ہیں اور صرف جواز کے قائل ہیں یہاں یہی بات مدلل ارشاد فرما رہے ہیں - ۱۲ رفیع

[7] قولہ کسرہ کی صورت الخ یعنی جبکہ دو متحرک ہمزہ میں سے ایک مکسور ہو ۱۲ رف [8] قولہ جوازی لیکن مصنف رح کے نزدیک اس قاعدہ کا جوازی ہونا صرف کسرہ کی صورت میں ہے چنانچہ اگر ایک بھی مکسور نہ ہو تو واؤ سے بدلنے کا قاعدہ عام صرفیین کی طرح مصنف کے نزدیک بھی وجوبی ہے ۱۲ واللہ اعلم

[9] قولہ مقروّۃ الخ قَرَأَ يَقْرَأُ قِرَاءَةً کا اسم مفعول ہے اور خطیّۃ بمعنی غلطی جمعہٗ خطایا اور أُفَيِّسٌ (بضم الاول وفتح الثانی وتشدید الیار وکسرہا) أَفْؤُسٌ کی تصغیر ہے اور أَفْؤُسٌ فأس کی جمع ہے بمعنی کلہاڑی ۱۲ کذا فی الحاشیہ رفیع

[10] قولہ یا الف جمع الخ الف جمع کے بعد یار کے واقع ہونے کا قاعدہ معتل کے قواعد میں پڑھو گے مگر چونکہ خطایا میں یہ قاعدہ بھی جاری ہوا ہے اس لئے یہاں اسکا ضمناً ذکر آگیا ہے - اصل مقصود اس قاعدہ کا اجرار کرنا نہیں ۱۲ منہ

اللّٰھمّ اغفر لکاتبہ

ہمزہ ہوگئی تو خَطَاءِءُ ہوا پھر ہمزۂ ثانیہ جاءٍ کے قاعدہ سے یار ہوگیا اب اس[1] قاعدہ کے مطابق ہمزہ کو یائے مفتوحہ سے اور یار کو الف سے بدلا خَطَایَا ہوگیا۔

قاعدہ : جو ہمزہ متحرک حرف ساکن غیر[2] مدہ زائدہ وغیر یائے تصغیر کے بعد واقع ہو اس کی حرکت جوازاً ماقبل کو دے کر حذف[3] کر دیا جاتا ہے جیسے یَسَلُ[4] و قَدَ فْلَحَ و یَرْمِیْ خَاہُ۔

قاعدہ : یَرَیٰ[5] یُرٰی اور تمام افعال رؤیۃ میں یہ قاعدہ وجوباً جاری ہوتا ہے رؤیت کے اسمائے مشتقہ میں نہیں چنانچہ مَرْاٰی مصدرِ میمی میں اور مِرْاٰۃٌ آلہ میں اور مَرْئِیٌّ اسم مفعول میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر حذف کرنا جائز ہے واجب[6] نہیں۔

قاعدہ : ہمزہ متحرک[7] اگر متحرک کے بعد ہو تو اس میں بین بین بعید اور بین بین قریب دونوں جائز ہیں ہمزہ کو اپنے مخرج اور اس کی حرکت کے موافق حرفِ علت کے مخرج کے درمیان[8] پڑھنا بین بین قریب ہے اور[9] اس کے مخرج اور اس کے ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین بعید ہے بین بین کو تسہیل بھی کہتے ہیں۔ مثال : سَاَلَ[10] سَئِمَ لَؤُمَ۔ سَاَلَ میں دونوں بین بین کے لئے

---

[1] قولہ اب اس قاعدہ کے الخ یہاں اسی قاعدہ کا بیان مقصود ہے باقی تعلیلات دوسرے قواعد سے ہوئی ہیں ۱۲ رف [2] قولہ غیر مدہ زائدہ وغیر یائے تصغیر الخ کے بعد ہمزہ واقع ہو تو وہیں خطیئۃ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے جو اوپر گزر چکا ہے ۱۲ رف [4] قولہ یَسَلُ یَسَلُ اصل میں یَسْئَلُ تھا قَدَ فْلَحَ اصل میں قَدْ اَفْلَحَ تھا اور یَرْمِیْ خَاہُ اصل میں یَرْمِیْ اَخَاہُ تھا یعنی "وہ اپنے بھائی کو تیر مارتا ہے" ۱۲ رف

[5] یَرَیٰ یُرٰی الخ پہلا لفظ رؤیۃ مصدر کا مضارع معروف ہے اور دوسرا مضارع مجہول دونوں میں رار ساکن تھی اور رار کے بعد ہمزہ مفتوحہ تھا ۱۲ رف [6] قولہ واجب نہیں الخ کیونکہ اسمائے مشتقہ کثیر الاستعمال نہیں برخلاف افعال کے کہ وہ کثیر الاستعمال ہیں اس لئے افعال میں تخفیف کی ضرورت زیادہ ہے ۱۲ منہ

[7] قولہ اگر متحرک الخ یعنی ہمزہ استفہام کے علاوہ کسی اور حرف متحرک کے بعد واقع ہو تو الخ ۱۲ رف

[8] قولہ درمیان الخ یعنی اس طرح پڑھنا کہ نہ تو خالص ہمزہ کی آواز ہو اور نہ خالص حرفِ علت کی بلکہ درمیانی آواز پیدا ہو یعنی آواز میں دونوں حرف (ہمزہ اور حرف علت) کی آواز کا شائبہ ہو ۱۲ رف

[9] قولہ اس کے مخرج یعنی ہمزہ کے مخرج ۱۲ منہ

[10] قولہ سَاَلَ الخ سَاَلَ کے ہمزہ کو ہمزہ اور الف کی آواز کے درمیان ادا کیا جائے گا سَئِمَ کے ہمزہ کو ہمزہ اور یار کے درمیان اور لَؤُمَ کے ہمزہ کو ہمزہ اور واؤ کے درمیان پڑھا جائے گا یہ تو بین بین قریب ہوا اور بین بین بعید کرنا ہو تو سَئِمَ کے ہمزہ کو الف اور ہمزہ کے درمیان پڑھا جائیگا، اور لَؤُمَ کے ہمزہ کو بھی الف اور ہمزہ کے درمیان پڑھا جائے گا۔ اور اسی طرح سأل میں ۱۲ محمد رفیع عثمانی

[11] قولہ دونوں الخ یعنی دونوں قسم کے بین بین کے لئے ۱۲ رف

ع یعنی ہمزہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهٖ وَلِمَنْ سَعٰى فِيْهِ

ہمزہ اپنے اور الف کے مخرج میں پڑھا جائے گا کیونکہ خود ہمزہ بھی مفتوح ہے اور ماقبل بھی مفتوح اور سَئِمَ میں بین بین قریب میں مخرجِ یا و ہمزہ کے درمیان، اور بعید میں مخرجِ الف و ہمزہ کے درمیان اور لَؤُمَ میں مخرجِ واؤ اور ہمزہ کے درمیان بین بین قریب ہے اور مخرج الف و ہمزہ کے درمیان بعید۔

الف[۵۱] کے بعد ہمزہ میں بین بین قریب جائز ہے۔

قاعدہ: ہمزہ استفہام جب ہمزہ پر داخل ہو جیسے أَأَنْتُمْ تو جائز ہے کہ دوسرے کو اس حرف سے بدل دیا جائے جس کا قاعدہ تخفیف[۵۲] مقتضی ہے چنانچہ أَأَنْتُمْ کو آوَنْتُمْ پڑھ سکتے ہیں، اور یہ بھی جائز ہے کہ ہمزہ میں تسہیلِ قریب یا بعید کرلیں، اور یہ بھی جائز ہے کہ دونوں ہمزہ کے درمیان الف لے آئیں آأَنْتُمْ کہیں۔

قسم دوم، مہموز کی گردانیں

مہموز فاء از باب نَصَرَ "الاَخْذُ" پکڑنا۔ اَخَذَ یَاْخُذُ اَخْذًا فهو اٰخِذٌ و اُخِذَ یُؤْخَذُ اَخْذًا فهو مَاْخُوْذٌ الامر منه خُذْ والنهی عنه لَا تَاْخُذْ الظرف مِنْهُ مَاْخَذٌ۔ والاٰلة مِنْهُ مِیْخَذٌ و مِیْخَذَةٌ و مِیْخَاذٌ و تثنیتهما مَاْخَذَانِ و مِیْخَذَانِ والجمع منهما مَآخِذُ و مَآخِیْذُ افعل التفضیل منه اٰخَذُ والمونث منه اُخْذٰی و تثنیتهما اٰخَذَانِ و اُخْذَیَانِ والجمع منهما اٰخَذُوْنَ و اَوَاخِذُ و اُخَذُ و اُخْذَیَاتٌ ۔

اس باب کا امر[۵۳] خُذْ خلافِ قیاس ہے۔ قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ بقاعدہ اُؤْمِنَ ہمزہ دوم واؤ سے بدل کر اُوْخُذْ ہو جاتا اسی طرح اَکَلَ یَاْکُلُ کا امر بھی کُلْ آتا ہے[۵۴]۔ اور اَمَرَ یَاْمُرُ کے امر میں دونوں ہمزہ کا حذف بھی جائز ہے اور دونوں کا باقی رکھنا بھی جائز ہے "مُرْ" اور اُؤْمُرْ دونوں[۵۵] مستعمل ہیں

---

۵۱ قولہ الف کے بعد الخ یعنی اگر الف کے بعد ہمزہ متحرک واقع ہو تو ہمزہ میں بین بین قریب جائز ہے لہذا اگر ہمزہ مفتوح ہے تو الف اور ہمزہ کے درمیان پڑھیں گے جیسے قَرَاءَ اور اگر مضموم ہے تو واؤ اور ہمزہ کے درمیان پڑھیں گے اور اگر ہمزہ مکسور ہے تو یاء اور ہمزہ کے درمیان پڑھیں گے ۱۲ کذا فی الحاشیہ ۵۲ قولہ قاعدہ تخفیف الخ یعنی آدَادِمُ کا قاعدہ ۱۲ رف ۵۳ قولہ خُذْ اصل میں اُوْخُذْ تھا ۱۲ محمد رفیع

۵۴ قولہ آتا ہے الخ کُلْ اور خُذْ میں حذف ہمزہ واجب ہے مگر خلافِ قیاس ہے ۱۲ رف

۵۵ قولہ دونوں مستعمل ہیں الخ لیکن اگر اول جملہ میں آئے تو حذفِ ہمزہ زیادہ فصیح ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مُرُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ۔ اور اگر وسط کلام میں آئے تو کثیر الاستعمال یہ ہے کہ ہمزہ کو باقی رکھا جائے جیسے قرآن حکیم میں ہے کہ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوۃِ ۱۲ کذا فی الحاشیہ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهٖ وَلِمَنْ سَعٰی فِیْهِ

اس باب کے مضارع معلوم کے صیغوں میں سوائے واحد متکلم کے رَأْسٌ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے اور یہی مفعول و ظرف میں بھی۔ آلہ میں بِیْرٌ کا قاعدہ اور مضارع مجہول غیر واحد متکلم میں بُوْسٌ کا قاعدہ ہے۔ اور واحد متکلم مضارع معروف اور افعلُ التفضیل میں اٰمَنَ کا اور اس کی جمع میں آوَادِمُ کا اور واحد متکلم مضارع مجہول میں اُوْمِنَ کا قاعدہ ہے تمام تعلیلات سمجھ کر زبانی یاد کر لینی چاہئیں۔

مہموزِ فا از باب ضَرَبَ اَلْاَسْرُ قید کرنا اَسَرَ یَاْسِرُ اَسْرًا الخ صیغوں کی تعلیلات باب اَخَذَ کی طرح سمجھ لیں سوائے اس کے کہ اس کے امر اِیْسِرْ میں قاعدہ اِیْمَانٌ کا جاری ہوا ہے۔ دوسرے ابواب ثلاثی مجرد کی گردانیں اسی طرح کر لینی چاہئیں۔

مہموز فا از باب افتعال اَلْاِیْتِمَارُ "فرمانبرداری کرنا" اِیْتَمَرَ یَاْتَمِرُ اِیْتِمَارًا فھو مُوْتَمِرٌ و اُوْتُمِرَ یُوْتَمَرُ اِیْتِمَارًا فھو مُوْتَمَرٌ الامر منہ اِیْتَمِرْ والنھی عنہ لَا تَاْتَمِرْ الظرف منہ مُوْتَمَرٌ۔ ماضی معلوم اور امر حاضر معروف اور مصدر میں اِیْمَانٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے، ماضی مجہول میں اُوْمِنَ کا اور مضارع معلوم میں رَاْسٌ کا اور مضارع مجہول و فاعل و مفعول اور ظرف میں بُوْسٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔

مہموز فا از باب استفعال اَلْاِسْتِیْذَانُ "اجازت چاہنا" اِسْتَاْذَنَ یَسْتَاْذِنُ اِسْتِیْذَانًا الخ اس باب اور دوسرے ابواب ثلاثی مزید کے صیغے پچھلے صیغوں[۵۲] کی طرح سمجھ لینا چاہئیں انکی تعلیلات نکال لینا دشوار نہیں

فائدہ: مہموز عین ثلاثی مجرد کے ماضی کے صیغوں میں قاعدہ بین بین جاری[۵۳] ہوگا اور مضارع و امر میں یَسَلُ کا قاعدہ ہوگا۔ زَاَرَ یَزْئِرُ ضرب سے ہے سَئَلَ یَسْئَلُ فتح یفتح سے، سَئِمَ یَسْئَمُ سمع سے اور لَؤُمَ یَلْؤُمُ کرم سے ہے امر میں قاعدہ یَسَلُ جاری ہونے کی صورت میں ہمزۂ وصل ساقط ہو جائے گا اِزْئِرْ کو زِرْ اور اِسْئَلْ کو سَلْ کہیں گے اور اِسْئَمْ کو سَمْ کہیں گے اور اُلْؤُمْ کو لُمْ، ان کی گردانیں اس طرح کرنی چاہئیں۔ زِرْ زِرَا زِرُوْا زِرِیْ زِرْنَ۔ سَلْ سَلَا سَلُوْا سَلِیْ سَلْنَ۔ لُمْ لُمَا لُمُوْا لُمِیْ لُمْنَ۔ ابواب ثلاثی مزید کے مہموز عین میں بھی قواعد اسی طرح جاری کرنے چاہئیں۔

فائدہ: مہموز لام کے اکثر صیغوں مثلاً قَرَاَ یَقْرَاُ میں بین بین کا قاعدہ ہے اور واحد ماضی مجہول

---

[۵۱] قولہ الایتمار اصل میں اَلْاِئْتِمَارُ تھا ۱۲ رف [۵۲] قولہ پچھلے صیغوں یعنی الاخذ اور الایتمار کی گردانیں ۱۲ رف
[۵۳] قولہ جاری ہوگا۔ یعنی جوازاً ۱۲ رف

مثلاً قُرِئَ میں مِیَرٌ کا قاعدہ ہے، امر اور مضارع مجزوم کے تمام صیغوں میں ہمزہ منفردہ ساکنہ کا قاعدہ ہے لہٰذا اِقْرَأْ اور لَمْ یَقْرَأْ میں ہمزہ الف بن سکتا ہے اُدْرُءْ و لَمْ یَدْرُءْ میں واؤ ہو سکتا ہے اور مکسور العین میں یار۔ ابواب ثلاثی مزید فیہ کے مہموز عین اور مہموز لام میں مذکورہ بالا قواعد سے صیغوں کی تعلیلات کر لینا چاہئیں کچھ مشکل نہیں۔

فصل دُوم[2] در معتل جو پانچ قسموں پر مشتمل ہے

قسم اوّل۔ قواعد معتل کے بیان میں

قاعدہ[1] : ہر وہ واؤ گر جاتا ہے جو علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے یا ایسے کلمہ کے فتحہ کے درمیان ہو جس کا عین یا لام کلمہ حرفِ حلقی ہے جیسے یَعِدُ[۵۲] یَهَبُ اور یَسَعُ اس قاعدہ کو بالاصالت[۵۳] "یا" میں بیان کرنا اور مضارع کے دوسرے صیغوں کو تابع قرار دینا بے فائدہ تطویل ہے۔ اسی طرح یَهَبُ وغیرہ میں یہ کہنا کہ "یہ دراصل مکسور العین تھے۔ حرفِ حلقی کی رعایت سے عین کو فتحہ دیدیا گیا ہے"۔ تکلّفِ محض ہے۔

قاعدہ کی صحیح[۵۴] تقریر وہی ہے جو ہم نے کی ہے اور صاحبِ منظوم نے یہ تقریر اچھی لکھی ہے۔

قاعدہ[2] : جو مصدر فِعْلٌ[۵۵] کے وزن پر ہو اس کی فاء[۵۶] کا واؤ حذف ہو جاتا ہے اور عین[۵۷] کو کسرہ دیکر آخر میں تار

---

[۵۱] قولہ مکسور العین الخ جیسے اِلْاِنْبَاءُ (افعال) کے امر اِیْتِیْ اور مضارع مجزوم لَمْ یَیْتِیْ میں ۱۲ مترجم [۵۲] قولہ یَعِدُ اصل میں یَوْعِدُ اور یَهَبُ اصل میں یَوْهَبُ اور یَسَعُ اصل میں یَوْسَعُ تھا ۱۲ منہ [۵۳] قولہ بالاصالت یار میں بیان کرنا الخ۔ بعض صرفیین نے یہ قاعدہ اس طرح بیان کیا تھا کہ ہر وہ واؤ گر جاتا ہے جو یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہو، پھر جب ان پر یہ اعتراض ہوا کہ تَعِدُ صیغہ واحد مذکر حاضر وغیرہ میں بھی تو واؤ حذف ہو گیا ہے حالانکہ یہاں واؤ یار اور کسرہ کے درمیان نہیں بلکہ تار اور کسرہ کے درمیان تھا، تو اسکا جواب انھوں نے یہ دیا کہ اصل قاعدہ تو یار اور کسرہ کے درمیان واقع ہونیکا ہے باقی صیغے جنمیں یار نہیں بلکہ تار یا ہمزہ یا نون ہے وہ یار والے صیغوں کے تابع ہیں چنانچہ جب یَعِدُ میں واؤ ساقط ہوا تو تَعِدُ اَعِدُ اور نَعِدُ میں تبعاً ساقط ہوگیا۔ اسی طرح ان لوگوں پر جب یہ اعتراض ہوا کہ یَهَبُ میں بھی واؤ حذف ہوا ہے حالانکہ یہاں واؤ یار اور کسرہ کے درمیان نہیں بلکہ یار اور فتحہ کے درمیان ہے۔ تو اسکا جواب انھوں نے یہ دیا کہ یَهَبُ کی ھار دراصل مکسور تھی اس لئے اصل کے اعتبار سے یہ قاعدہ جاری ہو گیا اور یہی جواب یَهَبُ جیسے دوسرے افعال مثلاً یَضَعُ وغیرہ میں دیدیا مگر مصنفؒ ان علمائے صرف پر رد کرتے ہیں مصنفؒ نے قاعدہ اس طرح بیان کیا کہ مذکورہ دونوں اعتراض اس پر وارد نہیں ہوتے البتہ ایک اعتراض پھر بھی ہوتا ہے جو ہم عنقریب ذکر کرینگے ۱۲ منہ رف [۵۴] قولہ صحیح تقریر الخ مصنفؒ کی تقریر پر بھی یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ وَسِعَ یَوْسَعُ وَسْعًا اور وَجِعَ یَوْجَعُ وَجْعًا کا لام کلمہ حرف حلقی ہے اور علامت مضارع مفتوحہ اور فتحہ کے درمیان واؤ واقع ہو رہا ہے لیکن واؤ نہیں گرا؟ ۱۲ رف [۵۵] قولہ فِعْلٌ بکسر الفار و سکون العین [۵۶] قولہ اس کی فار کا یعنی جو مصدر فِعْلٌ کے وزن پر ہو اسکا فار کلمہ اگر واؤ ہو تو وہ گر جاتا ہے ۱۲ رف [۵۷] قولہ عین کو یعنی عین کلمہ کو ۱۲ رف

بڑھا دیتے ہیں مگر (مضارع) مفتوح العین (کے مصدر) میں کبھی فتحہ[1] دیتے ہیں جیسے عِدَۃٌ زِنَۃٌ سِعَۃٌ[2] کہ اصل میں وِعْدٌ وِزْنٌ وِسْعٌ[ع] تھے۔

قاعدہ[3] : واؤ ساکن غیر مدغم بعد کسرہ یا ہو جاتا ہے جیسے مِیْعَادٌ[3] نہ کہ اِجْلِوَّاذٌ[4]

اور یائے ساکن غیر مدغم بعد ضمہ واؤ ہو جاتی ہے جیسے مُوْسِرٌ[5] نہ کہ مُیُّزَ[6]۔ اور الف بعد ضمہ واؤ ہو جاتا ہے جیسے قُوْتِلَ[7] اور بعد کسرہ یا جیسے مَحَارِیْبُ[8]۔

قاعدہ[4] : افتعال کی فا[9] اگر واؤ یا یائے اصلی[10] ہو تو تا سے بدل کر تا میں مدغم ہو جاتی ہے جیسے اِوْتَقَنَ سے اِتَّقَنَ اور اِیْتَسَرَ سے اِتَّسَرَ۔

قاعدہ[5] : واؤ مضموم و مکسور اوّل میں اور مضموم وسط میں جوازاً ہمزہ ہو جاتا ہے جیسے اُجُوْہٌ، اِشَاحٌ، اُقِّتَتْ اور اَدْءُرٌ کہ دراصل وُجُوْہٌ[11]، وِشَاحٌ، وُقِّتَتْ اور اَدْوُرٌ تھے۔ واؤ مفتوح کو ہمزہ سے بدلنا شاذ ہے جیسے اَحَدٌ[12] اور اَنَاۃٌ۔

قاعدہ[6] : جب دو واؤ متحرک اوّل کلمہ میں جمع ہو جائیں تو اوّل وجوباً ہمزہ ہو جاتا ہے۔ جیسے اَوَاصِلُ جمع وَاصِلَۃٌ اور اُوَیْصِلٌ تصغیر وَاصِلٌ سے اَوَاصِلُ اور اُوَیْصِلٌ۔

قاعدہ[7] : واؤ و یائے متحرک بعد فتحہ الف سے بدل جاتے ہیں بشرطیکہ (۱) فا کلمہ نہ ہوں چنانچہ

---

[1] قولہ فتحہ الخ چنانچہ سِعَۃٌ میں سین کو فتحہ بھی دے سکتے ہیں اور کسرہ بھی ۱۲ کذا فی شرح الوصول فی نوادر الاصول۔

[2] قولہ سِعَۃٌ باب سَمِعَ سے ہے اور باقی دونوں مصدر باب ضَرَبَ سے ۱۲ محمد رفیع عثمانی [3] قولہ مِیْعَادٌ اصل میں مِوْعَادٌ (میم کے بعد واؤ) تھا ۱۲ رف [4] قولہ نہ کہ اِجْلِوَّاذٌ کیونکہ واؤ مدغم ہے ۱۲ منہ [5] قولہ مُوْسِرٌ اصل میں مُیْسِرٌ تھا یہ اَلْاِیْسَار کا اسم فاعل ہے بمعنی مالدار ۱۲ رف

[6] قولہ مُیِّزَ تَمْیِیْزٌ (باب تفعیل) سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے ۱۲ [7] قولہ قُوْتِلَ باب مفاعلہ مُقَاتَلَۃٌ کا ماضی مجہول ہے اس کا صیغہ معروف قَاتَلَ ہے مگر مجہول میں قاف پر چونکہ ضمہ آگیا اس لئے الف واؤ سے بدل گیا ۱۲ منہ

[8] قولہ مَحَارِیْبُ محراب کی جمع ۱۲ رف [9] قولہ افتعال کی الخ یعنی باب افتعال کا فا کلمہ ۱۲ منہ [10] قولہ اصلی اگر یا اصلی نہ ہوگی تو یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا جیسے اِیْتَمَرَ (الایتمار بمعنی فرمانبرداری کرنا کی ماضی) کہ اس میں یا اصلی نہیں بلکہ اصل میں یہ ہمزہ تھی اِیْمَانٌ کے قاعدہ سے یا بن گئی۔ لہٰذا اس یا کو تا سے نہیں بدلا جائے گا ۱۲ رف

[11] قولہ وُجُوْہٌ وَجْہٌ کی جمع ہے بمعنی چہرہ اور وِشَاحٌ بمعنی تلوار، کمان اور وُقِّتَتْ تَوْقِیْتٌ سے ماضی مجہول وقت معین کرنا ۱۲ منہ

[12] قولہ اَحَدٌ بمعنی ایک، اصل میں وَحَدٌ تھا اور اَنَاۃٌ بمعنی سست عورت اصل میں وَنَاۃٌ تھا ۱۲ منہ

[ع] یعنی بکسر الواو۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ یہ تینوں مصدر یعنی وَعْدٌ، وَزْنٌ اور وَسْعٌ اصل وضع میں مفتوح الواؤ بھی تھے، اور مکسور الواؤ بھی۔ مفتوح الواؤ میں کوئی تعلیل نہیں کی گئی لہٰذا اصل وضع کے مطابق ہی استعمال ہوتے ہیں، اور مکسور الواؤ میں زیر بحث قاعدے کے مطابق تعلیل کر دی گئی، اسی لئے کتب لغت میں یہ مصادر بکسر الواؤ نہیں ملتے کیونکہ انکے واؤ کو حذف کر کے اس کے عوض تا بڑھا دی گئی ، اور عین کلمہ کو کسرہ دیدیا۔ تفصیل کیلئے دیکھئے شرح [illegible]

فَوَعَدَ[1]، تَوَفّٰی اور تَیَسَّرَ میں واؤ اور یار الف سے نہ بدلیں گے (۲) عین[2] لفیف نہ ہوں جیسے طَوِیَ اور حَیِیَ (۳) قبلِ الف تثنیہ نہ ہوں جیسے دَعَوَا اور رَمَیَا (۴) قبل مدّہ زائدہ نہ ہوں جیسے طَوِیْلٌ غَیُوْرٌ اور غَیَابَۃٌ۔ فَعَلُوْا[3] اور یَفْعَلُوْنَ اور تَفْعَلُوْنَ کا واؤ اور تَفْعَلِیْنَ کی یار چونکہ کلمہ جداگانہ اور فاعل فعل ہیں اور مدہٗ زائدہ نہیں ہیں اس لئے ان سے پہلے واؤ اور یار الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتے ہیں جیسے دَعَوْا[4] یَخْشَوْنَ تَخْشَوْنَ اور تَخْشَیْنَ[5] (۵) یائے مشدّد اور نون تاکید سے پہلے نہ ہوں جیسے عَلَوِیٌّ اور اِخْشَیَنَّ (۶) بمعنی لون وعیب نہ ہوں جیسے عَوِرَ[6] و صَیِدَ[7] (۷) فَعَلَانٌ فَعَلٰی اور فَعَلَۃٌ کے وزن نہ ہوں جیسے دَوَرَانٌ و سَیَلَانٌ اور صَوَرٰی[8] وحَیَدٰی اور حَوَکَۃٌ[9] (۸) افتعال بمعنی تفاعل نہ ہو جیسے اِجْتَوَرَ اور اِعْتَوَرَ بمعنی تَجَاوَرَ وتَعَاوَرَ[10] مثالیں قَالَ بَاعَ دَعَا رَمٰی اور بَابٌ ونَابٌ۔

اس[11] جیسے الف کے بعد ساکن یا فعل ماضی کی تار تانیث اگرچہ متحرک ہو واقع ہو تو الف ساقط

۱؎ قولہ فَوَعَدَ الخ اسمیں فار حرف عطف ہے اور وَعَدَ فعل ماضی ۱۲ منہ

۲؎ قولہ عین لفیف الخ یعنی یہ واؤ اور یار لفیف کا عین کلمہ نہ ہو ۱۲ منہ

۳؎ قولہ فَعَلُوْا الخ یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ ماضی کے صیغہ جمع مذکر غائب اور مضارع کے صیغہ جمع مذکر غائب وحاضر میں جب لام کلمہ واو یا یار ہو تو اسکو ساتویں قاعدہ سے الف سے نہیں بدلنا چاہئے کیونکہ وہ واؤ مدہ زائدہ سے پہلے ہے حالانکہ دَعَوْا میں واؤ کو اور یَخْشَوْنَ وتَخْشَوْنَ میں یار کو الف سے بدلکر اجتماع ساکنین کے باعث گرا دیا گیا ہے اسی طرح مضارع کے صیغہ واحد مؤنث حاضر میں بھی واو اور یار کو الف سے نہیں بدلنا چاہئے کیونکہ وہ یائے مدہ زائدہ سے پہلے ہے حالانکہ تَخْشَیْنَ میں جو کہ دراصل تَخْشَیِیْنَ تھا یار کو الف سے بدلکر اجتماع ساکنین کے باعث گرا دیا گیا ہے؟

جواب۔ مصنفؒ نے خود واضح فرما دیا ہے تشریح مزید کی ضرورت نہیں ۱۲ رف

۴؎ قولہ دَعَوْا الخ اصل میں دَعَوُوْا تھا واؤ متحرک بعد فتحہ واقع ہوئی یار کو الف سے بدلا پھر الف اور واؤ کے درمیان اجتماع ساکنین ہو گیا اس لئے الف کو گرا دیا دَعَوْا رہ گیا یہی تعلیل یَخْشَوْنَ اور تَخْشَوْنَ میں ہے ۱۲ منہ

۵؎ قولہ تَخْشَیْنَ الخ اصل میں تَخْشَیِیْنَ تھا۔ یائے متحرک فتحہ کے بعد واقع ہوئی اسلئے یار کو الف سے بدلا پھر الف اور دوسری یائے کے درمیان اجتماع ساکنین ہو گیا اس لئے الف کو گرا دیا تو تَخْشَیْنَ رہ گیا۔ ۱۲ محمد رفیع

۶؎ قولہ عَوِرَ کانا ہو گیا، یک چشم ہو گیا۔ ۱۲ منہ

۷؎ قولہ صَیِدَ حاشیہ فارسی میں اسے بفتحتین لکھا ہے مگر المنجد میں بکسر عین ہے ٹیڑھی گردن والا ہو گیا۔ ۱۲ منہ

۸؎ قولہ صَوَرٰی بفتحتین پانی کے ایک چشمے کا نام ہے اور حَیَدٰی باب ضرب حَادَ یَحِیْدُ سے "متکبرانہ چال" کو کہتے ہیں۔ ۱۲ کذا فی المنجد والحاشیۃ الفارسیہ۔

۹؎ قولہ حَوَکَۃٌ بفتحات ثلاث بروزن فَعَلَۃٌ حَائِکٌ کی جمع ہے۔ جولاہا۔ کپڑا بُننے والا ۱۲ مختار الصحاح۔

۱۰؎ قولہ تَعَاوَرَ، اِعْتَوَرَ اور تَعَاوَرَ دونوں ہم معنی ہیں، "باری باری لینا" دست بدست لینا ۱۲ منہ

۱۱؎ قولہ اس جیسے الخ یعنی ایسا الف جو مذکورہ قاعدہ کے مطابق واؤ یا یار سے بدلا ہوا ہو۔ اگر حرف ساکن سے پہلے واقع ہو یا تائے تانیث سے پہلے واقع ہو تو گر جاتا ہے ۱۲ محمد رفیع

ہوجاتا ہے جیسے دَعَتْ دَعَتَا دَعَوْا اور تَرْضَيْنَ ۔ مگر ماضی معروف کے صیغوں میں جمع مؤنث غائب سے آخر تک الف حذف کرنے کے بعد واوی مفتوح العین و مضموم العین میں فار کو ضمہ دے دیتے ہیں جیسے قُلْنَ[1] اور طُلْنَ[2] اور یائی[3] اور مکسور العین[4] میں کسرہ جیسے بِعْنَ اور خِفْنَ ۔

قاعدہ :- واؤ اور یار کے ماقبل اگر ساکن ہو تو ان کی حرکت ماقبل کو دیدیتے ہیں۔ اور اگر وہ حرکت فتحہ ہو تو واؤ اور یار کو الف بنادیتے ہیں۔ مذکورہ بالا شرطیں اس قاعدے[5] میں بھی ضروری ہیں جیسے يَقُوْلُ يَبِيْعُ يَقَالُ يُبَاعُ

اگر ایسے[6] واؤ اور یار کے بعد ساکن ہو تو ضمہ اور کسرہ کی صورت میں یہ دونوں خود ساقط ہو جاتے[7] ہیں اور فتحہ کی صورتیں ان کے بجائے الف (ساقط[8] ہوتا ہے) مَنْ وَعَدَ میں شرط اول کی وجہ سے اور يَطْوِیْ اور يَحْيٰی میں شرط ثانی کی وجہ سے اور مِقْوَالٌ و تَحْوَالٌ و تَمْيِيْزٌ میں شرط رابع کی وجہ سے حرکت منتقل نہیں ہوئی۔

لیکن واؤ[9] مفعول شرط رابع سے مستثنیٰ ہے لہٰذا مَقُوْلٌ اور مَبِيْعٌ میں حرکت نقل کر دی گئی، اور يَعْوَرُ يَصْيِدُ أَسْوَدُ أَبْيَضُ اور مُسْوَدَّةٌ میں شرط سادس کی وجہ سے حرکت منتقل نہیں ہوئی۔

افعل التفضیل، فعل تعجب اور ملحقات[10] میں اس قاعدے پر عمل جائز نہیں اسی لئے أَقْوَلُ مَا أَقْوَلَهُ أَقْوِلْ بِهٖ اور شَرْيَفَ اور جَهْوَرَ میں حرکت نقل نہیں کی گئی۔

---

[1] قولہ قُلْنَ الخ اصل میں قَوَلْنَ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا واؤ کو الف سے بدلا پھر الف کے بعد وقوع ساکن کی وجہ سے الف کو حذف کیا اور فار کلمہ کو ضمہ دیدیا کیونکہ یہ فعل واوی مفتوح العین تھا اور طُلْنَ کی تعلیل بھی اسی طرح ہے مگر اسمیں واؤ مضموم تھا کیونکہ باب کرم سے ہے ۱۲ رف [2] قولہ اور یائی الخ یعنی یائی کی ماضی خواہ مفتوح العین ہو یا مضموم العین ہو یا مکسور العین ہو بہرحال اسمیں فار کلمہ کو کسرہ دیا جائے گا اور واوی مضموم العین اور مفتوح العین میں پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اسکے فار کلمہ کو ضمہ دیا جائیگا ۱۲ منہ [3] قولہ مکسور العین یعنی واوی مکسور العین ۱۲ منہ [4] قولہ اس قاعدہ میں یعنی واؤ اور یار کی حرکت ماقبل کو دینا بھی ان شرائط کے ساتھ مشروط ہے جو قَالَ اور بَاعَ کے قاعدہ میں ذکر کی گئی ہیں ۱۲ منہ [5] قولہ اگر ایسے الخ یعنی اگر ایسے واؤ اور یار کے بعد ساکن واقع ہو تو یہ واؤ اور یار بذات خود ساقط ہو جاتے ہیں بشرطیکہ حرکت نقل کرنے سے پہلے اس واؤ اور یار پر ضمہ یا کسرہ ہو اور اگر مفتوح ہونگے تو یہ واؤ اور یار الف سے بدل کر ساقط ہونگے ۱۲ حاشیہ [6] قولہ ساقط ہو جاتے ہیں یعنی اجتماع ساکنین کے باعث ۱۲ از حاشیہ [7] قولہ الف ساقط ہوتا ہے کیونکہ فتحہ کی صورتیں واؤ اور یار الف سے بدلجاتے ہیں اسلئے واؤ اور یار بذات خود ساقط نہیں ہوتے بلکہ پہلے وہ الف بنتے ہیں پھر وہ الف ساقط ہوتا ہے ۱۲ رف [8] قولہ واؤ مفعول یعنی اسم مفعول میں واؤ جو عین کلمہ کے بعد زائد ہوتا ہے وہ شرط رابع سے مستثنیٰ ہے۔ چنانچہ مَقُوْلٌ میں جو دراصل مَقْوُوْلٌ تھا واؤ اول کی حرکت ماقبل کو دیدی گئی حالانکہ وہ مدہ زائدہ سے پہلے واقع ہوا ہے اسی طرح مَبِيْعٌ میں جو دراصل مَبْيُوْعٌ تھا یار کی حرکت ماقبل کو دیدی گئی، حالانکہ وہ بھی واؤ مدہ زائدہ سے پہلے ہے خلاصہ یہ کہ اسم مفعول کے واؤ زائد میں شرط رابع کا اعتبار نہیں کیا جاتا ۱۲ رف [9] قولہ ملحقات یعنی ابواب ملحق بر باعی ۱۲ رف

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهٖ وَلِمَنْ سَعٰى فِيْهِ

قاعدہ ۹ :- عین[۱] ماضی مجہول کے واؤ اور یار کی حرکت اسکانِ ماقبل کے بعد ماقبل کو دیدیتے ہیں پھر واؤ[۲] یا بن جاتا ہے جیسے قِیْلَ بِیْعَ اُخْتِیْرَ[۳] اور اُنْقِیْدَ اور یہ بھی جائز ہے کہ ماقبل کی حرکت باقی رکھیں۔ اور واؤ اور یار کو ساکن کر دیں، اس صورت میں یار[۴] واؤ سے بدل جائے گی جیسے قُوْلَ بُوْعَ اُخْتُوْرَ وَ اُنْقُوْدَ، ابدال[۵] کی صورت میں ضمہ کا اشمام[۶] بھی کسرہ کے ساتھ جائز ہے قِیْلَ اور بِیْعَ کو اس طرح ادا کریں کہ قاف اور بار کے کسرہ میں ضمہ کا اثر پایا جائے۔ اس قاعدے میں شرط یہ ہے کہ معروف میں تعلیل ہوئی ہو لہٰذا اُعْتُوِرَ[۷] میں تعلیل نہیں کی جائے گی جب یہ یار[۸] التقائے ساکنین کی وجہ سے جمع مؤنث غائب سے آخر تک کے صیغوں میں گر جائے تو واوی مفتوح[۹] العین میں فار کو ضمہ دیتے ہیں اور یائی[۱۰] اور مکسور[۱۱] العین میں کسرہ دیتے ہیں۔ چنانچہ معروف و مجہول کے صیغے صورۃً[۱۲] ایک ہو جاتے ہیں جیسے قُلْتُ بِعْتُ خِفْتُ۔

فائدہ :- استفعال[۱۳] کے مجہول میں نقل حرکت اس قاعدے سے نہیں بلکہ آٹھویں قاعدے کی وجہ سے ہے لہٰذا اسمیں قِیْلَ کی تمام صورتیں مثلاً قُوْلَ اور اشمام جاری نہیں ہونگی۔

---

[۱] قولہ عین ماضی مجہول یعنی اگر واو یا یار ماضی مجہول کا عین کلمہ ہو تو اصل واؤ یا یار سے پہلے حرف کو ساکن کرکے واؤ یا یار کی حرکت ماقبل کو دیدیتے ہیں پھر یار میں تو کوئی مزید تبدیلی نہیں ہوتی مگر واؤ یار بن جاتا ہے ۱۲ از رف [۲] قولہ پھر واؤ یار بن جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں واؤ ساکن ہو گیا تھا اور ماقبل مکسور تھا لہٰذا مِیْعَادٌ کے قاعدے سے واؤ یار بن جاتا ہے ۱۲ منہ

[۳] قولہ اُخْتِیْرَ اصل میں اُخْتُیِرَ تھا تار کو ساکن کیا اور یار کی حرکت تار کو دیدی اُخْتِیْرَ ہو گیا اور اُنْقِیْدَ اصل میں اُنْقُوِدَ تھا زیر بحث قاعدہ سے قاف کو ساکن کرکے واؤ کی حرکت قاف کو دی پھر مِیْعَادٌ کے قاعدے سے واؤ کو یار سے بدل دیا ۱۲ رف [۴] قولہ یار واؤ سے الخ مُوْسِرٌ کے قاعدہ سے جو گزر چکا ہے ۱۲ منہ [۵] قولہ ابدال کی صورت میں یعنی مذکورہ مثالوں میں سے جن الفاظ میں یار واؤ سے یا واؤ یار سے تبدیل ہوئی ہے انمیں ضمہ کا کسرہ کے ساتھ اشمام بھی جائز ہے ۱۲ منہ [۶] قولہ اشمام کسی حرکت کو اس طرح ادا کرنا کہ اس میں کسی دوسری حرکت کا اثر بھی پایا جائے کسی قاری سے تم اس کی مشق کر سکتے ہو ۱۲ منہ [۷] قولہ اُعْتُوِرَ میں الخ کیونکہ اسکے صیغہ معروف اِعْتَوَرَ میں قَالَ کا قاعدہ جاری نہیں کیا گیا جس کی وجہ پیچھے گزر چکی ہے ۱۲ منہ [۸] قولہ جب یہ یار الخ یعنی ماضی مجہول کی وہ یار عین کلمہ ہے خواہ اصلی ہو یا واؤ سے بدل کر آئی ہو ۱۲ رف [۹] قولہ مفتوح العین شاید یہاں مضموم العین کو اسلئے نہیں ذکر کیا کہ مضموم العین ہمیشہ باب کرم سے ہوتا ہے اور باب کرم سے مجہول نہیں آتا کیونکہ وہ لازم ہے ۱۲ رف [۱۰] قولہ یائی خواہ اسکے عین کلمہ کی کوئی بھی حرکت ہو ۱۲ منہ [۱۱] قولہ اور مکسور العین یعنی واوی مکسور العین ۱۲ منہ [۱۲] قولہ صورۃً مگر حقیقۃً ایک نہیں ہوتے کیونکہ معروف کی اصل الگ ہے اور مجہول کی الگ ۱۲ منہ [۱۳] قولہ استفعال کے الخ مثلاً اُسْتُخِیْرَ باب استفعال کا ماضی مجہول مگر اسمیں قاعدہ یَقُوْلُ اور یَبِیْعُ کا جاری ہوا ہے قِیْلَ اور بِیْعَ کا جاری نہیں ہوا کیونکہ اُسْتُخْیِرَ کی یار دراصل مکسور اور ماقبل ساکن تھا چنانچہ اسمیں یار کی حرکت ماقبل کو نقل کی گئی ہے اور کچھ نہیں کیا گیا یعنی ماقبل کو ساکن کرنا نہیں پڑا کیونکہ وہ تو خود ہی ساکن تھا لہٰذا استفعال میں قِیْلَ کی دوسری صورت قُوْلَ کی طرح اُسْتُخُوْرَ صحیح نہیں اور نہ اشمام کر سکتے ہیں کیونکہ یہ صورتیں صرف نویں قاعدہ کیساتھ خاص ہیں اور یہاں آٹھواں قاعدہ جاری ہوا ہے ۱۲ منہ

قاعدہ (الف) یَفْعِلُ تَفَعُّلُ اَفْعِلُ نَفْعِلُ میں لام فعل اگر واؤ یا یار ہو تو وہ کسرہ اور ضمہ کے بعد ساکن ہوجاتا ہے اور فتحہ کے بعد بقاعدہ قَالَ الف بنجاتا ہے جیسے یَدْعُوْ ویَرْمِیْ ویَخْشٰی[1] ویَرْضٰی

(ب) اور اگر واؤ بعد ضمہ ہو اور اسکے بعد واؤ ہو یا یار بعد کسرہ ہو اور اسکے بعد یار ہو تو یہ بھی ساکن ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرجاتے ہیں جیسے یَدْعُوْنَ[2] وَتَرْمِیْنَ۔

(ج) اور اگر واؤ بعد ضمہ ہو اور اس کے بعد یار جیسے تَدْعِیْنَ[3] کہ دراصل تَدْعُوِیْنَ تھا۔ یا یار بعد کسرہ ہو اور اس کے بعد واؤ جیسے یَرْمُوْنَ[4] تو ماقبل کو ساکن کرکے واؤ اور یار کی حرکت اسے[5] دیدیتے ہیں پھر واؤ یار اور یار واؤ ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرجاتی ہے جیسے تَدْعِیْنَ و یَرْمُوْنَ کہ یہ دونوں مثالیں گزر بھی چکی ہیں اور لَقُوْا[6] و رُمُوْا۔

قاعدہ :- واؤ[7] طرف بعد کسرہ یار ہوجاتا ہے۔ جیسے دُعِیَ[8] دُعِیَا دَاعِیَانِ دَاعِیَةٌ۔

قاعدہ :- یائے[9] طرف بعد ضمہ واؤ ہوجاتی ہے جیسے نَھُوَ[10] صیغہ واحد مذکر غائب از کرم کہ دراصل نَھُیَ تھا۔

قاعدہ :- عین[11] مصدر کا واؤ کسرہ کے بعد یار ہوجاتا ہے بشرطیکہ اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو جیسے قِیَامًا مصدر قَامَ اور صِیَامًا مصدر صَامَ نہ کہ قِوَامًا[12] مصدر قَاوَمَ۔ یہی تعلیل عین جمع کے واؤ میں ہوتی ہے۔ بشرطیکہ واؤ واحد میں ساکن یا معلل[13] ہو۔ جیسے حِیَاضٌ[14] جمع حَوْضٌ اور جِیَادٌ جمع جَیِّدٌ۔

---

[1] قولہ یخشٰی یائی کی مثال ہے اور یرضٰی واوی کی ۱۲ رف
[2] قولہ یَدْعُوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب اصل میں یَدْعُوُوْنَ تھا اور تَرْمِیْنَ صیغہ واحد مؤنث حاضر اصل میں تَرْمِیِیْنَ تھا ۱۲ رف
[3] قولہ تَدْعِیْنَ صیغہ واحد مؤنث حاضر ۱۲ منہ
[4] قولہ یَرْمُوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب اصل میں یَرْمِیُوْنَ تھا ۱۲
[5] قولہ اسے یعنی ماقبل کو ۱۲ منہ [6] قولہ لَقُوْا صیغہ جمع مذکر غائب بحث ماضی معروف اصل میں لَقِیُوْا تھا کسرہ کے بعد یار واقع ہوئی اور یار کے بعد واؤ تھا، قاف کو ساکن کرکے یار کی حرکت قاف کو دی پس یار کو واؤ سے بدلا، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے واؤ کو حذف کردیا اور رُمُوْا صیغہ جمع مذکر غائب بحث ماضی مجہول اصل میں رُمِیُوْا تھا اسمیں بھی کسرہ کے بعد یار تھی اور اسکے بعد واؤ تھا، اسلئے اس میں بھی وہی تعلیل ہوئی جو لَقُوْا میں ہم ذکر کرچکے ہیں۔ ۱۲ منہ
[7] قولہ واو طرف یعنی وہ واؤ جو لام کلمہ ہو ۱۲ منہ

[8] قولہ دُعِیَ الخ تمام مثالوں میں عین کے بعد اصل میں واؤ تھا جو یار سے بدل گیا۔ ۱۲ منہ
[9] قولہ یائے طرف یعنی وہ یار جو لام کلمہ ہو ۱۲ منہ
[10] قولہ نَھُوَ اس کا مصدر نَھَادَةٌ ہے جس کے معنی متناہی فی العقل ہونا ہے ۱۲ منہ
[11] قولہ عین مصدر یعنی مصدر کا عین کلمہ جو کہ واؤ ہو ۱۲ منہ
[12] قولہ نہ کہ قِوَامًا یعنی قَاوَمَ یُقَاوِمُ (باب مفاعلہ) کے مصدر قِوَامًا میں واؤ کو یار سے نہیں بدلا گیا کیونکہ اسکے فعل میں تعلیل نہیں ہوئی ۱۲ منہ [13] قولہ معلل یعنی تعلیل کیا ہوا ۱۲ منہ
[14] قولہ حِیَاضٌ الخ یہ ایسی جمع کی مثال ہے جس کے واحد میں واؤ ساکن ہے اور جِیَادٌ ایسی جمع کی مثال ہے جس کے واحد میں واؤ معلل ہے کہ وہ یار سے بدلا ہوا ہے ۱۲ منہ

اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ

قاعدہ[14] : ایسی واؤ اور یار جو (کسی حرف سے[1]) بدلی ہوئی نہ ہو غیر ملحق میں جمع ہو جائیں اور انہیں سے پہلا ساکن ہو تو واؤ یار سے بدل کر یار میں مدغم ہو جاتی ہے اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جاتا ہے جیسے سَیِّدٌ[2] مَرْمِیٌّ اور مُضِیٌّ مصدرِ مَضَی یَمْضِیْ کہ دراصل مُضُوْیٌ تھا۔ اور اسے مِضِیٌّ بکسرِ فار پڑھنا بھی موافقتِ عین کی خاطر جائز ہے۔ چونکہ اَوٰی یَأْوِیْ کے امرِ حاضر "اِیْوُ[3]" میں یار ہمزہ سے بدلکر آئی ہے اور ضَیْوَنٌ[4] ملحق ہے اس لئے ان میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا۔

قاعدہ[15] :- فُعُوْلٌ[5] کے آخر میں دو واؤ ہوں تو دونوں یار سے بدل کر مدغم ہو جاتے ہیں اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جاتا ہے اور فار کو بھی کسرہ دینا جائز ہے جیسے دَلْوٌ[6] کی جمع دُلُوْوٌ سے دِلِیٌّ۔

قاعدہ[16] :- اسم کے لام کلمہ میں جو واؤ بعدِ ضمہ ہو وہ بعدِ کسرہ ہو کر یار سے بدل جاتا ہے اور ساکن ہو کر اجتماعِ ساکنین یا تنوین کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے جیسے دَلْوٌ کی جمع اَدْلُوٌ سے اَدْلٍ اور تَفَعَّلَ وتَفَاعَلَ کے مصدر تَعَلٍّ[7] وتَعَالٍ۔ اور یار[8] بھی بعد کسرہ ہو جاتی ہے اور ساکن ہو کر لسبب اجتماع ساکنین گر جاتی ہے جیسے اَظْبُیٌ سے اَظْبٍ جمعِ ظَبْیٌ[9]۔

قاعدہ[17] :- جو واؤ اور یار عین فاعِلٌ[10] ہو وہ ہمزہ[11] سے بدلجاتی ہے بشرطیکہ فعل میں تعلیل ہوئی ہو جیسے

---

[1] قولہ واؤ الخ اس قاعدہ کو جاری کرنے کیلئے شرط یہ ہے کہ واؤ اور یار کا اجتماع ایک ہی کلمہ میں ہو۔ اگر دو کلمہ میں ہوگا تو یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا جیسے اِیْ وَاللّٰہِ میں اِیْ ایک الگ کلمہ ہے جو حرف ایجاب ہے۔ وَاللّٰہِ میں واؤ، واؤ قسم ہے جو الگ ایک کلمہ ہے ۱۲ منہ [2] قولہ سَیِّدٌ اصل میں سَیْوِدٌ تھا، اور مَرْمِیٌّ اصل میں مَرْمُوْیٌ تھا ۱۲ منہ [3] قولہ اِیْوُ اس کا مصدر اُوِیًّا ہے ہمزہ میں ضمہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں یعنی ٹھکانا حاصل کرنا اور ٹھکانا دینا کہا جاتا ہے اَوَیْتُ مَنْزِلِیْ یا اِلٰی مَنْزِلِیْ میں نے اپنے گھر میں ٹھکانا حاصل کیا اور کہا جاتا ہے اَوَیْتُہٗ میں نے اسے ٹھکانا دیا ۱۲ قاموس [4] قولہ ضَیْوَنٌ اسم ہے بمعنی بلاّ (بلی کا مذکر) جمع ضیاون (تنبیہ) اس قاعدہ میں ایک اور شرط ہے جو مصنفؒ نے ذکر نہیں کی اور وہ یہ کہ واؤ اور یار دونوں ایک کلمہ میں ہوں۔ اگر الگ الگ ہونگے تو قاعدہ جاری نہیں ہوگا۔ جیسے رادی وزیر المعارف (وزیر تعلیم کو دیکھنے والا) کہ اس میں رادی کی یار اور وزیر کی واو الگ الگ کلموں میں ہیں اسلئے واؤ کو یار سے نہیں بدلا گیا ۱۲ رف [5] قولہ فُعُوْلٌ بضم فار وعین ۱۲ حاشیہ فارسی [6] قولہ دَلْوٌ بمعنی ڈول ۱۲ منہ [7] قولہ تَعَلٍّ وتَعَالٍ الخ تَعَلٍّ اصل میں تَعَلُّوٌ تھا اور تَعَالٍ اصل میں تَعَالُوٌ تھا ۱۲ رف [8] اور یار بھی الخ یعنی اسم کے لام کلمہ میں اگر یار بعد ضمہ ہو تو اسکے ماقبل کے ضمہ کو بھی کسرہ سے بدل کر یار کو ساکن کر دیتے ہیں پھر یار اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے جیسے ظَبْیٌ کی جمع اَظْبٍ کہ اصل میں اَظْبُیٌ بضم البار والیار تھا بار کے ضمہ کو کسرہ سے بدلکر یار کو ساکن کیا پھر اجتماع ساکنین ہوا یار اور تنوین کے درمیان یار کو حذف کیا اَظْبٍ رہ گیا ۱۲ منہ [9] قولہ ظَبْیٌ بمعنی ہرن [10] قولہ عین فاعل یعنی فاعِلٌ کا عین کلمہ ہوں ۱۲ منہ [11] قولہ ہمزہ سے بدل جاتی ہے لیکن کبھی اسم فاعل کا حرف علت کو حذف بھی کر دیتے ہیں جیسے ھَارٍ کہ اصل میں ھَائِرٌ تھا قرآن حکیم میں ہے عَلٰی شَفَا جُرُفٍ ھَارٍ ۱۲ حاشیہ فارسی

قَائِلٌ[1] وبَائِعٌ۔

قاعدہ ۱۸ :- یار، واؤ اور الفِ زائد[عہ] مَفَاعِلُ کے بعد ہمزہ ہو جاتے ہیں جیسے عَجَاوِزُ سے عَجَائِزُ جمع عَجُوْزٌ اور شَرَایِفُ سے شَرَائِفُ جمع شَرِیْفَۃٌ[2] اور رَسَائِلُ جمع رِسَالَۃٌ۔ مُصِیْبَۃٌ[3] کی جمع مَصَائِبُ میں یار اصلی ہونے کے باوجود ہمزہ سے بدل جانا شاذ ہے۔

قاعدہ ۱۹ :- واؤ اور یار طرف میں الف زائد کے بعد ہوں تو ہمزہ بن جاتے ہیں جیسے دُعَاوٌ سے دُعَاءٌ اور رُوَایٌ سے رُوَاءٌ[4] یہ دونوں مصدر ہیں اور دِعَایٌ[5] سے دِعَاءٌ جمع دَاعٍ اور اَسْمَاوٌ سے اَسْمَاءٌ جمع اسمٌ کہ دراصل سِمْوٌ تھا اور اَحْیَاءٌ[6] جمع حَیٌّ وکِسَاءٌ[7] ورِدَاءٌ اسم جامد۔

قاعدہ ۲۰ :- جو واؤ چوتھا یا چوتھے سے زائد ہو اور ضمہ و واوِ ساکن کے بعد نہ ہو یار ہو جاتا ہے جیسے یُدْعَیَانِ[8] واَعْلَیْتُ واسْتَعْلَیْتُ، مِدْعَاءٌ آلہ کی جمع مَدَاعِیُّ میں جو دراصل مَدَاعِیْوُ تھی محققین صرف کے نزدیک واؤ اسی قاعدہ سے یار ہو کر یار میں مدغم ہوا ہے۔ سَیِّدٌ کا قاعدہ اس میں جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ مَدَاعِیْوُ میں یار الف[9] سے بدلی ہوئی ہے[10]۔

قاعدہ ۲۱ :- الف بعد ضمہ واؤ ہو جاتا ہے جیسے ضُوْرِبَ[11] اور ضُوَیْرِبٌ[12] اور بعد کسرہ یار جیسے مَحَارِیْبُ[13]

قاعدہ ۲۲ :- تثنیہ و جمع مؤنث سالم کے الف سے پہلے الفِ زائد یار ہو جاتا ہے جیسے حُبْلَیَانِ[14] وحُبْلَیَاتٌ۔

---

[1] قولہ قَائِلٌ الخ دراصل قائل میں الف کے بعد واو تھا اور بائع میں یار تھی جو ہمزہ سے بدل گئی ان دونوں کے فعل میں بھی تعلیل ہوئی ہے چنانچہ قَوَلَ سے قَالَ اور بَیَعَ سے بَاعَ ہو گیا تھا برخلاف الراوی (روایت کرنیوالا) کے کہ اسمیں عین کلمہ اگرچہ واو ہے مگر ہمزہ سے نہیں بدلا کیونکہ اسکے فعل میں بھی واؤ میں تعلیل نہیں ہوئی چنانچہ رَوَی یَرْوِی میں واو علیٰ حالہا موجود ہے ۱۲ رف

[2] قولہ شَرِیْفَۃٌ شریف عورت ۱۲ رف [3] قولہ مصیبۃ الخ سوال مقدر کا جواب ہے کہ لفظ مصائب میں یار اصلی تھی زائد نہ تھی پھر اسے ہمزہ سے کیوں بدل دیا گیا؟ ۱۲ منہ [4] قولہ رواء بارونق ہونا کہا جاتا ہے رَجُلٌ لہ رواء از باب سمع رَیًّا ورِیًّا ورِدیً ۱۲ منجد [5] دِعَایٌ بکسر دال ۱۲ منہ [6] قولہ اَحْیَاءٌ اصل میں اَحْیَایٌ تھا، یار طرف میں الف زائد کے بعد واقع ہوئی ہمزہ ہو گئی ۱۲ شرح اردو [7] قولہ کِسَاءٌ یہ واوی کی اور رِدَاءٌ یائی کی مثال ہے اور دونوں اسم جامد ہیں۔ خلاصہ یہ کہ یہ قاعدہ مصدر، جمع، مفرد، مشتق، جامد سب میں جاری ہو گا ۱۲ رف

[8] قولہ یُدْعَیَانِ الخ اصل میں یُدْعَوَانِ اور اَعْلَوْتُ اور اِسْتَعْلَوْتُ تھے ۱۲ منہ [9] قولہ الف سے الخ کیونکہ اسکا واحد مِدْعَاءٌ ہے ۱۲ [10] قولہ بدلی ہوئی ہے اور سَیِّدٌ کے قاعدہ میں شرط ہے کہ واؤ اور یار بدلی ہوئی نہ ہوں ۱۲ منہ [11] قولہ ضُوْرِبَ مُضَارَبَۃٌ سے ضَارَبَ کا مجہول ہے الف کو ضمۂ ماقبل کے باعث واؤ سے بدل دیا گیا۔ باب مفاعلہ سے ہر مصدر کے ماضی مجہول میں یہ تعلیل پائی جاتی ہے ۱۲ [12] قولہ ضُوَیْرِبٌ ضَارِبٌ کی تصغیر ۱۲ حاشیہ [13] قولہ مَحَارِیْبُ جمع محراب ۱۲ رف [14] قولہ حُبْلَیَانِ الخ حُبْلیٰ کا تثنیہ اور حُبْلَیَاتٌ اسکی جمع مؤنث سالم ہے چونکہ تثنیہ اور جمع مؤنث کے الف سے پہلے فتحہ ہونا ضروری ہے اور حُبْلیٰ کے آخر میں الف ہے جو حرکت کو قبول نہیں کرتا اسلئے حُبْلیٰ کے الف کو یار سے بدل دیا گیا۔ واؤ سے اسلئے نہیں بدلا کہ وہ یار کی بہ نسبت ثقیل ہے ۱۲ منہ

[عہ] زائد کی قید تینوں حروف کے ساتھ ہے۔ ۱۲ رف

قاعدہ ۲۳ :- جو یا[۹۱] فُعْلٌ جمع اور فُعْلٰی مؤنث کی عین ہو وہ صفت میں بعد کسرہ ہو جاتی ہے جیسے بِیْضٌ جمع بَیْضَاءُ اور حِیْکٰی[۹۲] اور اسم میں بقاعدہ ۳ واؤ ہو جاتی ہے - اسم تفضیل اسم[۹۳] کے حکم میں[۹۴] ہے جیسے طُوْبٰی وکُوْسٰی مؤنث اَطْیَبُ و اَکْیَسُ -

قاعدہ ۲۴ :- مصدر فَعْلُوْلَۃٌ کی عین کا واؤ یا سے بدل جاتا ہے جیسے کَیْنُوْنَۃٌ[۹۵] -

فائدہ :- صرفیین نے یہ قاعدہ بہت طول دیکر بیان کیا ہے اور کَیْنُوْنَۃٌ کی اصل کَیْوَنُوْنَۃٌ نکالی اور واؤ کو بقاعدہ سَیِّدٌ یا بنا کر حذف کیا، لیکن تحقیق وہی ہے جو ہم نے بیان کی -

قاعدہ ۲۵ :- وزن اَفَاعِلُ و مَفَاعِلُ اور[۹۶] اس کی نظائر (کے آخر) میں اگر یا ہو تو اگر وہ معرف باللام یا مضاف ہے تو حالتِ رفع وجر میں ساکن ہو جائے گی جیسے هٰذِهِ الْجَوَارِیْ وَجَوَارِیْکُمْ وَمَرَرْتُ بِالْجَوَارِیْ وَجَوَارِیْکُمْ اور لام و اضافت نہ ہو تو حذف ہو جائے گی اور تنوین عین کو مل جائے گی جیسے هٰذِهِ جَوَارٍ وَمَرَرْتُ بِجَوَارٍ اور حالتِ نصب میں مطلقاً[۹۷] مفتوح رہے گی جیسے رَاَیْتُ

---

۹۱ قولہ جو یا الخ یعنی وہ جمع جو فُعْلٌ (بضم فاء و سکون عین) کے وزن پر ہو اور وہ صفت جو فُعْلٰی کے وزن پر ہو اگر ان کا عین کلمہ یا ہو تو اسمیں قاعدہ ۳ (مُوْسِرٌ کا قاعدہ) جاری نہیں ہوگا (کہ یا کو واو سے بدلدیا جاتا) بلکہ یا کو سلامت رکھتے ہوئے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلدیں گے جیسے بِیْضٌ ابیض اور بیضاء کی جمع کہ دراصل بُیْضٌ (بضمہ باء تھی) قاعدہ ۳ تقاضا تھا کہ یا کو واو سے بدلدیا جاتا مگر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلا بِیْضٌ ہو گیا اور حِیْکٰی (بکسر حاء) اصل میں حُیْکٰی (بضم حاء) تھا، اسمیں قاعدہ ۳ کا تقاضا تھا کہ یا کو واو سے بدلتے مگر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ یا کو سلامت رکھ کر حاء کے ضمہ کو کسرہ سے بدلدیا خلاصہ یہ کہ یہ قاعدہ مصنفؒ نے قاعدہ ۳ سے استثناء کے طور پر ذکر کیا ہے ۱۲

۹۲ قولہ حِیْکٰی حَاكَ یَحِیْكُ حَیْكًا وحَیَكَانًا (اکڑ کر چلنا) سے مشتق ہے کہا جاتا ہے مِشْیَۃٌ حِیْکٰی ناز و انداز والی چال ۱۲ منجد

۹۳ قولہ اسم کے حکم میں الخ اسم سے اسم ذات مراد ہے یعنی وہ لفظ جو ذات غیر مبہم پر دلالت کرے اور اسمیں کسی صفت کا لحاظ نہ ہو اور صفت ایسے لفظ کو کہتے ہیں جو ذات مبہم پر دلالت کرے ۱۲ حاشیہ فارسی

۹۴ قولہ حکم میں ہے چنانچہ اسم تفضیل کی مؤنث میں یا کو واؤ سے بدلدیا جائیگا جیسے طُوْبٰی کہ اصل میں طُیْبٰی تھا اور جیسے کُوْسٰی (زیادہ ذہین) کہ دراصل کُیْسٰی تھا یا ساکن تھی ماقبل مضموم یا کو واؤ سے بدلا طُوْبٰی اور کُوْسٰی ہوا ۱۲ منہ

۹۵ قولہ کَیْنُوْنَۃٌ اصل میں کَوْنُوْنَۃٌ (کاف کے بعد واؤ) تھا ۱۲ شرح اردو

۹۶ قولہ اور اس کی نظائر از کتب خانہ رحیمیہ دیوبند اور مطبع مجتبائی دہلی کے جو نسخے میرے سامنے ہیں انہیں عبارت اس طرح ہے "یا وزن افاعل و مفاعل و اشباہ آن آہ" بعض محشیین نے اشباہ آن کی تشریح میں فرمایا ہے کہ "یعنی جو جمع اس وزن پر ہو جیسے اَوَانِیْ جمع اٰنِیَۃٌ و مَدَارِیْ جمع مِدْرًی و جواری جمع جَارِیَۃٌ" انتہی - ناکارہ مترجم کا خیال ہے کہ اس قاعدہ کو جمع کے ساتھ خاص نہ کیا جائے بلکہ اشباہ آن سے وہ تمام اسماء مراد لئے جائیں جن کے آخر میں یا متحرک ماقبل مکسور ہو جیسے رَامِیٌ کیونکہ اسمیں بھی بعینہٖ وہی تعلیل ہے جو جَوَارٍ میں ہے - یہ مراد لینا اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ورنہ رَامٍ جیسی مثالیں اس قاعدے سے خارج ہو جائیں گی اور کوئی قاعدہ مستقلہ مصنفؒ نے ان جیسی مثالوں کے لئے قائم نہیں کیا واللہ اعلم بالصواب ۱۲

۹۷ قولہ مطلقاً یعنی خواہ وہ معرف باللام یا مضاف ہو یا نہ ہو - ۱۲ رف

الْجَوَارِیَ وَرَأَیْتُ جَوَارِیَ[۵۱]۔

فائدہ :۔ لام فُعْلیٰ بالضم[۵۲] کا واوٗ اسم جامد میں یار ہو جاتا ہے اور صفت[۵۳] میں اپنی حالت پر رہتا ہے اور اسم تفضیل اسم جامد[۵۴] کے حکم میں ہے جیسے دُنیا وعُلیا[۵۵] اور لام فَعْلیٰ بالفتح کی یار واوٗ ہو جاتی ہے جیسے تقویٰ[۵۶]

قسم دوم درصرفِ مثال

مثال واوی[۵۷] از ضَرَبَ یَضْرِبُ اَلْوَعْدُ وَالْعِدَۃُ "وعدہ کرنا" وَعَدَ یَعِدُ وَعْدًا وَعِدَۃً فَھُوَ وَاعِدٌ وَوُعِدَ یُوْعَدُ وَعْدًا وَعِدَۃً فَھُوَ مَوْعُوْدٌ الامر منہ عِدْ والنھی لَاتَعِدْ الظرف منہ مَوْعِدٌ والاٰلۃ منہ مِیْعَدٌ ومِیْعَدَۃٌ ومِیْعَادٌ وتثنیتھما مَوْعِدَان ومِیْعَدَانِ والجمع منھما مَوَاعِدُ ومَوَاعِیْدُ افعل التفضیل منہ اَوْعَدُ وَالمؤنث منہ وُعْدٰی تثنیتھما اَوْعَدَانِ ووُعْدَیَانِ والجمع منھما اَوْعَدُوْنَ واَوَاعِدُ ووُعَدٌ ووُعْدَیَاتٌ۔

واوٗ مضارع معروف سے بقاعدہ[۵۸] ۱۲ اور عِدَۃٌ سے بقاعدہ ۲۱ حذف ہوا ہے اور ماضی مجہول میں بقاعدہ ۶ ہمزہ سے بدلا جا سکتا ہے وُعِدَ کو اُعِدَ کہہ سکتے ہیں۔ یہی حال مؤنث اسم تفضیل[۵۹] کا ہے، اسم

---

[۵۱] قولہ جَوَارِیَ مصنفؒ نے حالتِ نصب میں مضاف کی مثال نہیں دی کیونکہ ظاہر تھی جیسے رَاَیْتُ جَوَارِیَکُمْ اور یاد رکھو کہ بعینہٖ یہی تفصیل ان تمام اسمار میں ہے جن کے آخر میں یار ماقبل مکسور ہو جیسا کہ اوپر گزرا، چنانچہ راعیؒ جب معرف باللام یا مضاف ہو تو حالت رفع وجر میں یار ساکن ہو جائیگی جیسے الرَّاعِیْ دراعِیْکُمْ اور لام واضافت نہ ہو تو حذف ہو جائیگی اور تنوین عین کلمہ کو دیدیں گے جیسے ھٰذا راعٍ ومَرَرْتُ براعٍ اور حالت نصب میں مطلقاً مفتوح رہے گی جیسے رَاَیْتُ الرَّاعِیَ وراعِیَکُم وراعِیًا واللہ اعلم ۱۲ رف

[۵۲] قولہ لام فُعْلیٰ الخ تیسواں قاعدہ فُعْلیٰ کے عین کلمہ سے متعلق تھا یہ لام کلمہ سے متعلق ہے ۱۲ رف [۵۳] قولہ صفت میں الخ جیسے غُزْوٰی (جنگ کرنیوالی عورت) ۱۲ حاشیہ فارسی [۵۴] قولہ اسم جامد الخ چنانچہ اسم تفضیل میں بھی واوٗ کو جبکہ وہ لام کلمہ ہو یار سے بدل دیا جائیگا ۱۲ منہ [۵۵] قولہ دُنیا وعُلیا دونوں اسم تفضیل ہیں پہلا دَنَا یَدْنُوْ دُنُوًّا، باب نصر (بمعنی قریب ہونا) سے اور دوسرا عَلَا یَعْلُوْ عُلُوًّا باب نصر (بمعنی بلند ہونا) سے ۱۲ رف [۵۶] قولہ تقویٰ اصل میں تَقْیَا تھا بمعنی پرہیز ۱۲ رف [۵۷] قولہ مثال واوی یاد رکھو کہ مثال واوی سوائے باب نصر کے مجرد کے ہر باب سے آتا ہے ۱۲ رف

[۵۸] قولہ بقاعدہ ۱۲ یعنی یَعِدُ کا قاعدہ (تنبیہ) ان تمام گردانوں میں مصنفؒ نے قواعد کے نمبر کا حوالہ دیا ہے لیکن بار بار کے تجربے سے معلوم ہوا کہ طلباء نمبر بھول جاتے ہیں اس لئے بہتر ہوگا کہ یہ قواعد ان کی مثالوں کے حوالے سے یاد کرائے جائیں مثلاً یوں کہا جائے کہ یَعِدُ کا قاعدہ عِدَۃٌ کا قاعدہ سَیِّدٌ کا قاعدہ وغیرہ۔ نیز اُستاد کو چاہیئے کہ ہر لفظ کی تعلیل بچوں سے نکلوائیں خود بتانے سے گریز کریں ایک طالب علم نہ بتائے تو دوسرے سے پوچھیں اور جن الفاظ کی تعلیل مصنفؒ نے ذکر نہیں کی وہ بھی بچوں سے نکلوائیں ۱۲ منہ

[۵۹] قولہ اسم تفضیل الخ جیسے وُعْدٰی کو اسے اُعْدٰی کہہ سکتے ہیں ۱۲ رف

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ وَلِمَنْ سَعٰی فِیْہِ

فاعل مؤنث کی جمع مکسر جو اَوَاعِدُ[51] ہے دراصل وَوَاعِدُ تھی، واو اوّل بقاعدہ[52] ع۶ ہمزہ ہوگیا ہے اور آلہ[53] میں واوٗ بقاعدہ ع۳ یاء ہوگیا۔ لیکن تصغیر[54] یعنی مُوَیْعِیْدٌ اور جمع مکسر یعنی مَوَاعِیْدُ میں واوٗ واپس آگیا کیونکہ سببِ تعلیل جو کہ سکون واو وکسرۂ ما قبل ہے باقی نہیں رہا۔

مثال یائی از ضَرَبَ یَضْرِبُ، اَلْمَیْسِرُ[55] "جوا کھیلنا" یَسَرَ یَیْسِرُ مَیْسِرًا فھو یَاسِرٌ و یُسِرَ یُوْسَرُ الخ اس باب میں سوائے اسکے کہ مضارع مجہول میں یا بقاعدہ ع۳ واو ہوگئی ہے کوئی تعلیل نہیں ہوئی

مثال واوی از سَمِعَ یَسْمَعُ "اَلْوَجَلُ[56]" ڈرنا۔ وَجِلَ یَوْجَلُ وَجَلًا الخ امر حاضر یعنی اِیْجَلْ اِیْجَلَا الخ میں اور آلہ[57] میں واو بقاعدہ ع۳ یاء ہوگیا ہے اور اَوَاجِلُ میں بقاعدہ[58] ع۶ ہمزہ ہوگیا ہے اور وُجِلَ[59] اور وُجَلٌ[60] میں ہمزہ سے بدلنا جائز ہے۔ اس باب میں اس کے علاوہ کوئی تعلیل نہیں۔

دوسرا مثالِ واوی از سَمِعَ یَسْمَعُ، اَلْوَسْعُ والسَّعَۃُ "گنجائش رکھنا" وَسِعَ یَسَعُ وَسْعًا وَسَعَۃً الخ

مثال واوی از فَتَحَ یَفْتَحُ، اَلْھِبَۃُ "بخشنا" وَھَبَ یَھَبُ ھِبَۃً الخ ان دونوں باب کے مضارع معروف میں واوٗ علامت مضارع مفتوحہ اور ایسے کلمہ کے فتحہ کے درمیان واقع ہوا کہ جس کا عین یا لام کلمہ حرف حلق ہے اسلئے حذف ہوگیا اور وَسِعَ کے مصدر میں حذفِ فاء کے بعد عین[61] کو فتحہ دیدیا اور کسرہ بھی (جائز ہے) دوسرے صیغوں کی تعلیلات وَعَدَ یَعِدُ کے صیغوں کی طرح ہیں۔

مثالِ واوی از حَسِبَ یَحْسِبُ، اَلْوَمْقُ وَالْمِقَۃُ "محبت کرنا" وَمِقَ یَمِقُ الخ اس باب کے صیغوں کی تعلیل بعینہٖ وَعَدَ یَعِدُ کے صیغوں کی طرح ہے۔ ان ابواب کی صرف کبیر میں سوائے اُن تغیرات کے جو ہم نے بیان کئے کوئی اور تغیر نہیں ہوگا۔ سب کی گردان صرفِ کبیر کے مطابق کر لینی چاہیئے۔

---

[51] قولہ اَوَاعِدُ بروزن فَوَاعِلُ اسکا واحد وَاعِدَۃٌ ہے۔ ۱۲ منہ

[52] قولہ بقاعدہ ع۶ یعنی اَوَاصِلُ کا قاعدہ ۱۲ منہ

[53] قولہ آلہ میں یعنی آلہ کے تینوں صیغوں مِیْعَدٌ و مِیْعَدَۃٌ و مِیْعَادٌ میں ۱۲ رف

[54] قولہ لیکن تصغیر الخ یعنی اسم آلہ کی تصغیر اور اسی کی جمع مکسر میں ۱۲ منہ

[55] قولہ المیسر کقولہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ۱۲ رف

[56] قولہ الوجل قرآن حکیم میں ہے قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ۱۲ حاشیہ فارسی

[57] قولہ آلہ میں یعنی مِیْجَلٌ و مِیْجَلَۃٌ و مِیْجَالٌ میں واوٗ مِیْعَادٌ کے قاعدے سے یاء سے بدل گیا۔ اصل میں مِوْجَلٌ و مِوْجَلَۃٌ و مِوْجَالٌ تھا ۱۲ محمد رفیع عثمانی۔

[58] قولہ بقاعدہ ع۶ یعنی اَوَاصِلُ کا قاعدہ ۱۲ رف

[59] قولہ وُجِلَ الخ صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی مجہول ۱۲ رف

[60] قولہ وُجَلٌ یہ وُجْلٰی اسم تفضیل مؤنث کی جمع مکسر ہے ۱۲ رف

[61] قولہ عین کو الخ یعنی عین کلمہ کو برخلاف وَھَبَ کے مصدر اَلْھِبَۃُ کے کہ اسمیں عین کلمہ یعنی ہاء کو فتحہ دینا منقول نہیں ۱۲ رف

مثال واوی از باب اِفتِعال، الاِتِّقَادُ "آگ روشن کرنا" اِتَّقَدَ یَتَّقِدُ اِتِّقَادًا الخ

مثال یائی از افتعال الاِتِّسَارُ "جوا کھیلنا" اِتَّسَرَ یَتَّسِرُ اِتِّسَارًا الخ ہر دو باب میں بقاعدہ ۲۱ واؤ اور یاء تاء ہو کر تاء میں مدغم ہو گئی۔

مثال واوی از استفعال اِسْتَوْقَدَ[1] یَسْتَوْقِدُ اِسْتِیْقَادًا الخ و از افعال اَوْقَدَ یُوْقِدُ اِیْقَادًا الخ اِسْتِیْقَادٌ و اِیْقَادٌ دونوں کے معنی آگ روشن کرنے کے ہیں اور دونوں میں واؤ بقاعدہ ۳ یاء سے بدل گیا ہے، ان چاروں ابواب کی صرف کبیر میں سوائے اِعلالینِ مذکورین کے اور کوئی اعلال نہیں۔

قسم سوم در صرف اجوف

اجوف واوی از نَصَرَ یَنْصُرُ، القَوْلُ "کہنا" قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا فھو قَائِلٌ و قِیْلَ یُقَالُ قَوْلًا فھو مَقُوْلٌ الامر منہ قُلْ والنھی عنہ لَا تَقُلْ الظرف منہ مَقَالٌ والآلۃ منہ مِقْوَلٌ و مِقْوَلَۃٌ و مِقْوَالٌ وتثنیتھما مقالان و مِقْوَلَانِ والجمع منھما مَقَاوِلُ و مَقَاوِیْلُ، افعل التفضیل منہ اَقْوَلُ والمؤنث منہ قُوْلٰی وتثنیتھما اَقْوَلَانِ و قُوْلَیَانِ والجمع منھما اَقْوَلُوْنَ و اَقَاوِلُ و قُوَلٌ و قُوْلَیَاتٌ ؛

مِقْوَلٌ[2] اور مِقْوَلَۃٌ میں واؤ کی حرکت ماقبل کو اس لئے نہیں دی کہ یہ دونوں در اصل مِقْوَالٌ تھے، الف حذف کیا مِقْوَلٌ رہ گیا اور حذف الف کے بعد تاء زائد کی تو مِقْوَلَۃٌ ہو گیا اور مِقْوَالٌ میں حرکت اس لئے نقل نہیں کی تھی کہ واؤ کے بعد الف کا ہونا مانع[3] تھا۔ لہٰذا ان دونوں میں بھی نقلِ حرکت نہ ہوئی کیونکہ یہ[4] اسی کی فرع ہیں۔

---

[1] قولہ اِسْتَوْقَدَ کما فی قولہ تعالیٰ اِسْتَوْقَدَ نَارًا ۱۲ رف

[2] قولہ مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَۃٌ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَۃٌ میں واؤ متحرک ماقبل ساکن ہے لہٰذا یُقَالُ کے قاعدہ ۸ سے واؤ کی حرکت ماقبل کو دیکر واؤ کو الف سے بدلدینا چاہئے اور مِقَالٌ و مِقَالَۃٌ کہنا چاہئے۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ مِقْوَلٌ و مِقْوَلَۃٌ کوئی مستقل صیغے نہیں بلکہ یہ دونوں دراصل مِقْوَالٌ تھے تعلیل ہو کر مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَۃٌ ہو گئے اور چونکہ مِقْوَالٌ میں تعلیل نہ ہوئی تھی اسلئے ان دونوں لفظوں میں بھی تعلیل نہیں ہوئی کیونکہ یہ اسی کی فرع ہیں اور مِقْوَالٌ میں تعلیل اسلئے نہیں کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ اگر ایسے واؤ یا یاء کے بعد الف ہو تو قاعدہ ۸ جاری نہیں ہوتا اور مِقْوَالٌ میں واؤ کے بعد الف موجود ہے ۱۲ منہ

[3] قولہ مانع تھا یعنی یقال کا قاعدہ جاری ہونے سے مانع تھا جیساکہ قاعدہ ۸ کے بیان میں گزر چکا کہ ایسے واؤ یا یاء کے بعد اگر الف ہو تو قاعدہ ۸ جاری نہیں ہوتا ۱۲ منہ

[4] قولہ یہ یعنی مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَۃٌ ۱۲ منہ

اثبات فعل ماضی معروف

قَالَ، قَالَا، قَالُوْا، قَالَتْ، قَالَتَا، قُلْنَ، قُلْتَ، قُلْتُمَا، قُلْتُمْ، قُلْتِ، قُلْتُنَّ
قُلْتُ، قُلْنَا واؤ بقاعدہ ٭ قَالَ سے قَالَتَا[۵۱] تک الف سے بدل گیا اور قَالَتَا کے مابعد میں
اجتماع ساکنین سے حذف[۵۲] ہوکر قاف مضموم[۵۳] ہوگیا۔

اثبات فعل ماضی مجہول

قِیْلَ، قِیْلَا، قِیْلُوْا، قِیْلَتْ، قِیْلَتَا، قُلْنَ، قُلْتَ، قُلْتُمَا، قُلْتُمْ، قُلْتِ، قُلْتُنَّ
قُلْتُ، قُلْنَا۔ قِیْلَ دراصل قُوِلَ تھا۔ نویں قاعدہ سے قِیْلَ ہوا۔ قِیْلَتَا تک یہی تعلیل ہے
قُلْنَ سے آخر تک[۵۴] میں جب یاء التقائے[۵۵] ساکنین کے باعث گری[۵۶] تو اسکے واوی ہونیکی وجہ سے قاف کو ضمہ دیدیا۔

اثبات فعل مضارع معروف

یَقُوْلُ، یَقُوْلَانِ، یَقُوْلُوْنَ، تَقُوْلُ، تَقُوْلَانِ، یَقُلْنَ، تَقُوْلُوْنَ، تَقُوْلِیْنَ، تَقُلْنَ
اَقُوْلُ، نَقُوْلُ۔ تمام صیغوں میں دراصل قاف ساکن اور عین[۵۷] مضموم تھی بقاعدہ ٭ واؤ کا ضمہ قاف
کو دیدیا گیا اور یَقُلْنَ و تَقُلْنَ میں واؤ التقائے[۵۸] ساکنین سے گر گیا۔

اثبات فعل مضارع مجہول

یُقَالُ، یُقَالَانِ، یُقَالُوْنَ، تُقَالُ، تُقَالَانِ، یُقَلْنَ، تُقَالُوْنَ، تُقَالِیْنَ، تُقَلْنَ، اُقَالُ
نُقَالُ۔ ان تمام صیغوں میں قاف ساکن اور واؤ مفتوح تھا بقاعدہ ٭ واؤ کا فتحہ قاف کو دے کر
واؤ کو الف سے بدلا پھر الف یُقَلْنَ[۵۹] و تُقَلْنَ میں التقائے ساکنین سے گر گیا۔

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف

لَنْ یَّقُوْلَ لَنْ یَّقُوْلَا الخ مجہول لَنْ یُّقَالَ الخ

---

[۵۱] قولہ قَالَتَا تک یعنی قَالَ سے قَالَتَا تک کے تمام صیغوں میں ۱۲
[۵۲] قولہ حذف ہوکر یعنی واؤ حذف ہوکر۔ ۱۲ رف
[۵۳] قولہ مضموم ہوگیا قاعدہ ٭ کا تفصیلی بیان دیکھ کر پھر ذہن نشین کرلو۔ ۱۲ منہ [۵۴] قولہ آخر تک یعنی قُلْنَا تک کے تمام صیغوں میں ۱۲ منہ [۵۵] قولہ التقائے ساکنین یعنی یاء اور لام کے درمیان ۱۲ رف [۵۶] قولہ واوی الخ یعنی اصل میں فعل کے واوی ہونے کی وجہ سے ۱۲ رف
[۵۷] قولہ عین یعنی عین کلمہ جو یہاں واؤ ہے ۱۲ رف [۵۸] قولہ التقائے ساکنین یعنی واؤ اور لام کے درمیان ۱۲ منہ [۵۹] قولہ یُقَلْنَ الخ یعنی جمع مؤنث غائب و جمع مؤنث حاضر میں اور پوری تعلیل اس طرح ہوئی کہ یُقَلْنَ اصل میں یُقْوَلْنَ تھا، واؤ متحرک ماقبل ساکن واؤ کی حرکت ماقبل کو دے کر واؤ کو الف سے بدلا یُقَالْنَ ہوا، الف و لام کے درمیان التقائے ساکنین ہوا۔ الف کو گرایا یُقَلْنَ رہ گیا۔ بعینہٖ یہی تعلیل تُقَلْنَ جمع مؤنث حاضر میں ہوئی ۱۲ محمد رفیع عثمانی

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ وَلِمَنْ سَعٰی فِیْہِ

اس بحث میں سوائے اس تغیر کے جو مضارع میں ہوا ہے کوئی دوسرا تغیر نہیں ہوا۔

نفی جحد در مضارع معروف

لَمْ یَقُلْ، لَمْ یَقُوْلَا الخ مجہول لَمْ یُقَلْ لَمْ یُقَالَا الخ لَمْ یَقُلْ اور اسکے نظائر میں واؤ اور لَمْ یُقَلْ اور اس کے نظائر میں الف التقائے ساکنین سے گر گئے ہیں اس کے علاوہ بجز اُن تغیرات کے جو مضارع میں ہوئے ہیں کوئی دوسرا تغیر اس بحث میں نہیں ہوا۔

لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف

لَیَقُوْلَنَّ، لَیَقُوْلَانِّ تا آخر مجہول لَیُقَالَنَّ الخ وھکذا نون خفیفہ۔

ان چار گردانوں میں بھی سوائے اُس تغیر کے جو مضارع میں ہوا ہے کوئی تغیر نہیں ہوا۔

امر حاضر معروف

قُلْ، قُوْلَا، قُوْلُوْا، قُوْلِیْ، قُلْنَ۔ قُلْ در اصل[1] تَقُوْلُ تھا۔ علامت مضارع حذف کرنے کے بعد متحرک تھا، آخر میں وقف کیا اور واؤ التقائے ساکنین کے باعث گرا تو قُلْ ہوگیا اور بعض امر کو اصل[2] سے بناتے ہیں چنانچہ اُقْوُلْ بنتا ہے پھر حرکت واؤ ماقبل کو دیکر واؤ کو التقائے ساکنین سے حذف کرتے ہیں اور ہمزۂ وصل استغنار کی وجہ سے حذف کرتے ہیں۔ اسی طرح امر کے دوسرے صیغوں کو قیاس کر لینا چاہیے۔

امر بالام اور نہی کے صیغے نفی جحد بلم کے صیغوں کی طرح ہیں کہ ان میں بھی محل جزم میں واؤ اور الف گر گئے ہیں۔ جیسے لِیَقُلْ[3] وَلَا تُقُلْ وقِسْ علیٰ ھٰذا۔

جو واؤ[4] اور الف مواقع جزم میں ساقط ہو گئے تھے وہ امر و نہی کے نون ثقیلہ و خفیفہ میں واپس[5]

---

[1] قولہ در اصل تَقُوْلُ الخ یعنی قُلْ، امر بننے سے پہلے تَقُوْلُ تھا ۱۲

[2] قولہ اصل سے الخ یعنی بعض صرفیین امر تعلیل شدہ مضارع (تَقُوْلُ) سے نہیں بناتے بلکہ تعلیل سے پہلے مضارع کی جو شکل تھی اس سے بنا کر پھر تعلیل کرتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ مضارع کا صیغہ واحد حاضر تعلیل سے پہلے تَقْوُلُ (بسکون القاف وضم الواو) تھا علامت مضارع کا مابعد ساکن تھا اسلئے علامت مضارع حذف کرکے شروع میں ہمزۂ وصل لگایا اور آخر میں وقف کیا اُقْوُلْ ہوا پھر اُقْوُلْ میں تعلیل ہوئی کہ واؤ متحرک ماقبل ساکن حرکت واؤ ماقبل کو دی تو ہمزۂ وصل کی حاجت نہ رہی لہٰذا ہمزۂ وصل گر گیا اور قُوْلْ رہ گیا پھر واؤ اور لام کے درمیان اجتماع ساکنین کے باعث واؤ بھی گر گیا تو قُلْ ہوا ۱۲ عرف

[3] قولہ لِیَقُلْ الخ اصل میں لِیَقُوْلْ اور لَا تَقُوْلْ تھے واؤ کا ضمہ ماقبل کو دیکر واؤ کو التقائے ساکنین کے باعث گرا دیا لِیَقُلْ اور لَا تَقُلْ ہو گئے اور مجہول میں لِیُقْوَلْ اور لَا تُقْوَلْ تھے واؤ کا فتحہ ماقبل کو دیکر واؤ کو الف سے بدلا پھر الف اور لام میں التقائے ساکنین ہوا الف کو گرایا لِیُقَلْ اور لَا تُقَلْ ہو گئے ۱۲ منہ

[4] قولہ واؤ اور الف الخ یعنی معروف کے صیغوں میں واؤ اور مجہول کے صیغوں میں الف جو خود بھی در اصل واؤ ہی سے بدل کر آیا تھا ۱۲

[5] قولہ واپس آ گئے الخ کیونکہ جب نون تاکید فعل میں لگ جاتا ہے تو اپنے ماقبل کو متحرک کر دیتا ہے اور اس صورت میں اجتماع ساکنین باقی نہیں رہتا ۱۲ حاشیہ

آگئے کیونکہ ماقبلِ نون متحرک ہوگیا۔

امر حاضر معروف بانون ثقیلہ

قُوْلَنَّ[51]، قُوْلَانِّ، قُوْلُنَّ، قُوْلِنَّ، قُلْنَانِّ۔

امر غائب و متکلم معروف بانون ثقیلہ

لِيَقُوْلَنَّ، لِيَقُوْلَانِّ، لِيَقُوْلُنَّ، لِتَقُوْلَنَّ، لِتَقُوْلَانِّ، لِيَقُلْنَانِّ، لِاَقُوْلَنَّ، لِنَقُوْلَنَّ۔

بانون خفیفہ

لِيَقُوْلَنْ، لِيَقُوْلُنْ، لِتَقُوْلَنْ، لِاَقُوْلَنْ، لِنَقُوْلَنْ۔

بحث امر مجہول بانون ثقیلہ

لِيُقَالَنَّ[52]، لِيُقَالَانِّ، لِيُقَالُنَّ، لِتُقَالَنَّ، لِتُقَالَانِّ، لِيُقَلْنَانِّ، لِاُقَالَنَّ، لِنُقَالَنَّ۔

نون خفیفہ بھی اسی طرح ہے۔

نہی معروف بانون ثقیلہ

لَا يَقُوْلَنَّ الخ مجہول لَا يُقَالَنَّ الخ

نون خفیفہ بھی اسی طرح ہے۔

بحث اسم فاعل

قَائِلٌ، قَائِلَانِ، قَائِلُوْنَ قَائِلَةٌ، قَائِلَتَانِ، قَائِلَاتٌ۔

قَائِلٌ۔ دراصل قَاوِلٌ تھا بقاعدہ ۲۱ واؤ ہمزہ ہوگیا۔ یہی تعلیل باقی صیغوں میں ہے۔

اسم مفعول

مَقُوْلٌ، مَقُوْلَانِ، مَقُوْلُوْنَ، مَقُوْلَةٌ، مَقُوْلَتَانِ، مَقُوْلَاتٌ۔

مَقُوْلٌ دراصل مَقْوُوْلٌ[53] تھا، بقاعدہ ۶ حرکتِ واؤ ماقبل کو دیکر واؤ کو التقائے ساکنین کے باعث حذف کردیا۔

فائدہ:۔ اس میں اختلاف ہے کہ ایسے مواقع میں واوِ اوّل حذف ہوتا ہے یا واوِ دوم؟ بعض

---

[51] قولہ قُوْلَنَّ ان صیغوں میں واؤ واپس آگیا ہے ۱۲ منہ

[52] قولہ لِيُقَالَنَّ الخ دیکھو یہاں الف محذوف واپس آگیا ہے۔ اجتماع ساکنین باقی نہیں رہا ۱۲ رف

[53] قولہ مَقْوُوْلٌ بروزن مَفْعُوْلٌ ۱۲ رف

کہتے ہیں کہ دوسرا (حذف ہوتا ہے) کیونکہ زائد ہے اور زائد حذف کا زیادہ مستحق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اوّل[۵۱] کیونکہ دوسرا علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہوا کرتی۔

اکثر علمائے صرف نے حذفِ دوم کو ترجیح دی ہے مگر راقم کے نزدیک حذف اول راجح ہے۔ کیونکہ عموماً دستور یہی ہے کہ ایسے ساکنین میں پہلا حذف[۵۲] ہوا کرتا ہے۔ خواہ وہ زائد ہو یا اصلی۔ لہٰذا اس کو اپنے نظائر سے جُدا نہیں کرنا چاہیئے۔

نکتہ :- ایسے مواقع میں ثمرۂ اختلاف بظاہر کچھ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ بہر کیف مَقُوْلٌ ہوجاتا ہے خواہ اول حذف ہو یا دوم، مولوی عصمت اللہ سہارنپوریؒ نے شرح خلاصۃ الحساب میں لفظ رحمٰن کے منصرف یا غیر منصرف ہونے کے بیان میں بڑی اچھی بات لکھی ہے اور وہ یہ کہ ایسے اختلافات کا نتیجہ مسائلِ فقہیہ میں نکل آتا ہے۔ مثلاً کسی شخص نے قسم کھائی کہ آج واوِ زائد کا تکلّم نہیں کرونگا اور مَقُوْلٌ کا تکلم کرلیا، تو جو حذفِ اوّل کا قائل ہے اسکے مذہب پر یہ حانث ہوجائیگا، اور جو حذف دوم کا قائل ہے اس کے مذہب پر حانث نہیں ہوگا۔

یا مثلاً بیوی سے کہا کہ آج اگر تونے واوِ زائد کا تکلم کیا تو تجھے طلاق ہے بیوی نے لفظ مَقُوْلٌ منہ سے نکالدیا تو حذف اوّل کے مذہب پر طلاق واقع ہوجائے گی اور مذہب دوم پر نہ ہوگی۔

اجوف یائی از ضَرَبَ یَضْرِبُ اَلْبَیْعُ[۵۳] فروخت کرنا۔ بَاعَ یَبِیْعُ بَیْعًا فھو بَائِعٌ وبِیْعَ یُبَاعُ بَیْعًا فھو مَبِیْعٌ الامر منہ بِعْ والنھی عنہ لَا تَبِعْ الظرف منہ مَبِیْعٌ والاٰلۃ منہ مِبْیَعٌ ومِبْیَعَۃٌ ومِبْیَاعٌ وتثنیتھما مَبِیْعَانِ ومِبْیَعَانِ والجمع منھما مَبَایِعُ ومَبَایِیْعُ افعل لتفضیل منہ اَبْیَعُ والمؤنث منہ بُوْعٰی وتثنیتھما اَبْیَعَانِ وبُوْعَیَانِ والجمع منھما اَبْیَعُوْنَ واَبَایِعُ وبُیَعٌ وبُوْعَیَاتٌ۔

ظرف اس باب میں مفعول کی ہم شکل ہوگیا ہے۔ کیونکہ بقاعدہ ۵ عین کی حرکت فاء کو دیدی گئی اور مفعول میں نقلِ حرکت اور حذفِ عین کے بعد فاء کو کسرہ[۵۴] دیا تو اس کی وجہ سے واوٗ کو یاء بنادیا۔ ظرف بھی مَبِیْعٌ[۵۵] ہے،

---

[۵۱] اول الخ چنانچہ انکے نزدیک مَقُوْلٌ کا وزن مَفُوْلٌ (بحذف عین کلمہ) ہوگا اور جو حذف ثانی کے قائل ہیں انکے نزدیک مَقُوْلٌ کا وزن مَفُعْلٌ (فاء کے بعد عین کلمہ حذف کئے بغیر) ہوگا ۱۲ رف

[۵۲] قولہ پہلا حذف الخ مثلاً قُلِ ادْعُ میں پہلا ساکن یاء ہے جو اصلی ہے اور دوسرا ساکن لام ہے جو زائد ہے لیکن وصل کی حالت میں یہ پہلا ساکن یعنی یاء گر جاتی ہے اور لام قائم رہتا ہے۔ اور اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ میں اقیموا کی واوٗ کا الصلٰوۃ سے وصل کیا تو واوٗ گر گئی۔ حالانکہ یہ جمع مذکر کی علامت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہاں علامت ہونے یا اصلی ہونیکا کوئی فرق نہیں۔ بہرحال اوّل ہی حذف ہوتا ہے ۱۲ شرح علم الصیغہ۔

[۵۳] قولہ اَلْبَیْعُ قرآن حکیم میں استعمال ہوا ہے ارشاد ہے۔ "اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰو" یعنی اللہ نے بیع کو حلال اور ربٰو (سود) کو حرام کیا ہے ۱۲ رف

[۵۴] قولہ کسرہ دیا، تاکہ حذف یاء پر دلالت کرے ۱۲ رف

[۵۵] قولہ مَبِیْعٌ یعنی ظرف اور مفعول دونوں کی صورت ایک ہے البتہ دونوں کی اصل میں فرق ہے مَبِیْعٌ اسم مفعول تو اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا یاء کی حرکت یَبِیْعُ کے قاعدہ ۵ (باقی بر صـ۷۳)

جو دراصل مَبْيِعٌ تھا اور مفعول بھی مَبِيعٌ ہے جو دراصل مَبْيُوعٌ تھا۔

اثبات فعل ماضی معروف

بَاعَ بَاعَا بَاعُوا بَاعَتْ بَاعَتَا بِعْنَ بِعْتَ بِعْتُمَا بِعْتُمْ بِعْتِ بِعْتُمَا بِعْتُنَّ بِعْتُ بِعْنَا ساتویں قاعدہ سے بَاعَ اور آخر تک کے صیغوں میں یار الف سے بدلی ہے بَاعَتَا[1] کے بعد کے تمام صیغوں میں الف التقار ساکنین سے گر گیا اور یائی ہونے کی وجہ سے فار کلمہ کو کسرہ دیدیا گیا۔

اثبات فعل ماضی مجہول

بِيعَ بِيعَا الخ بِيعَ دراصل بُيِعَ تھا نویں قاعدہ سے یار کا کسرہ بار کو دیدیا اور بِعْنَ الخ میں یا التقار ساکنین سے گر گئی۔

اثبات فعل مضارع معروف

يَبِيعُ يَبِيعَانِ الخ یار کی حرکت آٹھویں قاعدہ سے ماقبل کو چلی گئی اور يَبِعْنَ اور تَبِعْنَ میں یار التقائے ساکنین کی وجہ سے ساقط ہو گئی۔

مضارع مجہول :- يُبَاعُ يُبَاعَانِ الخ يُقَالُ يُقَالَانِ کی طرح ہے۔

نفی تاکید بلن

لَنْ يَبِيعَ الخ لَنْ يُبَاعَ الخ کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔

نفی جحد بلم در فعل مضارع

لَمْ يَبِعْ لَمْ يَبِيعَا الخ لَمْ يُبَعْ لَمْ يُبَاعَا الخ لَمْ يُبَعْ اور لَمْ تَبِعْ وَلَمْ أَبِعْ[2] میں معروف میں یار اور مجہول میں الف اجتماع ساکنین سے گر گیا ہے۔ دوسرے صیغوں میں کوئی تغیر غیر ما[3] وقع فی المضارع نہیں ہوا۔

لام تاکید با نونِ ثقیلہ در فعل مستقبل معروف

لَيَبِيعَنَّ الخ مجہول :- لَيُبَاعَنَّ الخ اسی طرح نون خفیفہ ہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے ماقبل کو دی اب یار ساکن ہو گئی اور ماقبل مضموم مُوْسِرٌ کے قاعدہ ۳ سے یار کو واؤ سے بدلا اب دونوں واؤ کے درمیان اجتماع ساکنین کے باعث پہلے واؤ کو حذف کیا اور ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلکر واؤ کو یار سے بدلدیا مَبِيعٌ ہوا اور ظرف اصل میں مَبْيِعٌ بروزن مَضْرِبٌ تھا۔ يَبِيعُ کے قاعدہ سے یار کا کسرہ ماقبل کو دیا مَبِيعٌ ہو گیا ۱۲ حاشیہ فارسی

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] بَاعَتَا الخ ان صیغوں کی مفصل تعلیل قاعدے (قال و باع کے قاعدہ) میں گزر چکی ہے۔ یہاں مصنفؒ اسی تفصیل کو اجمالاً ذکر کر رہے ہیں تم دوبارہ اس قاعدہ کو دیکھ لو ۱۲ منہ

[2] قولہ لَمْ أَبِعْ مصنفؒ نے یہاں جمع متکلم کا صیغہ ذکر نہیں کیا۔ ہو سکتا ہے کہ کتابت کی غلطی سے رہ گیا ہو بہر حال تعلیل صیغہ جمع متکلم میں بھی وہی ہے جو مذکورہ تین صیغوں میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ معروف کے مذکورہ چار صیغوں میں یار اور مجہول کے انہی چار صیغوں میں الف اجتماع ساکنین سے گر گیا ہے۔ ۱۲ رف

[3] قولہ غیر ما وقع فی الخ یعنی لم داخل ہونے سے پہلے جو تغیر مضارع میں ہو چکا تھا اسکے علاوہ کوئی تغیر دوسرے صیغوں میں نہیں ہوا ۱۲ منہ

امر حاضر معروف

بِعْ بِیْعَا بِیْعُوْا بِیْعِیْ بِعْنَ۔ قُلْ قُوْلَا الخ کی طرح تعلیل کرلینی چاہیئے۔

امر حاضر بانون ثقیلہ

بِیْعَنَّ الخ جو یار بِعْ میں التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گئی تھی بِیْعَنَّ میں عینؔ[1] کے مفتوح ہوجانے کی وجہ سے واپس آگئی۔

امر بالام اور نہی

لِیَبِعْ لَا تَبِعْ کی طرح ہیں اور ان کے نون ثقیلہ و خفیفہ میں بھی یائے محذوف واپس آگئی ہے۔

بحث اسم فاعل

بَائِعٌ بَائِعَانِ بَائِعُوْنَ الخ بقاعدہ ۷ یا ہمزہ سے بدل گئی۔

بحث اسم مفعول

مَبِیْعٌ مَبِیْعَانِ مَبِیْعُوْنَ مَبِیْعَۃٌ مَبِیْعَتَانِ مَبِیْعَاتٌ۔ مَبِیْعٌ کی تعلیل گزر چکی ہے۔ مفعول کے تمام صیغوں کی تعلیل اسی طرح ہے۔

اجوف واوی[2]:۔ از سَمِعَ یَسْمَعُ۔ اَلْخَوْفُ ڈرنا۔ خَافَ یَخَافُ خَوْفًا فھو خَائِفٌ وخِیْفَ یُخَافُ خَوْفًا فھو مَخُوْفٌ الامر منہ خَفْ والنہی عنہ لَا تَخَفْ الخ

ماضی معروف

خَافَ خَافَا خَافُوْا خَافَتْ خَافَتَا خِفْنَ الخ خِفْنَ اور بعد کے تمام صیغوں میں حذف عین کے بعد کسرۂ عین[3] کی وجہ سے فار کلمہ کو کسرہ دیدیا گیا۔ باقی صیغوں[5] کی تعلیل گزرے ہوئے قواعد کیمطابق کرلینی چاہیئے جن کا اجرار قَالَ کی گردان میں ہوچکا ہے اور اسکے مضارع یَخَافُ یَخَافَانِ الخ میں تعلیل یُقَالُ یُقَالَانِ الخ کی طرح ہے

امر حاضر معروف

خَفْ خَافَا خَافُوْا خَافِیْ خَفْنَ۔ خَفْ کو تَخَافُ سے بنایا گیا ہے حذف تار کے بعد متحرک تھا آخر میں وقف کیا، اور الف التقار ساکنین سے گر گیا۔ خَافَا کو تَخَافَانِ سے بنایا ہے۔ علامت

---

[1] قولہ عین، یعنی جو لام کلمہ ہے۔ ۱۲ رف

[2] اجوف یاد رکھو کہ اجوف صرف انہی ابواب سے آتا ہے۔ جن کی مثالیں مصنفؒ نے دی ہیں یعنی نَصَرَ، ضَرَبَ اور سَمِعَ، باقی ابواب مجرد سے اجوف نہیں آتا۔ ۱۲ حاشیہ

[3] قولہ کسرۂ عین کیونکہ اصل میں خَوِفْنَ تھا ۱۲

[4] تفصیل قاعدہ ۷ میں دیکھو۔ ۱۲ رف

[5] قولہ باقی صیغوں یعنی خِفْنَ سے پہلے پانچ صیغوں اور ماضی مجہول کے تمام صیغوں کی تعلیل۔ ۱۲ رف

مضارع کو حذف کر کے نون اعرابی گرادیا گیا۔

امرِ حاضر کا صیغہ تثنیہ و جمع مذکر ماضی کے صیغہ تثنیہ و جمع مذکر غائب کے ہم شکل[۱] ہوگیا ہے۔

امرِ حاضر بانون ثقیلہ

خَافَنَّ الخ جو الف خَفْ میں گر گیا تھا اب اجتماع ساکنین نہ رہنے کیوجہ سے واپس آگیا۔ نہی، لَمْ، لَنْ اور لام امر کے صیغوں کی گردان زبانی کرلینی چاہیئے اور مذکورہ قواعد کے مطابق انکی تعلیل کرلینی چاہیئے۔

فائدہ[۲]:۔ امر مہموز کے ان صیغوں سے جن میں سَلْ کے قاعدہ سے ہمزہ حذف ہوگیا ہو۔ امر اجوف کے صیغوں کو اس طرح ممتاز کرلیا جائے کہ اجوف میں واحد مذکر اور جمع مؤنث کے علاوہ تمام صیغوں میں عین باقی رہتی ہے جیسے قُوْلَا قُوْلُوْا قُوْلِیْ اور بِیْعَا۔ بِیْعُوْا۔ بِیْعِیْ اور خَافَا، خَافُوْا خَافِیْ اور نون ثقیلہ و خفیفہ میں بھی عین واپس آجاتی ہے جیسے قُوْلَنَّ، بِیْعَنَّ، خَافَنَّ۔

اور مہموز عین کے تمام صیغوں میں عین محذوف رہتی ہے جیسے زِرَا[۳]، زِرُوْا، زِرِیْ اور زِرَنَّ اور سَلَا سَلُوْا سَلِیْ اور سَلَنَّ۔

اجوف یائی:۔ از سمع:۔ اَلنَّیْلُ۔ پانا، نَالَ یَنَالُ نَیْلًا الخ اسکے تمام صیغوں کی تعلیلات ہمارے سابق بیان کے قیاس پر کی جاسکتی ہیں اور اسی طرز پر دوسرے ابواب ثلاثی مجرد کی گردانیں اور صیغے بھی نکال لینے چاہئیں۔

اجوف واوی باب افتعال۔ اَلْاِقْتِیَادُ۔ کھینچنا۔ اِقْتَادَ یَقْتَادُ اِقْتِیَادًا فھو مُقْتَادٌ و اُقْتِیْدَ یُقْتَادُ اِقْتِیَادًا فھو مُقْتَادٌ الامر منہ اِقْتَدْ والنھی عنہ لَا تَقْتَدْ الظرف منہ مُقْتَادٌ اسم فاعل اور مفعول کی صورت ایک ہو گئی ہے۔ لیکن اسم فاعل اصل میں مُقْتَوِدٌ

---

[۱] قولہ ہم شکل کیونکہ خَافَا امر حاضر کا صیغہ تثنیہ بھی ہے اور ماضی معروف کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب بھی۔ اسی طرح خَافُوْا امر حاضر کا صیغہ جمع مذکر بھی ہے اور ماضی معروف کا صیغہ جمع مذکر غائب بھی البتہ امر حاضر اور ماضی میں اصل کے اعتبار سے فرق ہے کہ ماضی کی اصل کچھ اور ہے اور امر حاضر کی اصل کچھ اور ۱۲ رف

[۲] قولہ فائدہ الخ اس فائدہ میں مصنفؒ علام ایک اشکال کا جواب دے رہے ہیں۔ اشکال یہ ہے کہ مہموز عین کے امر حاضر میں بھی عین کلمہ سَلْ کے قاعدہ سے حذف ہو جاتا ہے جیسا کہ مہموز کی بحث میں گزر چکا ہے اور اجوف کے امر حاضر میں بھی عین کلمہ حذف ہو جاتا ہے جیسے کہ خَفْ میں یہاں حذف ہوا ہے تو جب عین کلمہ حذف ہوگیا تو یہ کیسے پتہ چلے گا کہ یہ امر مہموز ہے یا معتل؟

[۳] زِرَا الخ باب ضرب، سمع اور فتح سے آتا ہے زَئِیْرًا و زَأْرًا۔ شیر کا دہاڑنا گرجنا، یعنی شیر کا سینہ سے آواز نکالنا۔ شیر کی آواز کو زَئِیْرٌ کہتے ہیں۔ ۱۲ منجد

بکسرِ واؤ تھا اور اسم مفعول مُقْتَوَدٌ بفتح واؤ۔ اور ظرف بھی جو کہ مفعول[۱] کا ہموزن ہوتا ہے۔ اسی[۲] طرح ہے تثنیہ و جمع مذکر امر حاضر کے صیغے اِقْتَادَا اِقْتَادُوْا اور تثنیہ و جمع مذکر غائب۔ ماضی کے صیغے صورۃً[۳] متحد ہو گئے ہیں مگر ماضی کی اصل بفتحِ واؤ[۴] ہے اور امر کی اصل جو کہ مضارع[۵] سے بنا ہے بکسرِ واؤ ہے، باقی صیغوں کی تعلیل آسان ہے۔

اجوف یائی از باب افتعال :- اَلْاِخْتِیَارُ پسند کرنا۔ اِخْتَارَ یَخْتَارُ اِخْتِیَارًا الخ مثل اِقْتَادَ یَقْتَادُ ہے۔

اجوف واوی از باب استفعال :- اَلْاِسْتِقَامَةُ سیدھا ہونا۔ اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ اِسْتِقَامَةً فھو مُسْتَقِیْمٌ الامر منہ اِسْتَقِمْ والنھی عنہ لَا تَسْتَقِمْ الظرف منہ مُسْتَقَامٌ۔

اِسْتَقَامَ دراصل اِسْتَقْوَمَ تھا آٹھویں قاعدہ سے واو کی حرکت ما قبل کو دیکر واؤ کو الف[۶] سے بدلدیا۔ یَسْتَقِیْمُ دراصل یَسْتَقْوِمُ تھا۔ واؤ کی حرکت ما قبل کو منتقل ہونے کے بعد واؤ تیسرے قاعدہ سے یا ہو گیا۔ اِسْتِقَامَةٌ دراصل علی ماھو المشھور[۷] اِسْتِقْوَامًا[۸] تھا یُقَالُ کا قاعدہ جاری کرنے کے بعد الف التقاء ساکنین سے گر گیا اور آخر میں عوض کی تا بڑھادی، اِسْتِقَامَةٌ ہوا۔ مُسْتَقِیْمٌ دراصل مُسْتَقْوِمٌ تھا اس میں یَسْتَقِیْمُ کی طرح تعلیل کر دی گئی، امر و نہی اور مضارع

---

[۱] قولہ مفعول یعنی ابواب غیر ثلاثی مجرد کا اسم ظرف بھی اُنکے اسم مفعول کا ہموزن ہوتا ہے۔ ۱۲ رف

[۲] قولہ اسی طرح ہے یعنی یہ بھی اصل میں مُقْتَوَدٌ بفتح واؤ تھا۔ ۱۲ رف

[۳] قولہ صورۃً متحد کیونکہ ماضی میں بھی تثنیہ مذکر غائب اِقْتَادَا ہے اور امر حاضر میں بھی تثنیہ مذکر اِقْتَادَا ہے، اسی طرح ماضی میں بھی جمع مذکر غائب اِقْتَادُوْا اور امر حاضر میں بھی جمع مذکر اِقْتَادُوْا ہے۔ ۱۲ رف

[۴] قولہ بفتح واؤ یعنی ماضی کے دونوں صیغوں میں واو مفتوح تھا کہ اصل میں اِقْتَوَدَا اِقْتَوَدُوْا تھے اور امر کے دونوں صیغے اصل میں بکسر واؤ یعنی اِقْتَوِدَا اِقْتَوِدُوْا تھے خلاصہ یہ کہ صورۃً اگرچہ دونوں میں فرق نہیں لیکن اصل میں فرق ہے ۱۲ رف

[۵] قولہ مضارع سے بنا ہے یہ عبارت بڑھاکر مصنف رح امر حاضر میں واؤ کے مکسور ہونے کے سبب کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ چونکہ مضارع یَقْتَوِدُ میں بھی واؤ مکسور تھا اس لئے امر کی اصل میں بھی مکسور ہے کیونکہ امر بھی مضارع ہی سے بنا ہے۔ ۱۲ رف

[۶] قولہ الف الخ بعینہٖ یُقَالُ کی طرح ۱۲ رف

[۷] قولہ علی ماھو المشھور یعنی قول مشہور کے مطابق یہ اشارہ بعض صرفیین کے اختلاف کی طرف ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اِسْتِقَامَةٌ دراصل اِسْتِقْوَمَةٌ تھا۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور جانبین کے دلائل تفصیل سے اسی کتاب کے آخر میں باب افادات میں آئیں گے۔ دیکھو صفحہ ۱۰۶ ۱۲ رف

[۸] قولہ اِسْتِقْوَامًا تھا یُقَالُ کے قاعدہ سے واؤ کا فتحہ قاف کو دیا اور واو کو الف سے بدلا، اب قاف کے بعد دو الف جمع ہو گئے۔ دونوں میں اجتماع ساکنین ہوا۔ ایک الف کو حذف کر دیا اور اس کے عوض میں آخر میں تا بڑھادی اِسْتِقَامَةٌ ہو گیا۔ ۱۲ رف

اللّٰھم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ ولوالدیھم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین

مجزوم کے دوسرے صیغوں میں عین التقاء[۵۱] ساکنین کی وجہ سے گر گئی ہے۔ اور اسی طرح یَسْتَقِمْنَ اور تَسْتَقِمْنَ[۵۲] میں ہوا، اور امر و نہی میں نون ثقیلہ و خفیفہ لگنے کے وقت وہ محذوف واپس[۵۳] آجاتا ہے اِسْتَقِيْمَنَّ اور لَا تَسْتَقِيْمَنَّ کہتے ہیں۔

اجوف یائی از باب استفعال:- اَلْاِسْتِخَارَةُ خیر طلب کرنا۔ اِسْتَخَارَ یَسْتَخِيْرُ الخ مثل اِسْتَقَامَ یَسْتَقِيْمُ۔

اجوف واوی از باب افعال:- اَقَامَ يُقِيْمُ اِقَامَةً فَهُوَ مُقِيْمٌ وَ اُقِيْمَ يُقَامُ اِقَامَةً فهو مُقَامٌ الامر منه اَقِمْ والنهی عنه لَا تُقِمْ الظرف منه مُقَامٌ اس باب کے صیغوں کی تعلیلات بعینہٖ اِسْتَقَامَ يَسْتَقِيْمُ کی تعلیلات کی طرح ہیں۔

قسم چہارم، ناقص و لفیف کی گردانیں

ناقص واوی[۵۴] از باب نَصَرَ يَنْصُرُ:- اَلدُّعَاءُ وَالدَّعْوَةُ بلانا دَعَا يَدْعُوْا دُعَاءً و دَعْوَةً فهو دَاعٍ و دُعِيَ يُدْعٰى دُعَاءً و دَعْوَةً فهو مَدْعُوٌّ الامر منه اُدْعُ والنهی عنه لَا تَدْعُ الظرف منه مَدْعًى والاٰلة منه مِدْعًى مِدْعَاةٌ مِدْعَاءٌ وتثنيتهما مَدْعَيَانِ و مِدْعَيَانِ والجمع منهما مَدَاعٍ و مَدَاعِيُّ افعل التفضيل منه اَدْعٰى والمؤنث منه دُعْيٰى وتثنيتهما اَدْعَيَانِ و دُعْيَيَانِ والجمع منهما اَدَاعٍ و اَدْعَوْنَ و دُعًى و دُعْيَيَاتٌ، مَدْعًى[۵۵] ظرف اور مِدْعًى آلہ ہیں جو واو ساتویں قاعدہ سے الف بن گیا تھا وہ تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا اور اگر دونوں صیغوں میں الف ولام یا اضافت کی وجہ سے تنوین نہ ہو تو الف حذف نہیں[۵۶] ہوتا جیسے اَلْمَدْعٰى والمِدْعٰى و مَدْعَاكُمْ و مِدْعَاكُمْ۔

---

[۵۱] قولہ التقاء ساکنین کی وجہ سے کیونکہ امر و نہی اور مضارع مجزوم میں آخری حرف ساکن ہوتا ہے مثلاً يَسْتَقِيْمُ میں جب لم داخل ہوا تو میم ساکن ہو گیا، اس کے قبل بھی یا ساکن تھی اجتماع ساکنین کی وجہ سے یا گر گئی لَمْ يَسْتَقِمْ ہوا، اسی طرح امر اِسْتَقِمْ اور نہی لَا تَسْتَقِمْ میں تعلیل ہوئی۔ ۱۲ رف

[۵۲] قولہ تَسْتَقِمْنَ دراصل تَسْتَقْوِمْنَ تھا يَسْتَقِيْمُ کی طرح تعلیل ہوئی تَسْتَقِيْمْنَ ہوا پھر اجتماع ساکنین کے باعث یا گر گئی تَسْتَقِمْنَ ہوا۔ ۱۲ رف

[۵۳] قولہ واپس الخ کیونکہ اب اجتماع ساکنین باقی نہیں رہا کیونکہ میم اب نون ثقیلہ و خفیفہ کی وجہ سے مفتوح ہو گیا ہے۔ ۱۲ رف

[۵۴] قولہ واوی ناقص یائی اور اجوف یائی باب نَصَرَ سے نہیں آتے۔ ۱۲ حاشیہ

[۵۵] قولہ مَدْعًى ظرف یہ اصل میں مَدْعَوٌ بروزن مَنْصَرٌ تھا، واو متحرک ماقبل مفتوح قَالَ کے قاعدہ سے واو کو الف سے بدلا پھر الف اور تنوین میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا ۱۲ رف

[۵۶] قولہ حذف نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں اجتماع ساکنین باقی نہیں رہتا۔ ۱۲ رف

اور مَدْعَاءٌ[19] میں دُعَاءٌ مصدر کی طرح انیسویں قاعدہ سے واؤ ہمزہ ہو گیا ہے اور مَدَاعٍ جمع ظرف میں اور اَدَاعٍ جمع مذکر اسم تفضیل میں پچیسویں[25] قاعدہ کا عمل ہوا ہے مَدْعَيَانِ و مِدْعَيَانِ تثنیہ ظرف وآلہ میں اور اَدْعَيَانِ تثنیہ اسم تفضیل میں اور مَدَاعٍ جمع آلہ میں واؤ بیسویں[20] قاعدہ سے اور دُعْيٰى میں چھبیسویں[26] قاعدہ سے یا رہوا ہے اور دُعْيَيَانِ[51] و دُعْيَيَاتٌ میں الف بائیسویں[22] قاعدہ سے یا ر ہو گیا ہے اور ان دونوں[52] صیغوں میں ہر جگہ یہی[53] ہوتا ہے۔

اثبات فعل ماضی معروف

دَعَا دَعَوَا دَعَوْا دَعَتْ دَعَتَا دَعَوْنَ دَعَوْتَ دَعَوْتُمَا دَعَوْتُمْ دَعَوْتِ دَعَوْتُمَا دَعَوْتُنَّ دَعَوْتُ دَعَوْنَا۔ دَعَا اصل میں دَعَوَ تھا ساتویں قاعدہ سے واؤ الف سے بدل گیا۔

فائدہ :- ہر وہ الف جو واؤ سے بدلا ہوا ہو الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے جیسے "دَعَا"[54] اور یا ر سے بدلا ہوا الف یا ر کی صورت میں جیسے رَمٰى[55]۔

قولہ دُعْيَيَانِ و دُعْيَيَاتٌ یہ دونوں صیغے دُعْيٰى سے بنے ہیں مگر الف ان دونوں صیغوں میں بائیسویں[22] قاعدہ سے یا ر سے تبدیل ہو گیا۔ ۱۲ رف [52] قولہ ان دونوں صیغوں میں یعنی اسم تفضیل مؤنث کے تثنیہ و جمع سالم میں۔ ۱۲ رف

[53] قولہ ہر جگہ یعنی خواہ وہ ناقص ہوں یا نہ ہوں اور خواہ وہ صحیح ہوں یا معتل بہرحال ان صیغوں میں لام کلمہ کے بعد جو الف ہوتا ہے وہ بائیسویں[22] قاعدہ کی بنا پر یا ر سے تبدیل ہو جاتا ہے جیسے ضُرْبٰى (اسم تفضیل واحد مؤنث از ضَرَبَ) کہ اسکے آخر میں الف ہے مگر جب اسکا تثنیہ بنایا تو الف یا ر سے تبدیل ہو کر ضُرْبَيَانِ ہو گیا اسی طرح جب ضُرْبٰى کی جمع سالم بنائی تو یہاں بھی الف یا ر سے تبدیل ہو کر ضُرْبَيَاتٌ ہو گیا۔ خلاصۂ کلام یہ کہ دُعْيَيَانِ اور دُعْيَيَاتٌ میں الف جو یا ر سے تبدیل ہوا ہے وہ اسوجہ سے نہیں کہ یہ ناقص کے صیغے تھے بلکہ ان صیغوں میں تو یہ تعلیل ہمیشہ ہی ہوتی ہے خواہ وہ صحیح ہوں یا معتل، کیونکہ بائیسویں[22] قاعدہ کا تقاضا یہی ہے، بائیسواں قاعدہ کتاب میں دوبارہ دیکھ لو ۱۲ رت [54] قولہ دَعَا اصل میں دَعَوَ تھا قَالَ کے قاعدہ سے واؤ کو الف سے بدل دیا مگر یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ یُدْعٰى میں بھی الف واؤ سے بدلا ہوا ہے مگر اسے یا ر کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ یُدْعٰى میں واؤ کو براہ راست الف نہیں بنایا گیا بلکہ پہلے اسے بیسویں قاعدہ (اُغْزِيَتْ کے قاعدہ) سے یا ر سے بدلا پھر یا ر کو الف سے بدلا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یُدْعٰى میں الف واؤ سے بدلا ہوا نہیں بلکہ یا ر سے بدلا ہوا ہے اسلئے یا ر کی صورت میں لکھا جاتا ہے اور الف کی صورت میں صرف اسوقت لکھا جاتا ہے جب الف براہ راست واؤ سے بدلا ہوا ہو جیسے دَعَا اور غَزَا وغیرہ ۱۲ رف [55] قولہ رَمٰى یہاں ایک قاعدہ اور یاد رکھو کہ ہر وہ الف جو اجتماع ساکنین یا تنوین کے باعث حذف ہو گیا ہو پھر الف کے داخل ہونے یا مضاف ہونے کی وجہ سے وہ الف واپس آ گیا ہو تو تینوں حالتوں یعنی رفع نصب جر میں وہ الف یا ر کی صورت میں لکھا جاتا ہے مثلاً مَدْعًى اسم ظرف کہ اسمیں الف اجتماع ساکنین یا تنوین کیوجہ سے گر گیا پھر جب اسپر الف لام داخل ہو جائیگا یا یہ کسی اسم کیطرف مضاف ہوگا تو اب اس الف کو تینوں حالتوں میں یا ر کی صورت میں لکھا جائیگا جیسے هٰذَا الْمَدْعٰى و مَدْعٰى كُمْ رَأَيْتُ الْمَدْعٰى و مَدْعٰى كُمْ مَرَرْتُ بِالْمَدْعٰى و مَدْعٰى كُمْ اور سیبویہ کا مذہب یہ ہے کہ حالت نصبی میں الف کی صورت میں لکھا جائے گا جیسے رَأَيْتُ مَدْعَاكُمْ ۱۲ حاشیہ فارسی بزیادۃ۔

دَعَوَا تثنیہ میں واوٗ الف[1] تثنیہ کے قبل ہونیکی وجہ سے سالم[2] رہ گیا، اور دَعَوْا جمع میں الف[3] التقاء ساکنین کی وجہ سے گرا ہے اور دَعَتْ دَعَتَا میں تاء تانیث کے اتصال کی وجہ[4] سے دَعَوْنَ سے آخر تک تمام صیغے اپنی اصل پر رہیں۔

اثبات فعل ماضی مجہول

دُعِیَ دُعِیَا دُعُوْا دُعِیَتْ دُعِیَتَا دُعِیْنَ دُعِیْتَ دُعِیْتُمَا دُعِیْتُمْ دُعِیْتِ دُعِیْتُنَّ دُعِیْتُ دُعِیْنَا۔ اس بحث کے تمام صیغوں میں واوٗ گیارہویں قاعدہ سے یاء ہو گیا، اور دُعُوْا جمع مذکر غائب میں دسویں قاعدہ سے یاء[5] کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد اسے حذف[6] کر دیا گیا۔

اثبات فعل مضارع معروف

یَدْعُوْ یَدْعُوَانِ یَدْعُوْنَ تَدْعُوْ تَدْعُوَانِ یَدْعُوْنَ تَدْعُوْنَ تَدْعِیْنَ تَدْعُوْنَ اَدْعُوْ نَدْعُوْ

جمع مؤنث اور تثنیہ کے تمام صیغے اپنی اصل پر ہیں "یَدْعُوْ" اور اسکی نظیروں[7] میں دسویں قاعدہ سے واوٗ ساکن ہو گیا اور دونوں[8] جمع مذکر اور تَدْعِیْنَ میں مذکورہ[9] قاعدہ سے حذف ہو گیا ہے۔

---

[1] قولہ الف تثنیہ الخ کیونکہ قال کا قاعدہ جاری کرنے کے لئے شرط ہے کہ وہ واوٗ الف تثنیہ سے پہلے نہ ہو، اور یہاں واوٗ الف تثنیہ سے پہلے ہے۔ ۱۲ رف [2] قولہ سالم رہ گیا یعنی ایسا نہیں ہوا کہ واوٗ کو قال کے قاعدہ سے الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیتے، کیونکہ قالَ کے قاعدہ کی شرط نہیں پائی گئی۔ ۱۲ رف [3] قولہ الف الخ یعنی وہ الف جو دَعَا میں واوٗ سے بدل کر آیا تھا۔ ۱۲ رف

[4] قولہ وجہ سے یعنی تاء تانیث کے اتصال کی وجہ سے گرا ہے، کیونکہ قالَ کے قاعدہ میں گزر چکا ہے کہ جو الف قال کے قاعدہ سے واوٗ یا یاء سے بدل کر آیا ہو اگر اس کے متصل بعد تاء تانیث آجائے تو وہ الف گر جاتا ہے۔ جیسے دَعَتْ اور رَمَتْ میں۔ ۱۲ رف

[5] قولہ یاء کی حرکت یعنی اس یاء کی حرکت جو اصل میں واوٗ تھی اور گیارہویں قاعدہ سے یاء بن گئی تھی ۱۲ رف

[6] قولہ حذف کر دیا گیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے جیسا کہ دسویں قاعدہ (یَدْعُوْنَ کے قاعدہ) میں گزر چکا ہے ۱۲ رف

[7] قولہ اسکی نظیروں یعنی تَدْعُوْ اَدْعُوْ نَدْعُوْ میں ۱۲ رف

[8] قولہ دونوں جمع مذکر یعنی یَدْعُوْنَ و تَدْعُوْنَ کہ دراصل یَدْعُوُوْنَ اور تَدْعُوُوْنَ ہیں ۱۲ رف

[9] قولہ مذکورہ قاعدہ سے یعنی دسویں قاعدہ سے تمہیں یاد ہوگا کہ دسواں قاعدہ کئی قاعدوں پر مشتمل ہے یَدْعُوْنَ اور تَدْعُوْنَ میں دسویں قاعدہ کا یہ حصہ جاری ہوا ہے کہ اگر واوٗ ضمہ کے بعد ہو اور اس واوٗ کے بعد دوسرا واوٗ ہو تو پہلے واوٗ کو ساکن کر کے اجتماع ساکنین کے باعث گرا دیتے ہیں جیسا کہ یَدْعُوْنَ اور تَدْعُوْنَ میں کہ دراصل یَدْعُوُوْنَ اور تَدْعُوُوْنَ تھے اور تَدْعِیْنَ میں دسویں قاعدہ کا یہ جزء جاری ہوا ہے کہ اگر واوٗ ضمہ کے بعد ہو اور اس واوٗ کے بعد یاء ہو تو واوٗ کے ماقبل کو ساکن کر کے واوٗ کی حرکت ماقبل کو دے دیتے ہیں اور پھر واوٗ ساکن بعد کسرہ ہونے کی وجہ سے واوٗ کو یاء سے بدل کر اجتماع ساکنین کے باعث حذف کر دیتے ہیں جیسا کہ تَدْعِیْنَ میں ہوا جو دراصل تَدْعُوِیْنَ تھا۔ ۱۲ رف

اور اس بحث میں جمع مؤنث و مذکر کی صورت[۵] ایک ہے۔

اثبات فعل مضارع مجہول

یُدْعٰی یُدْعَیَانِ یُدْعَوْنَ تُدْعٰی تُدْعَیَانِ یُدْعَیْنَ تُدْعَوْنَ تُدْعَیْنَ تُدْعَیْنَ اُدْعٰی نُدْعٰی، ان تمام صیغوں میں واؤ بیسویں قاعدہ سے یار[۲] ہوگیا۔ پھر غیر تثنیہ[۳] اور غیر جمع مؤنث میں ساتویں قاعدہ سے وہ یار الف سے بدل گئی اور وہ الف یُدْعَوْنَ تُدْعَوْنَ اور تُدْعَیْنَ واحد مؤنث[۴] حاضر میں التقار[۵] ساکنین کے باعث حذف[۶] ہوگیا۔

واحد مؤنث حاضر و جمع مؤنث حاضر صورۃً ایک ہوگئے ہیں[۷] مگر تُدْعَیْنَ واحد اصل میں تُدْعَوِیْنَ تھا واؤ بیسویں قاعدہ سے یار ہوا پھر یار ساتویں قاعدہ سے الف بن کر التقار ساکنین کی وجہ سے گر گئی ہے اور جمع مؤنث حاضر دراصل تُدْعَوْنَ تھا۔ واؤ کو یار[۸] سے بدلا گیا ہے اور بس[۹]۔

---

[۱] قولہ صورت ایک ہے، یعنی جمع مؤنث بھی یُدْعَوْنَ (غائب) اور تُدْعَوْنَ (حاضر) ہے اور جمع مذکر بھی یُدْعَوْنَ غائب اور تُدْعَوْنَ (حاضر ہے) مگر جمع مذکر (غائب و حاضر) اصل میں یُدْعُوْوْنَ اور تُدْعُوْوْنَ تھے، تعلیل ہوکر یُدْعَوْنَ اور تُدْعَوْنَ ہوئے اور جمع مؤنث (غائب حاضر) میں کوئی تعلیل ہی نہیں ہوئی بلکہ اصل ہی سے یُدْعَوْنَ اور تُدْعَوْنَ ہیں ۱۲ رف

[۲] قولہ یار ہوگیا کیونکہ واؤ چوتھے نمبر پر واقع ہوا اور ضمہ کے بعد بھی نہیں اور واؤ ساکن کے بعد بھی نہیں دیکھو قاعدہ نمبر ۲۰ ۱۲ رف

[۳] قولہ غیر تثنیہ الخ یعنی یُدْعٰی یُدْعَوْنَ تُدْعٰی تُدْعَوْنَ تُدْعَیْنَ (واحد مؤنث حاضر) اور اُدْعٰی نُدْعٰی میں ۱۲ رف

[۴] قولہ واحد مؤنث حاضر یہ صرف آخری لفظ تُدْعَیْنَ کی صفت ہے جیساکہ ظاہر ہے اور یہ قید احترازی ہے۔ کیونکہ تُدْعَیْنَ جمع مؤنث حاضر میں بیسواں قاعدہ جاری ہونے کے بعد کوئی تعلیل نہیں ہوئی جیساکہ ابھی متن میں گزرا۔ ۱۲ رف

[۵] قولہ التقار ساکنین الخ اس تعلیل کی تفصیل یہ ہے کہ یُدْعَوْنَ اصل میں یُدْعُوْوْنَ تھا واؤ کلمہ میں چوتھے نمبر پر واقع ہوا اور اس سے پہلے نہ ضمہ تھا نہ واؤ ساکن اسلئے بیسویں قاعدہ سے واؤ کو یار سے بدلا، یُدْعَیُوْنَ ہوا پھر یار کو قَالَ کے قاعدہ سے الف سے بدلا یُدْعَاوْنَ ہوگیا الف اور واؤ کے درمیان التقار ساکنین کے باعث الف کو گرایا، یُدْعَوْنَ ہوگیا۔ بعینہٖ یہی تعلیل تُدْعَوْنَ میں ہے اور تُدْعَیْنَ دراصل تُدْعَوِیْنَ تھا۔ واؤ کو بیسویں قاعدہ سے یار سے بدلا، پھر یار کو ساتویں قاعدہ سے الف سے بدلا۔ الف اور یار میں اجتماع ساکنین ہوا۔ الف کو حذف کردیا تُدْعَیْنَ ہوا۔ ۱۲ رف

[۶] قولہ حذف ہوگیا اور تثنیہ کے چاروں صیغوں اور جمع مؤنث کے دونوں صیغوں میں واؤ کو یار سے بقاعدہ نمبر ۲۰ بدلنے کے بعد یار کو الف سے اس لئے نہیں بدلا کہ تثنیہ میں تو الف تثنیہ قَالَ کا قاعدہ جاری کرنے سے مانع ہے اور جمع مؤنث (یُدْعَیْنَ و تُدْعَیْنَ) میں یار کو الف سے بدلنے کی کوئی وجہ نہیں ۱۲ رف

[۷] قولہ ایک ہوگئے کیونکہ دونوں کا لفظ تُدْعَیْنَ ہی ہے مگر یہ صرف صورت کا اتحاد ہے اصل میں دونوں مختلف ہیں جیساکہ متن میں آرہا ہے۔ ۱۲ رف

[۸] قولہ یار سے بدلا گیا ہے، یعنی بیسویں قاعدہ سے۔

[۹] قولہ اور بس یعنی اس میں نہ ساتواں قاعدہ جاری ہوا اور نہ التقائے ساکنین کی وجہ سے کوئی حرف حذف ہوا بخلاف واحد مؤنث حاضر کے ۱۲ رف

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف

لَنْ یَّدْعُوَ[1] لَنْ یَّدْعُوَا۔ لَنْ یَّدْعُوْا لَنْ تَدْعُوَ لَنْ تَدْعُوَا لَنْ یَّدْعُوْنَ لَنْ تَدْعُوْا[2] لَنْ تَدْعِیْ لَنْ تَدْعُوْنَ لَنْ اَدْعُوَ لَنْ نَّدْعُوَ۔ لن کا عمل جس طرح[3] صحیح میں ہوتا ہے ایسے ہی ان صیغوں میں ہوا ہے سوائے[4] ان تغیرات کے جو مضارع میں ہو چکے تھے کوئی تغیر نہیں ہوا۔

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول

لَنْ یُّدْعٰی لَنْ یُّدْعَیَا لَنْ یُّدْعَوْا لَنْ تُدْعٰی لَنْ تُدْعَیَا لَنْ یُّدْعَیْنَ لَنْ تُدْعَوْا، لَنْ تُدْعَیْ لَنْ تُدْعَیْنَ لَنْ اُدْعٰی لَنْ نُّدْعٰی۔ یُدْعٰی اور اس کی اَخَوات میں الف ہونے کی وجہ سے لَنْ کا عمل ظاہر[5] نہیں ہوا اور باقی صیغوں میں لَنْ کا عمل صحیح کی طرح جاری ہوا ہے کوئی نیا[6] تغیر نہیں ہوا۔

نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف:۔ لَمْ یَدْعُ لَمْ یَدْعُوَا لَمْ یَدْعُوْا لَمْ تَدْعُ لَمْ تَدْعُوَا لَمْ یَدْعُوْنَ لَمْ تَدْعُ لَمْ تَدْعُوَا لَمْ تَدْعِیْ لَمْ تَدْعُوْنَ لَمْ اَدْعُ لَمْ نَدْعُ مواقع جزم میں واؤ[7] ساقط ہوا ہے۔ اور دوسرے صیغوں میں لَمْ کے عمل نے صحیح کی طرح ظاہر ہو کر کسی تغیر کا اضافہ[8] نہیں کیا۔

---

[1] قولہ لَنْ یَّدْعُوَ الخ ان تمام صیغوں میں اگرچہ واؤ چوتھے نمبر پر واقع ہے مگر بیسواں قاعدہ اس لئے جاری نہیں ہوا کہ یہاں واؤ سے پہلے ضمہ ہے، اور بیسویں قاعدہ میں شرط ہے کہ واؤ سے پہلے نہ ضمہ ہو اور نہ واؤ ساکن ہو جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے ۱۲ رف [2] قولہ جس طرح صحیح میں یعنی جس طرح لَنْ صحیح میں سات صیغوں سے نون اعرابی گراتا ہے جمع مؤنث میں کوئی تغیر نہیں کرتا اور باقی پانچ صیغوں کو فتحہ دیدیتا ہے، اسی طرح لَنْ کا عمل یہاں بھی ہوا ہے۔ البتہ تین صیغوں یعنی جمع مذکر غائب حاضر اور واحد مؤنث میں تعلیل ہوئی مگر یہ تعلیل وہی ہے جو ان صیغوں میں مضارع میں بھی ہو چکی ہے کوئی نئی تعلیل یہاں نہیں ہوئی [3] قولہ سوائے الخ یہ مطلب نہیں کہ جن جن صیغوں میں مضارع میں تعلیل ہوئی ہے ان سب صیغوں میں یہاں بھی تعلیل ہے کیونکہ مضارع میں تو یَدْعُوْ تَدْعُوْ اَدْعُوْ نَدْعُوْ میں بھی تعلیل ہوئی تھی مگر یہاں ان صیغوں میں تعلیل نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جن جن صیغوں میں یہاں تعلیل ہے اُن صیغوں میں مضارع میں بھی تعلیل ہے کوئی نئی تعلیل یہاں نہیں۔ اب ایک بات یہ سمجھو کہ لَنْ یَّدْعُوَ لَنْ تَدْعُوَ لَنْ اَدْعُوَ لَنْ نَّدْعُوَ میں یہاں اس لئے تعلیل نہیں ہوئی کہ واؤ پر فتحہ آگیا ہے جو واؤ پر ثقیل نہیں اس لئے تعلیل کا کوئی قاعدہ نہیں پایا جا رہا ۱۲ رف [5] قولہ ظاہر نہیں ہوا اس طرف اشارہ ہے کہ یہ صیغے منصوب تو ہیں مگر نصب تقدیری ہے کیونکہ لَنْ کا عمل فتحہ ہے اور الف حرکت کو قبول نہیں کرتا ۱۲ محمد رفیع عثمانی غفرلہٗ [7] قولہ واؤ ساقط ہوا ہے کیونکہ واؤ آخر میں واقع تھا اور کتاب کے شروع میں معلوم ہو چکا ہے کہ مضارع پر جب لَمْ یا دوسرے جوازم داخل ہوں تو حرف علت مواقع جزم میں ساقط ہو جاتا ہے اور مواقع جزم سے لَمْ یَدْعُ لَمْ تَدْعُ لَمْ اَدْعُ لَمْ نَدْعُ یہ چار صیغے مراد ہیں۔ ۱۲ رف [8] قولہ اضافہ نہیں الخ مطلب یہ کہ یہاں مواقع جزم کے علاوہ باقی صیغوں میں دو قسم کے تغیرات ہوئے ہیں ایک تو وہی تغیرات ہیں جو لَمْ کے داخل ہونے سے ہر مضارع میں ہوتے ہیں خواہ وہ صحیح ہو یا معتل وغیرہ کہ سات صیغوں میں نون اعرابی گر گیا ہے اور دوسرے تغیرات تعلیل کے قبیل سے ہیں جو لَمْ داخل ہونے سے پہلے ہی مضارع میں ہو چکے تھے مثلاً کئی صیغوں میں واؤ حذف ہو گیا تھا وہ یہاں بھی حذف ہے، مذکورہ دونوں تغیرات کے علاوہ کوئی تغیر یہاں نہیں ہوا ۱۲ رف [6] قولہ نیا یعنی غیر ما وقع فی المضارع۔ ۱۲ رف

مجہول:۔ لَمْ يُدْعَ لَمْ يُدْعَيَا لَمْ يُدْعَوْا لَمْ تُدْعَ لَمْ تُدْعَيَا لَمْ يُدْعَيْنَ لَمْ تُدْعَوْا لَمْ تُدْعَيْ لَمْ تُدْعَيْنَ لَمْ أُدْعَ لَمْ نُدْعَ ۔ صرف مواقع جزم میں الف[۵۱] حذف ہوا ہے ۔

بحث لام تاکید بانون ثقیلہ درفعل مستقبل معروف

لَيَدْعُوَنَّ لَيَدْعُوَانِّ لَيَدْعُنَّ لَتَدْعُوَنَّ لَتَدْعُوَانِّ لَيَدْعُوْنَانِّ لَتَدْعُنَّ لَتَدْعِنَّ لَتَدْعُوْنَانِّ لَأَدْعُوَنَّ لَنَدْعُوَنَّ ۔ یہاں صرف وہی تغیرات[۵۲] ہوئے ہیں جو مضارع صحیح کے صیغوں میں نون ثقیلہ کی وجہ سے ہوتے ہیں ۔

مجہول:۔ لَيُدْعَيَنَّ لَيُدْعَيَانِّ لَيُدْعَوُنَّ لَتُدْعَيَنَّ لَتُدْعَيَانِّ لَيُدْعَيْنَانِّ لَتُدْعَوُنَّ لَتُدْعَيِنَّ لَتُدْعَيْنَانِّ لَأُدْعَيَنَّ لَنُدْعَيَنَّ ۔ لَيُدْعَيَنَّ دراصل يُدْعٰى[۵۳] تھا جب شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون ثقیلہ آیا تو نون ثقیلہ نے اپنے ماقبل فتحہ چاہا الف قابلِ حرکت نہ تھا لہٰذا یار کو جو الف کی اصل تھی واپس لے آئے اور فتحہ دیدیا لَيُدْعَيَنَّ ہوگیا وَقِسْ عَلَيْهِ لَتُدْعَيَنَّ لَأُدْعَيَنَّ لَنُدْعَيَنَّ ۔

سوال:۔ لَنْ يُدْعٰى میں کیوں[۵۴] نصب کی وجہ سے یار کو واپس نہیں لائے تاکہ اسپر بھی فتحہ ظاہر ہوجاتا ۔

جواب:۔ اگر یار کو واپس لاتے تو وہ پھر الف بن جاتی کیونکہ تعلیل کا سبب یعنی تحرّکِ یار وانفتاحِ ماقبل یہاں موجود ہے ۔ بخلاف لَيُدْعَيَنَّ اور اس کی اخوات کے کہ وہاں سبب اعلال موجود نہیں، کیونکہ نون ثقیلہ کا اتصال ساتویں قاعدہ کے اجرار سے مانع[۵۵] ہے ۔

---

[۵۱] قولہ الف حذف ہوا ہے اور مواقع جزم کے علاوہ صیغوں میں لَمْ نے صحیح کی طرح عمل کیا ہے کہ نون اعرابی گرادیا اور تعلیلاً وہی ہیں جو لَمْ داخل ہونے سے پہلے مضارع مجہول میں ہوچکی تھیں ۔ ۱۲ رف [۵۲] قولہ صرف وہی تغیرات الخ مگر صیغہ جمع مذکر غائب حاضر اور صیغہ واحد مونث حاضر میں جو تعلیلات مضارع میں لام تاکید اور نون تاکید ثقیلہ لگنے سے پہلے ہوئی تھیں وہ باقی رہیں ۔ اول الذکر دونوں صیغوں میں واؤ حذف ہوا تھا اور مؤخر الذکر صیغہ میں یار حذف ہوئی تھی یہ حذف یہاں بھی ہے اور باقی صیغوں میں وہ تعلیل بھی باقی نہیں رہی جو مضارع میں ہوئی تھی کہ يَدْعُوْ تَدْعُوْ أَدْعُوْ نَدْعُوْ میں واؤ مضموم کو ساکن کردیا تھا مگر یہاں وہ نونِ تاکید کے ماقبل ہونے کے باعث مفتوح ہوگیا ہے جیساکہ صحیح میں بھی ہوتا ہے ۱۲ رف

[۵۳] قولہ يُدْعٰى تھا اور يُدْعٰى دراصل يُدْعَيُ تھا ۔ اور يُدْعَيُ دراصل يُدْعَوُ تھا جیسے کہ تعلیلاً پیچھے گزرچکی ہیں ۱۲ رف

[۵۴] قولہ کیوں الخ یعنی جیسے کہ لَيُدْعَيَنَّ میں یار واپس آگئی ہے اسی طرح لَنْ يُدْعٰى میں کیوں واپس نہ لے آئے یار کو واپس لانے میں یہ فائدہ ہوتا کہ یار حرکت کو قبول کرلیتی اور نصب لفظاً ظاہر ہوجاتا جو لَنْ کا اصل تقاضا ہے ۱۲ رف

[۵۵] قولہ مانع ہے جیساکہ ساتویں قاعدہ میں گزرچکا ہے ۱۲

محمد رفیع عثمانی

لَیَدْعُوُنَّ دراصل یَدْعُوْنَ تھا لام تاکید اوّل میں اور نون ثقیلہ آخر میں لائے اور نون اعرابی حذف کیا تو واوٗ اور نون کے درمیان اجتماع ساکنین[1] ہوگیا واوٗ غیر مدّہ تھا اسے ضمّہ دیدیا[2]، یہی حال لَتَدْعُوُنَّ کا ہے اور لَتَدْعِیِنَّ[3] میں یار کو کسرہ دیا گیا ہے۔

فائدہ[4] :- اجتماع ساکنین کے وقت اگر پہلا مدّہ[5] ہو تو اسے حذف کر دیتے ہیں اور اگر غیر مدّہ ہو تو واوٗ کو ضمّہ اور یار کو کسرہ دیتے ہیں۔

مدّہ :- ایسے حرف علّت ساکن کو کہتے ہیں جس کے ماقبل کی حرکت اسکے موافق[6] ہو اور جو ایسا نہ ہو وہ غیر مدّہ ہے۔

لام تاکید بانون خفیفہ در فعل مستقبل معروف

لَیَدْعُوَنْ لَیَدْعُنْ لَتَدْعُوَنْ لَتَدْعُنْ لَتَدْعِنْ لَاَدْعُوَنْ لَنَدْعُوَنْ ۔

مجہول :- لَیُدْعَیَنْ لَیُدْعَوُنْ لَتُدْعَیَنْ لَتُدْعَوُنْ لَتُدْعَیِنْ لَاُدْعَیَنْ لَنُدْعَیَنْ ۔

امر حاضر معروف

اُدْعُ[7] اُدْعُوَا اُدْعُوْا اُدْعِیْ اُدْعُوْنَ ۔ اُدْعُ میں واوٗ سکونِ وقفی[8] کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے۔ باقی صیغے مضارع سے اسی طرح بنے ہیں[9] جس طرح صحیح سے بنتے ہیں۔

---

[1] قولہ اجتماع ساکنین یعنی واوٗ ساکن اور نون مشدد کے درمیان ۱۲ رف [2] قولہ ضمہ دیدیا یہ ایک قاعدہ ہے جو ایک سطر بعد مصنف خود بیان فرمائیں گے ۱۲ رف [3] قولہ لَتَدْعِیِنَّ میں الخ یعنی لَیَدْعُوُنَّ اور لَتَدْعُوُنَّ کی تعلیل اور لَتَدْعِیِنَّ کی تعلیل میں صرف اتنا فرق ہے کہ اوّل الذکر دونوں صیغوں میں اجتماع ساکنین کے باعث واوٗ کو ضمّہ دیا گیا ہے اور موٴخر الذکر صیغے میں یار کو کسرہ دیا ہے۔ ۱۲ رف

[4] قولہ فائدہ اب تک تم یہ پڑھتے چلے آئے تھے کہ "اجتماع ساکنین کے وقت ساکن اوّل کو حذف کر دیتے ہیں" مگر لَیَدْعُوُنَّ لَتَدْعُوُنَّ اور لَتَدْعِیِنَّ میں ساکن اوّل کو حذف نہیں کیا گیا بلکہ متحرک کر دیا گیا ہے اس سے تمہیں تشویش ہو رہی ہوگی۔ اسلئے مصنفؒ قاعدہ بیان کرتے ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ اجتماع ساکنین کے وقت ساکن اوّل کو اسوقت حذف کیا جاتا ہے جب وہ مدّہ ہو اور جب غیر مدہ ہو تو اسے حذف نہیں کرتے بلکہ حرکت دیدیتے ہیں پھر اگر وہ غیر مدہ واوٗ ہو تو ضمہ دیتے ہیں اور یار ہو تو کسرہ دیتے ہیں۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی [5] قولہ پہلا یعنی پہلا حرف ساکن ۱۲ رف

[6] قولہ موافق ہو، یعنی واوٗ سے پہلے ضمہ ہو الف سے پہلے فتحہ اور یار سے پہلے کسرہ ہو۔ ۱۲ رفیع

[7] قولہ اُدْعُ قرآن حکیم میں ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۱۲ محمد رفیع عثمانی [8] قولہ سکونِ وقفی یعنی ایسا سکون جو کسی عامل مثلاً لَمْ وغیرہ کے عمل کی وجہ سے نہ آیا ہو جیسا کہ امر حاضر میں ہوتا ہے اور جو سکون لَمْ وغیرہ کے عمل کی وجہ سے آتا ہے اُسے جزم کہتے ہیں واللہ علم ۱۲ رف

[9] قولہ اسی طرح بنے ہیں مثلاً اُدْعُوَا کو تَدْعُوَانِ سے اُدْعُوْا کو تَدْعُوْنَ سے بنایا گیا ہے۔ علامتِ مضارع حذف کر کے ہمزۂ وصل مضموم شروع میں لے آئے ۱۲ رفیع

امرِ غائب و متکلم معروف :- لِیَدْعُ لِیَدْعُوَا لِیَدْعُوْا لِتَدْعُ لِتَدْعُوَا لِیَدْعُوْنَ لِاَدْعُ لِنَدْعُ۔

امرِ مجہول :- لِیُدْعَ لِیُدْعَیَا آخر تک لَمْ یُدْعَ لَمْ یُدْعَیَا الخ کی طرح ہے۔

امرِ حاضر معروف بانونِ ثقیلہ :- اُدْعُوَنَّ اُدْعُوَانِّ اُدْعُنَّ اُدْعِنَّ اُدْعُوَانِّ اُدْعُوْنَانِّ۔ اُدْعُ میں جو واؤ وقف کی وجہ سے حذف ہو گیا تھا نونِ ثقیلہ بڑھانے کے بعد اُسے واپس لے آئے کیونکہ اب وقف نہیں رہا اور فتحہ دے دیا، باقی صیغوں میں حسب معمول[51] تغیرات ہوئے ہیں۔

امرِ غائب و متکلم معروف بانونِ ثقیلہ :- لِیَدْعُوَنَّ لِیَدْعُوَانِّ لِیَدْعُنَّ لِتَدْعُوَنَّ لِتَدْعُوَانِّ لِیَدْعُوْنَانِّ لِاَدْعُوَنَّ لِنَدْعُوَنَّ۔ جو واؤ جزم کے باعث لِیَدْعُوَنَّ اور اسکی اخوات[52] میں گر گیا تھا[53] واپس آکر مفتوح[54] ہو گیا، باقی سب حسب معمول ہیں[55]۔

امرِ مجہول بانونِ ثقیلہ :- لِیُدْعَیَنَّ آخر تک مضارع مجہول بانونِ ثقیلہ کی طرح ہے سوائے اسکے کہ اس کا لام مکسور[56] ہے اور مضارع کا مفتوح لِیُدْعَیَنَّ اور اسکی اخوات[57] میں چونکہ جزم[58] باقی نہیں رہا اسلئے یاء کو جو الفِ محذوف[59] کی اصل تھی واپس لے آئے کیونکہ نونِ[60] ثقیلہ فتحہ چاہتا ہے۔ اور الف اس کے قابل نہ تھا۔ امر

---

[51] قولہ حسب معمول یعنی جو تعلیلات مضارع میں ہوئی تھیں وہ ہی اسمیں بھی ہوئی ہیں۔ ۱۲ منہ [52] قولہ اخوات یعنی لِتَدْعُوَنَّ لِاَدْعُوَنَّ لِنَدْعُوَنَّ ۱۲ رف [53] قولہ گر گیا تھا یعنی جو واؤ امر غائب و متکلم معروف میں نونِ ثقیلہ لگنے سے پہلے لام امر کی وجہ سے گر گیا تھا۔ ۱۲

[54] قولہ مفتوح ہو گیا، کیونکہ نونِ ثقیلہ اپنے ماقبل فتحہ چاہتا ہے ۱۲ رف

[55] قولہ حسب معمول ہیں یعنی جو تعلیلات امر میں نونِ ثقیلہ لگنے سے پہلے ہوئی ہیں ان کے علاوہ کوئی تعلیل نہیں ہوئی۔ اور نونِ ثقیلہ کی وجہ سے جو تغیر صحیح میں ہوتے ہیں وہ یہاں بھی ہوئے ہیں ۱۲ رف

[56] قولہ مکسور ہے کیونکہ یہ لام امر ہے اور لام امر ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور مضارع میں لام تاکید ہے اور لام تاکید ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے ۱۲ رف

[57] قولہ اخوات یعنی لِتُدْعَیَنَّ لِاُدْعَیَنَّ لِنُدْعَیَنَّ ۔ ۱۲ رف

[58] قولہ جزم باقی نہیں اسلئے کہ نونِ ثقیلہ لگنے سے مضارع مبنی ہو جاتا ہے ۱۲ رف [59] قولہ الفِ محذوف یعنی وہ الف جو امر مجہول میں سکونِ وقفی کی وجہ سے لِیُدْعَ لِتُدْعَ لِاُدْعَ لِنُدْعَ میں حذف کر دیا گیا تھا اسکی اصل یاء تھی، اس یاء کو واپس لا کر فتحہ دیدیا۔ سوال :- الف محذوف کی اصل یاء نہیں بلکہ واؤ ہے۔ کیونکہ دُعَا بَدْعُوْ واوی ہے نہ کہ یائی۔

جواب :- یہ فعل واوی تو ہے مگر چونکہ واؤ کو بیسویں قاعدہ سے یاء سے بدل دیا گیا تھا پھر یاء کو الف سے بدلا تھا اسلئے الف کی اصل یاء ہے اور یاء کی اصل واؤ تو واو الف کی اصل نہیں بلکہ اصل الاصل ہے لہٰذا یاء کو الف کی اصل کہنا صحیح ہے۔

سوال :- جب واؤ اصل الاصل ہے تو اسے ہی واپس لانا چاہیئے۔ پھر یاء کو واپس لانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب :- اگر واؤ کو واپس لاتے تو وہ بیسویں قاعدہ سے پھر یاء بن جاتا کیونکہ واؤ چوتھے نمبر پر واقعہ ہو تو یاء سے بدل جاتا ہے۔ لہٰذا واؤ کو واپس لانے میں کوئی فائدہ نہ تھا۔ ۱۲ رف

[60] قولہ کیونکہ الخ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے اعتراض یہ ہوتا ہے کہ جب نونِ ثقیلہ داخل ہونے کی وجہ سے سکونِ وقفی باقی نہ رہا تو الف کی اصل کو واپس لانے کے بجائے خود الف کو واپس لانا چاہیئے تھا۔ مصنفؒ اسکا جواب دیتے ہیں کہ الف کو اس واسطے واپس نہیں لائے کہ نونِ ثقیلہ اپنے ماقبل فتحہ چاہتا ہے اور الف قابل حرکت نہیں اسلئے الف کی بجائے اسکی اصل یعنی یاء کو واپس لے آئے ۱۲ رف

کے تمام صیغوں میں نون خفیفہ (کا حال)، نون ثقیلہ سے معلوم ہوسکتا ہے۔

نہی معروف :- لَا یَدْعُ لَا یَدْعُوَا لَا یَدْعُوْا لَا تَدْعُ لَا تَدْعُوَا لَا یَدْعُوْنَ لَا تَدْعُوْا لَا تَدْعِیْ لَا تَدْعُوْنَ لَا اَدْعُ لَا نَدْعُ - لَمْ یَدْعُ کی طرح ہے۔

نہی مجہول :- لَمْ یُدْعَ الخ مجہول کی طرح ہے۔ نہی معروف بانون ثقیلہ :- لَا یَدْعُوَنَّ لَا یَدْعُوَانِّ الخ مجہول :- لَا یُدْعَیَنَّ لَا یُدْعَیَانِّ الخ امر بانون ثقیلہ کی طرح ہے۔

نون خفیفہ بھی اسی طرز پر نکال لینا چاہیئے۔

بحث اسم فاعل

دَاعٍ دَاعِیَانِ دَاعُوْنَ دَاعِیَۃٌ دَاعِیَتَانِ دَاعِیَاتٌ، ان تمام صیغوں میں واو گیارہویں[1] قاعدہ سے یاء ہوگیا اور دَاعٍ میں دسویں[2] قاعدہ سے ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کے باعث حذف ہوگیا اگر اس صیغہ پر الف لام ہو یا مضاف ہونے کی وجہ سے اس پر تنوین نہ ہو تو یہ صرف ساکن[3] ہوگا حذف[4] نہیں ہوگا جیسے اَلدَّاعِیْ اور دَاعِیْکُمْ، نیز اَلدَّاعِیْ میں یاء کبھی حذف[5] بھی کر دیتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ[6] اور یہ تمام صورتیں صرف حالت رفعی وجری میں ہیں ورنہ حالت[7] نصبی میں دَاعِیًا والدَّاعِیَ و دَاعِیَکُمْ ہی کہیں گے۔

بحث اسم مفعول :- مَدْعُوٌّ مَدْعُوَّانِ مَدْعُوُّوْنَ مَدْعُوَّۃٌ مَدْعُوَّتَانِ مَدْعُوَّاتٌ

---

[1] قولہ گیارہویں قاعدہ سے تم غور کرو گے تو معلوم ہوگا کہ اس پوری بحث میں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ واو بیسویں قاعدہ سے یاء ہوئی ہے غرض دونوں ہی قاعدے جاری ہوسکتے ہیں۔ ۱۲ رف

[2] قولہ دسویں قاعدہ سے الخ مصنف علام کا یہ فرمانا صحیح نہیں کیونکہ دسواں قاعدہ کسی بھی صورت سے یہاں منطبق نہیں ہوسکتا صحیح یہ ہے کہ یہاں بیسواں اور پچیسواں قاعدہ جاری ہوا ہے۔ اس طرح کہ دَاعٍ اصل میں دَاعِوٌ تھا واو چوتھے نمبر میں واقع ہوا اسلئے بیسویں قاعدہ سے واو کو یاء سے بدلا دَاعِیٌ ہوگیا۔ پچیسویں قاعدہ کی جو تفسیر ہم نے اسکے مقام پر حاشیہ میں کی ہے اسکے مطابق اب دَاعِیٌ میں پچیسواں قاعدہ پایا گیا کہ اسم کے آخر میں یاء متحرک ماقبل مکسور بغیر لام و اضافت کے پائی گئی اسلئے یاء کو ساکن کرکے اجتماع ساکنین کے باعث گرایا دَاعٍ رہ گیا۔ بیسویں اور پچیسویں قاعدہ کو دوبارہ دیکھ کر تعلیل خوب ذہن نشین کر لو اور پچیسویں قاعدہ کا حاشیہ بھی ضرور دیکھ لو ۱۲ محمد رفیع عثمانی

[3] قولہ ساکن ہوگا مگر ساکن بھی صرف اسوقت ہوگا جب یہ حالت رفع وجر میں ہو، حالتِ نصب میں ساکن بھی نہیں ہوگا جیسا کہ متن میں بھی آتا ہے ۱۲ رف

[4] قولہ حذف نہیں ہوگا کیونکہ اجتماع ساکنین تنوین نہ ہونے کی وجہ سے باقی نہ رہے گا۔ ۱۲ رف

[5] قولہ حذف بھی الخ تخفیف کے لئے ۱۲ رف

[6] قولہ یَوْمَ یَدْعُ الخ یعنی جس روز بلانے والا بلائے گا۔ سورۂ قمر۔ ۱۲ رف

[7] قولہ حالت نصبی تفصیل قاعدہ نمبر پچیس میں گزر چکی ہے ۱۲ محمد رفیع عثمانی

ان صیغوں میں صرف واوِ مفعول لامِ فعل کے واؤ میں مدغم ہوا ہے اور بس۔

ناقص[1] یائی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ، اَلرَّمْیُ تیر پھینکنا، رَمٰی یَرْمِیْ رَمْیًا فَهُوَ رَامٍ و رُمِیَ یُرْمٰی رَمْیًا فَهُوَ مَرْمِیٌّ الامر منه اِرْمِ والنهی عنه لَا تَرْمِ الظرف منه مَرْمًی والآلة منه مِرْمًی مِرْمَاةٌ مِرْمَاءٌ وتثنیتهما مَرْمَیَانِ ومِرْمَیَانِ والجمع منهما مَرَامٍ و مَرَامِیُّ افعل التفضیل منه اَرْمٰی والمؤنث منه رُمْیٰی وتثنیتهما اَرْمَیَانِ و رُمْیَیَانِ والجمع منهما اَرَامٍ واَرْمَوْنَ و رُمًی و رُمْیَیَاتٌ۔

مضارع مکسور العین ہونے کے باوجود اس باب سے ظرف مفتوح العین آیا ہے۔ قاعدہ وہی ہے جو ہم لکھ چکے ہیں کہ ناقص سے ظرف مطلقًا[2] مفتوح العین آتا ہے ظرف کی یاء الف سے بدل کر اجتماع ساکنین یا تنوین کی وجہ سے گر گئی۔ یہی تعلیل مِرْمًی آلہ میں ہے اور تنوین نہ ہونے کی صورت میں الف[3] باقی رہے گا جیسے اَلْمَرْمٰی و مَرْمَاکُمْ۔ مَرَامٍ جمع ظرف اور اَرَامٍ جمع تفضیل ہے اصل[4] میں مَرَامِیُ تھا، پچیسواں قاعدہ جاری ہوکر مَرَامٍ اور اَرَامٍ ہوگیا۔ اَرْمٰی میں یاء بقاعدہ[5] الف سے بدل گئی رُمْیٰی مؤنث اور دونوں[6] تثنیہ اور رُمْیَیَاتٌ اپنی اصل پر ہیں۔ رُمْیٰی کی جمع مکسر رُمًی[7] میں یاء الف سے بدل کر اجتماع ساکنین یا تنوین کی وجہ سے گر گئی۔

اثبات فعل ماضی معروف:۔ رَمٰی رَمَیَا رَمَوْا رَمَتْ رَمَتَا رَمَیْنَ رَمَیْتَ رَمَیْتُمَا رَمَیْتُمْ رَمَیْتِ رَمَیْتُمَا رَمَیْتُنَّ رَمَیْتُ رَمَیْنَا۔ رَمٰی میں اور رَمَوْا رَمَتْ اور رَمَتَا میں یاء ساتویں قاعدہ سے الف بن گئی پھر الف رَمَتْ و رَمَتَا میں اجتماع[8] ساکنین با تائے تانیث کے باعث گر گیا باقی سب صیغے اصل پر ہیں۔

اثبات فعل ماضی مجہول:۔ رُمِیَ رُمِیَا رُمُوْا رُمِیَتْ الخ اسکے تمام صیغوں میں کوئی تعلیل نہیں سوائے رُمُوْا کے کہ دسویں قاعدہ سے یاء کی حرکت ماقبل کو دیکر یاء کو حذف کر[9] دیا گیا۔

---

[1] قولہ ناقص یائی الخ اس باب سے ناقص واوی نہیں آتا حاشیہ فارسی [2] قولہ مطلقًا یعنی مضارع کی عین پر خواہ کوئی بھی حرکت ہو ۱۲ رف [3] قولہ الف باقی الخ کیونکہ اس صورتیں اجتماع ساکنین نہیں ہوتا ۱۲ رف [4] قولہ اصل میں یہاں مصنف نے اصل صرف مَرَامٍ کی بیان کی ہے اور اَرَامٍ ذکر نہیں کی کیونکہ مَرَامٍ پر قیاس کرکے اَرَامٍ کی اصل بھی معلوم کی جاسکتی ہے کہ اصل میں اَرَامِیُ تھا ۱۲ رف [6] قولہ دونوں تثنیہ یعنی اَرْمَیَانِ و رُمْیَیَانِ ۱۲ رف [7] قولہ رُمًی دراصل رُمَیٌ بروزن فُعَلٌ تھا ۱۲ رف [8] قولہ اجتماع ساکنین الخ اگرچہ رَمَتَا میں اجتماع ساکنین لفظوں میں نہیں لیکن چونکہ تاء تانیث میں اصل سکون ہی ہے اسلئے حرکت عارضیہ کا اعتبار نہ کیا جائیگا ۱۲ کذا فی الحاشیہ [9] قولہ حذف کر دیا گیا مفصل بیان قاعدہ ۱۰ میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

اثبات فعل مضارع معروف :- یَرْمِیْ یَرْمِیَانِ یَرْمُوْنَ تَرْمِیْ تَرْمِیَانِ یَرْمِیْنَ تَرْمُوْنَ تَرْمِیْنَ تَرْمِیْنَ اَرْمِیْ نَرْمِیْ۔

یَرْمِیْ تَرْمِیْ اَرْمِیْ اور نَرْمِیْ میں یار دسویں قاعدہ سے ساکن ہوگئی اور یَرْمُوْنَ و تَرْمُوْنَ و تَرْمِیْنَ میں اسی قاعدہ سے حذف ہوگئی باقی صیغے یعنی سب تثنیے اور دونوں جمع مؤنث اصل پر ہیں۔ واحد مؤنث حاضر کی صورت حذف یار کے بعد جمع مؤنث حاضر کے مثل ہوگئی ہے۔ یعنی تَرْمِیْنَ[1]۔

مجہول :- یُرْمٰی یُرْمَیَانِ یُرْمَوْنَ تُرْمٰی تُرْمَیَانِ یُرْمَیْنَ تُرْمَوْنَ تُرْمَیْنَ تُرْمَیْنَ اُرْمٰی نُرْمٰی۔ سب تثنیہ اور دونوں جمع مؤنث اصل پر ہیں باقی صیغوں میں یار بقاعدہ ۵ الف سے بدلکر اجتماع ساکنین کے مواقع یعنی یُرْمَوْنَ تُرْمَوْنَ اور تُرْمَیْنَ واحد مؤنث حاضر میں حذف ہوگئی۔

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف :- لَنْ یَّرْمِیَ لَنْ یَّرْمِیَا لَنْ یَّرْمُوْا الخ لَنْ جو عمل کرتا ہے اس کے علاوہ صیغوں میں کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔

مجہول :- لَنْ یُّرْمٰی لَنْ یُّرْمَیَا الخ لَنْ کا عمل یُرْمٰی تُرْمٰی اُرْمٰی اور نُرْمٰی میں الف کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوا اس کے علاوہ کسی صیغے میں کوئی نیا تغیر نہیں۔

نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف :- لَمْ یَرْمِ لَمْ یَرْمِیَا لَمْ یَرْمُوْا لَمْ تَرْمِ لَمْ تَرْمِیَا لَمْ یَرْمِیْنَ لَمْ تَرْمُوْا لَمْ تَرْمِیْ لَمْ تَرْمِیْنَ لَمْ اَرْمِ لَمْ نَرْمِ۔ مواقع جزم میں یار[2] ساقط ہوئی، اور باقی صیغوں میں لَمْ کا عمل صحیح کی طرح ہے۔

مجہول :- لَمْ یُرْمَ لَمْ یُرْمَیَا الخ اس کا حال معروف کی طرح ہے۔

لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف

لَیَرْمِیَنَّ لَیَرْمِیَانِّ لَیَرْمُنَّ لَتَرْمِیَنَّ لَتَرْمِیَانِّ لَیَرْمِیْنَانِّ لَتَرْمُنَّ لَتَرْمِنَّ لَتَرْمِیْنَانِّ لَاَرْمِیَنَّ لَنَرْمِیَنَّ۔ لَیَضْرِبَنَّ الخ[3] کے طرز پر ہے۔

---

[1] قولہ تَرْمِیْنَ، لیکن اصل کے اعتبار سے دونوں میں فرق ہے کہ واحد مؤنث حاضر اصل میں تَرْمِیِیْنَ تھا۔ پہلی یار دسویں قاعدہ سے حذف ہوگئی۔ اور جمع مؤنث حاضر اپنی اصل پر ہے۔ ۱۲ رف

[2] قولہ ساقط ہوئی کیونکہ حالت جزم و وقف میں پانچ صیغوں میں حرف علت آخر سے ساقط ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ بار بار معلوم ہوچکا ہے۔ ۱۲ رف

[3] قولہ لَیَضْرِبَنَّ الخ کے طرز پر یعنی صحیح کی طرح ہے ۱۲ رف

تعلیل[1] کے بعد مضارع کی جو شکل رہ گئی تھی اس پر صحیح کی طرح تغیرات[2] ہوئے ہیں۔

مجہول:۔ لَیُرْمَیَنَّ لَیُرْمَیَانِّ لَیُرْمَوُنَّ لَتُرْمَیَنَّ لَتُرْمَیَانِّ لَیُرْمَیْنَانِّ لَتُرْمَوُنَّ لَتُرْمَیِنَّ لَتُرْمَیْنَانِّ لَاُرْمَیَنَّ لَنُرْمَیَنَّ۔

لَتُدْعَیَنَّ الخ کی طرح ہے۔ نون خفیفہ معروف ومجہول بھی اسی طرح ہے۔

امر حاضر معروف:۔ اِرْمِ اِرْمِیَا اِرْمُوْا اِرْمِیْ اِرْمِیْنَ صیغہ واحد مذکر حاضر میں وقف کی وجہ سے یا ر گر گئی باقی صیغے مضارع سے حسب دستور بنائے گئے ہیں۔

سوال:۔ جب اِرْمُوْ کو تَرْمُوْنَ سے بنایا اور علامت مضارع حذف کر کے سکونِ مابعد کی وجہ سے ہمزۂ وصل لائے تو چاہیئے تھا کہ مضموم لاتے کیونکہ عین کلمہ مضموم ہے؟

جواب: اگرچہ عین کلمہ فی الحال تَرْمُوْنَ میں مضموم ہے لیکن اصل میں مکسور ہے کیونکہ اصل اس کی تَرْمِیُوْنَ ہے اور ہمزۂ وصل باعتبار اصل کے لایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اُدْعِیْ میں جو کہ تَدْعِیْنَ سے

---

[1] قولہ تعلیل کے بعد الخ اعتراض مقدر کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہوتا ہے کہ آپ کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ لَیَرْمِیَنَّ کی پوری گردان لَیَضْرِبَنَّ کے طرز پر ہے کیونکہ یہاں تو جمع مذکر غائب حاضر اور واحد مؤنث حاضر میں لام کلمہ حذف ہوا ہے جیسے کہ لَیَرْمُنَّ لَتَرْمُنَّ اور لَتَرْمِنَّ میں اور صحیح میں حذف نہیں ہوا جیسے لَیَضْرِبُنَّ، لَتَضْرِبُنَّ و لَتَضْرِبِنَّ؟ جواب کی توضیح یہ ہے کہ لَیَضْرِبَنَّ الخ کے طرز پر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ لَیَرْمِیَنَّ کی گردان میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ نون ثقیلہ لگنے سے پہلے مضارع میں جو تعلیل ہو چکی تھی وہ تو باقی رہی لیکن مزید کوئی تعلیل نون ثقیلہ کے باعث نہیں ہوئی سوائے ان تغیرات کے جو کہ نون ثقیلہ لگنے کے وقت صحیح میں بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ مضارع کے صیغۂ جمع مذکر غائب وحاضر و واحد مؤنث حاضر یعنی یَرْمُوْنَ و تَرْمُوْنَ و تَرْمِیْنَ میں لام کلمہ حذف ہوا تھا، نون ثقیلہ لگنے کے وقت یہ تعلیل بحالہ برقرار رہی اور مزید تغیر صرف اتنا ہوا کہ جمع مذکر میں واؤ جمع اور واحد مؤنث میں یائے تانیث اجتماع ساکنین کے باعث گر گئی چنانچہ یہ لَیَرْمُنَّ و لَتَرْمُنَّ و لَتَرْمِنَّ ہو گئے لیکن واؤ جمع اور یائے تانیث کا گرنا معتل کی خصوصیت نہیں بلکہ یہ تغیر تو صحیح میں بھی ہوتا ہے چنانچہ لَیَضْرِبُنَّ و لَتَضْرِبُنَّ میں بھی واؤ جمع اور لَتَضْرِبِنَّ میں یائے تانیث گری ہے۔ خلاصہ یہ کہ لَیَرْمِیَنَّ کی گردان میں دو قسم کے تغیرات ہیں ایک تو وہ جو نون ثقیلہ لگنے سے پہلے ہی مضارع میں ہو چکے تھے، دوسرے وہ جو نون ثقیلہ لگنے کی وجہ سے ہوئے، قسم اول کے اعتبار سے دونوں گردانوں کے بعض صیغوں میں فرق ہے اور قسم دوم کے اعتبار سے لَیَرْمِیَنَّ کی گردان بعینہ لَیَضْرِبَنَّ کے طرز پر ہے اور مصنف نے یہاں لَیَرْمِیَنَّ کی گردان کو لَیَضْرِبَنَّ کے طرز پر اسی اعتبار سے کہا ہے ۱۲ رف

[2] قولہ تغیرات ہوئے ہیں۔ احقر کے سامنے جو نسخے کتب خانہ رحیمیہ دیوبند اور مطبع مجتبائی کے ہیں انمیں مصنف کی یہ پوری عبارت اس طرح ہے برقیاس لَیَضْرِبَنَّ تا آخر مجہول بعد اعلال ہمچنیکہ مضارع ماندہ بود مثل صحیح تغیرات شدہ، ظاہر ہے کہ یہ عبارت غلط ہے اور غالباً کتابت کی غلطی ہے۔ احقر کا خیال ہے کہ اصل عبارت اس طرح تھی "برقیاس لَیَضْرِبَنَّ تا آخر بعد اعلال ہمچنیکہ مضارع ماندہ بود برآں مثل صحیح تغیرات شدہ" جسکا حاصل یہ ہے کہ لفظ مجہول کتابت کی غلطی سے زائد ہو گیا اور "ماندہ بود" کے بعد لفظ "برآں" چھوٹ گیا۔ احقر نے ترجمہ اپنی مزعومہ عبارت کے مطابق کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ رف

بنا ہے ہمزۂ وصل مضموم ہے۔
امر غائب و متکلم معروف :- لِیَرْمِ لِیَرْمِیَا لِیَرْمُوْا لِتَرْمِ لِتَرْمِیَا لِیَرْمِیْنَ لِاَرْمِ لِنَرْمِ،
امر مجہول :- لِیُرْمَ لِیُرْمَیَا الخ بطرز لَمْ یُرْمَ لَمْ یُرْمَیَا الخ اور اسی طرح نہی معروف جیسے
لَا یَرْمِ لَا یَرْمِیَا الخ اور نہی مجہول جیسے لَا یُرْمَ الخ ہے۔
نون ثقیلہ اور خفیفہ جب امر و نہی میں آتا ہے تو محذوف حرف علّت واپس آکر مفتوح[1] ہو جاتا ہے
دوسرے صیغوں میں کوئی تغیر سوائے اس کے نہیں ہوتا جو صحیح میں ہوتا ہے۔
امر حاضر معروف با نون ثقیلہ :- اِرْمِیَنَّ اِرْمِیَانِّ اِرْمُنَّ الخ
امر غائب و متکلم معروف با نون ثقیلہ :- لِیَرْمِیَنَّ لِیَرْمِیَانِّ الخ
امر حاضر معروف با نون خفیفہ :- اِرْمِیَنْ اِرْمُنْ اِرْمِنْ۔
امر غائب و متکلم معروف با نون خفیفہ :- لِیَرْمِیَنْ لِیَرْمُنْ لِتَرْمِیَنْ لِاَرْمِیَنْ لِنَرْمِیَنْ
امر مجہول با نون خفیفہ :- لِیُرْمَیَنْ لِیُرْمَوُنْ لِتُرْمَیَنْ لِتُرْمَوُنْ لِتُرْمَیِنْ لِاُرْمَیَنْ
لِنُرْمَیَنْ۔
نہی معروف با نون خفیفہ :- لَا یَرْمِیَنْ لَا یَرْمُنْ لَا تَرْمِیَنْ لَا تَرْمُنْ لَا تَرْمِنْ لَا
اَرْمِیَنْ لَا نَرْمِیَنْ۔
نہی مجہول با نون خفیفہ :- امر مجہول کی طرح ہے۔
اسم فاعل :- رَامٍ رَامِیَانِ رَامُوْنَ رَامِیَۃٌ رَامِیَتَانِ رَامِیَاتٌ رَامٍ میں یار ساکن
ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی اور رَامُوْنَ[2] میں یار کی حرکت ماقبل کو ملی پھر یار واؤ سے بدل کر
حذف ہو گئی، اس کے علاوہ کسی صیغے میں اعلال نہیں۔
اسم مفعول :- مَرْمِیٌّ[3] مَرْمِیَّانِ الخ ان تمام صیغوں میں واؤ چودھویں قاعدہ سے یار بن کر
یار میں مدغم ہوا اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل گیا۔

---

[1] قولہ مفتوح الخ یہ بات صرف یَفْعِلُ تَفْعِلُ اَفْعِلُ نَفْعِلُ میں ہے ورنہ جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر میں حرف علت واپس نہیں آتا جیسے اِرْمُنَّ اِرْمِنَّ ۱۲ رف

[2] قولہ رَامُوْنَ حضرات اساتذہ سے التماس ہے کہ مصنف نے جس تعلیل میں قاعدہ کا حوالہ نہیں دیا اسکا قاعدہ طلبہ سے پوچھیں، خود بتانے سے حتی الوسع احتراز فرمائیں۔ ۱۲ رف

[3] قولہ مَرْمِیٌّ دراصل مَرْمُوْیٌ بر وزن مَفْعُوْلٌ تھا، چودھواں یعنی سَیِّدٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ ۱۲ رف

ناقص واوی از سَمِعَ یَسْمَعُ : اَلرِّضٰی وَالرِّضْوَانُ "خوش ہونا اور پسند کرنا" رَضِیَ یَرْضٰی رِضًی وَرِضْوَانًا فھو رَاضٍ وَرُضِیَ یُرْضٰی رِضًی وَرِضْوَانًا فھو مَرْضِیٌّ الامر منہ اِرْضَ والنہی عنہ لَا تَرْضَ الظرف منہ مَرْضًی وَالآلۃ منہ مِرْضًی ومِرْضَاۃٌ ومِرْضَاءٌ وتثنیتھما مَرْضَیَانِ ومِرْضَیَانِ والجمع منھما مَرَاضٍ ومَرَاضِیُّ افعل التفضیل منہ اَرْضٰی والمؤنث منہ رُضْیٰی و تثنیتھما اَرْضَیَانِ ورُضْیَیَانِ والجمع منھما اَرْضَوْنَ وَاَرَاضٍ ورُضًی ورُضْیَیَاتٌ ۔

اس باب کے معروف صیغوں میں بھی دُعِیَ یُدْعٰی کی طرح اعلال ہوا ہے اور اس باب کے صیغوں میں تمام تعلیلات دَعَا یَدْعُوْ کے صیغوں کی طرح ہیں سوائے مَرْضِیٌّ مفعول کے جو دراصل مَرْضُوْوٌ تھا کہ اس میں خلاف[۵۱] قیاس دِلِیٌّ کا قاعدہ جاری ہوگیا ہے سمجھ کر گردان کرلینی چاہیئے ۔

ناقص یائی از سَمِعَ : اَلْخَشْیَۃُ ڈرنا ۔ خَشِیَ یَخْشٰی خَشْیَۃً فھو خَاشٍ الخ اس باب کے افعال میں تعلیل رَمٰی یَرْمِیْ کے مجہول کے طرز پر ہوئی ہے اور صرفِ صغیر کے دوسرے صیغوں[۵۲] میں رَمٰی یَرْمِیْ کی صرفِ صغیر کی طرح ۔

لفیف مفروق از ضَرَبَ یَضْرِبُ : اَلْوِقَایَۃُ حفاظت کرنا ، وَقٰی یَقِیْ وِقَایَۃً فھو وَاقٍ وَوُقِیَ یُوْقٰی وِقَایَۃً فھو مَوْقِیٌّ الامر منہ قِ والنہی عنہ لَا تَقِ الظرف منہ مَوْقًی والآلۃ منہ مِیْقًی مِیْقَاۃٌ مِیْقَاءٌ وتثنیتھما مَوْقَیَانِ ومِیْقَیَانِ والجمع منھما مَوَاقٍ ومَوَاقِیُّ افعل التفضیل منہ اَوْقٰی والمؤنث منہ وُقْیٰی وتثنیتھما اَوْقَیَانِ ووُقْیَیَانِ والجمع منھما اَوْقَوْنَ وَاَوَاقٍ ووُقًی ووُقْیَیَاتٌ ۔

اس باب کے فاء کلمہ میں مثال کے قواعد اور لام کلمہ میں ناقص کے قواعد جاری ہوئے ہیں ۔

ماضی معروف : وَقٰی وَقَیَا وَقَوْا آخر تک رَمٰی رَمَیَا رَمَوْا الخ کی طرح ہے ۔

مجہول : وُقِیَ آخر تک رُمِیَ الخ کی طرح ہے ۔

اثبات مضارع معروف : یَقِیْ یَقِیَانِ یَقُوْنَ تَقِیْ تَقِیَانِ یَقِیْنَ تَقُوْنَ

---

[۵۱] قولہٗ خلاف قیاس ورنہ قیاس کا تقاضا تھا کہ مَرْضُوٌّ ہوتا جیسے کہ مَدْعُوٌّ ہے کیونکہ دِلِیٌّ کا قاعدہ فُعُوْلٌ کے وزن میں جاری ہوتا ہے نہ کہ مَفْعُوْلٌ میں ۔۱۲ رفیع

[۵۲] قولہٗ دوسرے صیغوں میں الخ یعنی اسم فاعل ، اسم مفعول ، اسم ظرف ، اسم آلہ اور اسم تفضیل میں چنانچہ خاشٍ کی مثل رامٍ مَخْشِیٌّ کی مثل مَرْمِیٌّ مَخْشًی اسم ظرف کی مثل مَرْمًی مِخْشًی اسم آلہ کی مثل مِرْمًی ، اور اَخْشٰی اسم تفضیل کی مثل اَرْمٰی تعلیل کرلینی چاہیئے ۔ ۱۲ حاشیہ

تَقِیْنَ تَقِیْنَ اَقِیْ نَقِیْ ۔

یَقِیْ اور تمام صیغوں کا واو یَعِدُ کے قاعدہ سے حذف ہوا، اور یار میں باب رَمٰی یَرْمِیْ کے قواعد جاری ہوئے ہیں۔

مضارع مجہول :- یُوْقٰی یُوْقَیَانِ یُوْقَوْنَ آخر تک یُرْمٰی الخ کی طرح ہے۔

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف :- لَنْ یَّقِیَ لَنْ یَّقِیَا لَنْ یَّقُوْا لَنْ تَقِیَ لَنْ تَقِیَا لَنْ یَّقِیْنَ لَنْ تَقُوْا لَنْ تَقِیْ لَنْ تَقِیْنَ لَنْ اَقِیَ لَنْ نَقِیَ لن سوائے اس عمل کے جو صحیح میں کرتا ہے اس باب میں کسی نئے تغیر کا سبب نہیں بنا۔ بس جو تعلیل مضارع میں تھی وہی باقی ہے۔

مجہول :- لَنْ یُّوْقٰی لَنْ یُّوْقَیَا آخر تک لَنْ یُّرْمٰی الخ کی طرح ہے۔

نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف :- لَمْ یَقِ لَمْ یَقِیَا لَمْ یَقُوْا لَمْ تَقِ لَمْ تَقِیَا لَمْ یَقِیْنَ لَمْ تَقُوْا لَمْ تَقِیْ لَمْ تَقِیْنَ لَمْ اَقِ لَمْ نَقِ ۔

لَمْ یَقِ اور اس کے نظائر میں لام کلمہ جزم کے باعث گر گیا باقی صیغے بدستور ہیں[1]۔

مجہول :- لَمْ یُوْقَ لَمْ یُوْقَیَا آخر تک لَمْ یُرْمَ الخ کی طرح ہے۔

لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف :- لَیَقِیَنَّ لَیَقِیَانِّ لَیَقُنَّ، لَتَقِیَنَّ لَتَقِیَانِّ لَیَقِیْنَانِّ لَتَقُنَّ لَتَقِنَّ لَتَقِیْنَانِّ لَاَقِیَنَّ لَنَقِیَنَّ ۔ لام کلمہ میں لَیَرْمِیَنَّ کی گردان کی طرح کر لینا چاہیے۔

مجہول :- لَیُوْقَیَنَّ آخر تک لَیُرْمَیَنَّ الخ کی طرح ہے۔

نون خفیفہ :- بھی اسی طرز پر ہے۔

امر حاضر معروف :- قِ قِیَا قُوْا قِیْ قِیْنَ ۔ قِ دراصل تَقِیْ[2] تھا۔ حذف علامت مضارع کے بعد متحرک تھا آخر میں وقف کیا یا، گر گئی توقِ ہوا۔ باقی صیغے مضارع سے حسب دستور بنے ہیں۔

امر غائب و متکلم معروف :- لِیَقِ لِیَقِیَا لِیَقُوْا لِتَقِ لِتَقِیَا لِیَقِیْنَ لِاَقِ لِنَقِ ۔

امر مجہول :- لِیُوْقَ آخر تک لِیُرْمَ الخ کی طرح ہے۔

امر حاضر معروف با نون ثقیلہ :- قِیَنَّ قِیَانِّ قُنَّ قِنَّ قِیْنَانِّ

---

[1] قولہ بدستور ہیں۔ یعنی ان کی جو شکل لَنْ کی گردان میں تھی وہی یہاں بھی ہے۔ ۱۲ رف

[2] قولہ تَقِیْ تھا، تَقِیْ بھی اپنی اصل پر نہیں بلکہ یہ بھی اصل میں تَوْقِیُ تھا ۱۲ منہ

امر غائب و متکلم معروف با نون ثقیلہ :- لِیَقِیَنَّ لِیَقِیَانِّ لِیَقُنَّ - الخ
امر مجہول :- لِیُوْقَیَنَّ الخ امر حاضر معروف با نون خفیفہ :- قِیَنْ قُنْ قِنْ الخ
امر مجہول با نون خفیفہ :- لِیُوْقَیَنْ الخ نہی معروف :- لَا یَقِ لَا یَقِیَا الخ مجہول :- لَا یُوْقَ الخ
نہی معروف با نون ثقیلہ :- لَا یَقِیَنَّ لَا یَقِیَانِّ لَا یَقُنَّ الخ مجہول :- لَا یُوْقَیَنَّ لَا یُوْقَیَانِّ
لَا یُوْقَوُنَّ الخ نہی معروف با نون خفیفہ :- لَا یَقِیَنْ لَا یَقُنْ الخ
مجہول :- لَا یُوْقَیَنْ لَا یُوْقَوُنْ لَا تُوْقَیَنْ لَا تُوْقَوُنْ لَا تُوْقَیِنْ لَا اُوْقَیَنْ لَا نُوْقَیَنْ۔
اسم فاعل :- وَاقٍ وَاقِیَانِ وَاقُوْنَ آخر تک رَامٍ الخ کی طرح ہے۔ اسم مفعول :- مَوْقِیٌّ آخر تک مَرْمِیٌّ کی طرح ہے۔
لفیف مفروق از حَسِبَ یَحْسِبُ :- اَلْوَلَایَۃُ[1] مالک ہونا۔ وَلِیَ یَلِیْ وَلَایَۃً فھو وَالٍ و وُلِیَ یُوْلٰی وَلَایَۃً فھو مَوْلِیٌّ الامر منہ لِ والنہی عنہ لَا تَلِ الظرف منہ مَوْلًی والاٰلۃ منہ مِیْلًی مِیْلَاۃٌ مِیْلَاءٌ وتثنیتھما مَوْلَیَانِ ومِیْلَیَانِ والجمع منھما مَوَالٍ ومَوَالِیُّ افعل التفضیل منہ اَوْلٰی والمؤنث منہ وُلْیٰ وتثنیتھما اَوْلَیَانِ وُلْیَیَانِ والجمع منھما اَوَالٍ واَوْلَوْنَ ووُلًی ووُلْیَیَاتٌ۔
اس باب کے صیغوں کی تعلیل مذکورہ بالا قواعد کے مطابق وَقٰی یَقِیْ کی طرح کرنی چاہیئے۔ اور صرفِ کبیر کے تمام صیغے پڑھ لینے چاہئیں۔
لفیف مقرون از ضَرَبَ :- اَلطَّیُّ لپیٹنا۔ طَوٰی یَطْوِیْ طَیًّا فھو طَاوٍ آخر تک رَمٰی یَرْمِیْ الخ کی طرح ہے۔
ناقص واوی از باب افتعال :- اَلْاِحْتِبَاءُ[2] زانو کھڑے کر کے حَبْوَۃ[3] باندھ کر بیٹھنا اِحْتَبٰی یَحْتَبِیْ اِحْتِبَاءً فھو مُحْتَبٍ الامر منہ اِحْتَبِ والنہی عنہ لَا تَحْتَبِ الظرف منہ مُحْتَبًی،
ناقص یائی ایضاً[4] اَلْاِجْتِبَاءُ[5] چننا اِجْتَبٰی یَجْتَبِیْ اِجْتِبَاءً فھو مُجْتَبٍ واُجْتُبِیَ یُجْتَبٰی اِجْتِبَاءً فھو مُجْتَبًی الامر منہ اِجْتَبِ والنہی عنہ لَا تَجْتَبِ الظرف منہ مُجْتَبًی

---

[1] قولہ الولایۃ قال سیبویہ اَلْوِلَایَۃ بالفتح المصدر وبالکسر الاسم ۱۲ مختار الصحاح
[3] قولہ حَبْوَۃ بالفتح والضم ما یُحْتَبٰی بہ ای یشتمل بہ من ثوب او عمامۃ جمع حُبًی وحِبًی ۱۲ المنجد
[4] قولہ ایضاً یعنی یہ بھی باب افتعال سے ہے۔ ۱۲ رف
[2] بالحاء المہملۃ ۱۲ رف
[5] قولہ الاجتباء بالجیم ۱۲ رف

لفیف مقرون ایضاً :- اِلْاِلْتِوَاءُ[1] لپٹا ہوا ہونا۔
ناقص واوی ایضاً از انفعال :- اَلْاِنْمِحَاءُ محو ہو جانا۔ یائی ایضاً اِنْبِغَاءُ مناسب ہونا۔
لفیف مقرون ایضاً :- اَلْاِنْزِوَاءُ - گوشہ نشین ہونا۔ ناقص واوی از استفعال :- اَلْاِسْتِعْلَاءُ بلند ہونا۔ ناقص یائی :- اَلْاِسْتِغْنَاءُ بے پرواہ ہونا۔ واوی از افعال :- اَلْاِعْلَاءُ بلند کرنا۔ اَعْلٰی یُعْلِیْ اِعْلَاءً فهو مُعْلٍ واُعْلِیَ یُعْلٰی اِعْلَاءً فهو مُعْلًی الامر منه اَعْلِ والنهی عنه لا تُعْلِ الظرف منه مُعْلًی۔ یائی ایضاً :- اَلْاِغْنَاءُ بے پرواکر دینا اَغْنٰی یُغْنِیْ اغناءً الخ
لفیف مفروق :- اَلْاِیْلَاءُ قریب کرنا اَوْلٰی یُوْلِیْ اِیْلَاءً فهو مُوْلٍ۔ مقرون :- اَلْاِرْوَاءُ سیراب کرنا، اَرْوٰی یُرْوِیْ۔ ایضاً :- اَلْاِحْیَاءُ زندہ کرنا، اَحْیٰی یُحْیِیْ الخ
ناقص واوی از تفعیل :- اَلتَّسْمِیَةُ نام رکھنا۔ سَمّٰی یُسَمِّیْ تَسْمِیَةً فهو مُسَمٍّ وسُمِّیَ یُسَمّٰی تَسْمِیَةً فهو مُسَمًّی الامر منه سَمِّ والنهی عنه لا تُسَمِّ الظرف منه مُسَمًّی۔
اس باب سے ناقص، لفیف اور مہموز لام کا مصدر تَفْعِلَةٌ[2] کے وزن پر آتا ہے۔
ناقص یائی منہ ایضاً :- اَلتَّلْقِیَةُ، ڈالنا، لَقّٰی یُلَقِّیْ تَلْقِیَةً فهو مُلَقٍّ الخ۔ لفیف مقرون :- اَلتَّقْوِیَةُ۔ قوت دینا۔ قَوّٰی یُقَوِّیْ تَقْوِیَةً فهو مُقَوٍّ الخ۔ مقرون دیگر :- اَلتَّحِیَّةُ[3] سلام کرنا، حَیّٰی یُحَیِّیْ تَحِیَّةً فهو مُحَیٍّ الخ
سوال :- عین لفیف میں تعلیل[4] نہیں ہوتی پھر تَحِیَّةٌ کی عین کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو کیوں دیدی گئی ؟
جواب :- تَحِیَّةٌ لفیف بھی ہے اور مضاعف بھی، اس میں نقل حرکت بحیثیت مضاعف ہونے کے کی گئی ہے۔ چنانچہ تَقْوِیَةٌ میں نقل نہیں کی گئی[5]۔

---

[1] قولہ الاِلْتِوَاء حضرات اساتذہ سے التماس ہے کہ آنے والے تمام ابواب مصادر کی کم از کم صرف صغیر طلباء سے ضرور نکلوائیں۔ حتی الامکان خود بتانے سے احتراز فرمائیں۔ ۱۲
احقر العباد محمد رفیع عثمانی

[2] قولہ تَفْعِلَةٌ اور کبھی ضرورت شعری کی وجہ سے تَفْعِیْلٌ کے وزن پر بھی آجاتا ہے جیسے ؎
هِیَ تُنَزِّیْ دَلْوَهَا تَنْزِیًّا ٭ كَمَا تُنَزِّیْ شَهْلَةٌ صَبِيًّا
کہ اس میں تنزیاً باب تفعیل کا مصدر ہے جو تنزیۃً ہونا چاہیے تھا مگر وزن شعر کی ضرورت سے تفعیل کے وزن پر آگیا ہے ۱۲ حاشیہ

[3] قولہ اَلتَّحِیَّةُ اصل میں اَلتَّحْیِیَةُ تھا۔ ایک جنس کے دو حرف متحرک ایک کلمہ میں جمع ہو گئے پہلے کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی اور دونوں کا ادغام کر دیا۔ اَلتَّحِیَّةُ ہوا ۱۲ رف

[4] قولہ تعلیل نہیں ہوتی یعنی یبیع کا قاعدہ (ع ۶) جاری نہیں ہوتا۔ ۱۲ رف

[5] قولہ نقل نہیں کی گئی۔ کیونکہ وہ صرف لفیف ہے مضاعف نہیں ۱۲ منہ

[6] قولہ ایضاً۔ هكذا فی النسخ الموجودة وهو عندی زائد مخل فی المقصود، ولعله من زلات النساخ ۱۲ رف

ناقص واوی از مُفَاعَلَۃٌ :۔ مُغَالَاۃٌ، مہر زیادہ کرنا۔ غَالَا یُغَالِیْ مُغَالَاۃً الخ۔ یائی: مُرَامَاۃٌ باہم تیراندازی کرنا، رَامٰی یُرَامِیْ مُرَامَاۃً الخ لفیف مفروق :۔ مُوَارَاۃٌ، چھپانا، وَارٰی یُوَارِیْ الخ مقرون :۔ مُدَاوَاۃٌ، دوا کرنا، دَاوٰی یُدَاوِیْ الخ ناقص واوی از تفعُّل :۔ اَلتَّعَلِّیْ، برتری ظاہر کرنا، تَعَلّٰی یَتَعَلّٰی تَعَلِّیًا فھو مُتَعَلٍّ الخ مصدر میں واؤ سولہویں قاعدہ سے بعدِ کسرہ ہو کر یا سے بدلا، پھر ساکن ہو کر حالت رفع و جر میں اجتماع ساکنین کے باعث حذف ہو گیا۔ ناقص یائی اَلتَّمَنِّیْ، آرزو کرنا۔ تَمَنّٰی یَتَمَنّٰی تَمَنِّیًا الخ لفیف مفروق اَلتَّوَلِّیْ، دوستی کرنا، مقرون: اَلتَّقَوِّیْ، قوی ہونا، ناقص واوی از تفاعُل :۔ اَلتَّعَالِیْ برتر ہونا، تَعَالٰی یَتَعَالٰی تَعَالِیًا فھو مُتَعَالٍ الخ یائی :۔ اَلتَّمَارِیْ، شک ظاہر کرنا۔ لفیف مفروق :۔ اَلتَّوَالِیْ پے در پے کام کرنا تَوَالٰی یَتَوَالٰی تَوَالِیًا الخ مقرون :۔ اَلتَّسَاوِیْ، برابر ہونا۔

قسم پنجم در مرکباتِ مہموز و معتل

مہموز فا و اجوف واوی از نَصَرَ :۔ اَلْاَوْلُ، رجوع کرنا، آلَ یَؤُوْلُ اَوْلًا الخ قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا الخ کی طرح ہے، ہمزہ میں مہموز کے قواعد جاری کر لینے چاہئیں اور واؤ میں معتل کے، مگر جہاں مہموز و معتل کے قاعدے باہم متعارض ہوں وہاں ترجیح معتل کے قاعدہ کو ہوتی ہے۔ جیسے :۔ یَؤُوْلُ میں کہ دراصل یَأْوُلُ تھا، رَاْسٌ کا قاعدہ ہمزہ کو الف سے بدلنے کا مقتضی تھا، اور معتل کا قاعدہ حرکت واو ماقبل کو منتقل کرنیکا مقتضی تھا ترجیح اسی کو دی گئی، اسی طرح اَاْوُلُ میں جو کہ اَءْوُلُ تھا اٰمَنَ کا قاعدہ ہمزہ کو الف سے بدلنے کا مقتضی تھا اس پر معتل کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی جو کہ نقل حرکت کا مقتضی ہے۔ "اَءُوْلُ" ہوا بعد ازاں ہمزہ دوم کو "اَوَادِمُ کے قاعدہ" سے واو بنایا تو اَاُوْلُ ہو گیا۔

مہموز فا و اجوف یائی از ضَرَبَ :۔ اَلْاَیْدُ، قوی ہونا، اٰدَ یَئِیْدُ اَیْدًا فھو اٰئِدٌ الخ بَاعَ یَبِیْعُ الخ کی طرح ہے۔ اس باب میں بھی ضابطۂ مذکورہ کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ یَئِیْدُ میں رَاْسٌ کے قاعدہ پر یَبِیْعُ کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی ہے، اور اسی طرح اَئِیْدُ صیغہ واحد متکلم میں ہوا مگر بالآخر ہمزہ دوم بقاعدہ اَئِمَّۃٌ یا سے بدل گیا۔

مہموز فا و ناقص واوی از نَصَرَ :۔ اَلْاَلْوُ، کوتاہی کرنا، اَلْاَیَالُوْ ہمزہ میں مہموز کا قاعدہ اور واؤ

ل ڈھائی جتانا۔ ۱۲ منہ

میں ناقص کا قاعدہ جاری کرلینا چاہیئے۔
مہموز فا و ناقص یائی از ضَرَبَ :- اَلْاِتْیَانُ، آنا، اَتٰی یَأْتِیْ، رَمٰی یَرْمِیْ کی طرح ہے از فَتَحَ یَفْتَحُ اَلْاِبَاءُ، انکار کرنا، اَبٰی یَأْبٰی۔
مہموز فا و لفیف مقرون از ضَرَبَ :- اَلْاَوِیُّ جائے پناہ حاصل کرنا۔ اَوٰی یَأْوِیْ مثلِ طَوٰی یَطْوِیْ
مہموز عین و مثال از ضَرَبَ :- اَلْوَاْدُ زندہ درگور کرنا، وَأَدَ یَئِدُ مثلِ وَعَدَ یَعِدُ۔
مہموز عین و ناقص یائی از فَتَحَ :- اَلرُّؤْیَةُ دیکھنا اور جاننا، رَاٰی یَرٰی رُؤْیَةً فهو رَاءٍ و رُءِیَ یُرٰی رُؤْیَةً فهو مَرْئِیٌّ الامر منه رَ والنهی عنه لَا تَرَ الظرف منه مَرْاٰی والاٰلة منه مِرْاٰی مِرْاٰةٌ مِرْاءٌ و تثنیتهما مَرْءَیَانِ و مِرْأَیَانِ والجمع منهما مَرَاءٍ و مَرَائِیْ افعل التفضیل منه اَرْءٰی والمؤنث منه رُءْیٰ و تثنیتهما اَرْءَیَانِ و رُؤْیَیَانِ والجمع منهما اَرَاءٍ و اَرْاَوْنَ و رُأٰی و رُؤْیَیَاتٌ۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ یَسْئَلُ کا قاعدہ اس باب کے افعال میں وجوبی ہے اسمار میں نہیں یہ بات ملحوظ رکھ کر لام میں قواعدِ ناقص کی رعایت کرتے ہوئے تمام صیغے پڑھ لینے چاہئیں، تعلیماً ہم صَرفِ کبیر بھی لکھ دیتے ہیں کیونکہ اس باب کے صیغے مشکل[1] ہیں۔
اثبات فعل ماضی معروف :- رَاٰی، رَاَیَا، رَاَوْا، رَاَتْ رَاَتَا رَاَیْنَ آخر تک رَمٰی الخ کی طرح ہے سوائے اس کے کہ ہمزہ میں بین بین ہو سکتا ہے۔ مجہول :- رُئِیَ رُئِیَا رُءُوْا رُئِیَتْ آخر تک رُمِیَ الخ کی طرح ہے۔ اثبات فعل مضارع معروف :- یَرٰی یَرَیَانِ یَرَوْنَ تَرٰی تَرَیَانِ یَرَیْنَ تَرَوْنَ تَرَیْنَ تَرَیْنَ اَرٰی نَرٰی یَرَیٰ در اصل یَرْأَیُ تھا ہمزہ کی حرکت بقاعدہ یَسْئَلُ ماقبل کو منتقل ہوئی اور ہمزہ حذف ہو کر یَرَیُ ہوا، یار ساتویں قاعدہ سے الف بن گئی یہی تعلیل تمام صیغوں میں ہے سوائے تثنیہ کے کہ اسمیں صرف قاعدہ یَسْئَلُ پر اکتفار کیا گیا، مانع کے باعث یار الف سے نہیں بدلی۔ اور الف یَرَوْنَ و تَرَوْنَ[2] صیغہ جمع مذکر میں واؤ کے ساتھ التقائے ساکنین کے باعث اور تَرَیْنَ واحد مؤنث حاضر میں یار کے ساتھ التقائے ساکنین کے باعث الف حذف ہو گیا ہے۔

---

[1] قولہ مشکل ہیں کیونکہ ان میں مختلف قواعد جاری ہوتے ہیں ١٢ رف
[2] قولہ یَرَوْنَ و تَرَوْنَ الخ یعنی جو تعلیل یَرٰی میں ہوئی تھی بعینہ وہی ان صیغوں میں ہوئی۔ بعد مزید یہ تعلیل ہوئی جو مصنف خود بیان فرماتے ہیں ١٢
[3] قولہ و تَرَوْن یہ دونوں صیغے در اصل یَرْاَیُوْنَ و تَرْاَیُوْنَ تھے اور تَرَیْنَ در اصل تَرْاَیِیْنَ تھا تم خود غور کرکے مفصل تعلیل بیان کر سکتے ہو اجمالاً مصنف نے بھی بیان کی ہے ١٢ رف
[4] یعنی بین بین قریب بعید دونوں جائز ہیں کیونکہ ہمزہ خود بھی مفتوح ہے اور ماقبل بھی مفتوح بین بین قریب بعید کی تشریح پیچھے ہمزہ کے قواعد میں ہو چکی ہے ١٢ رف

مجہول :۔ یُرٰی یُرَیَانِ یُرَوْنَ الخ اسکی تعلیل معروف کی طرح ہے۔ **نفی تاکید بلن معروف ومجہول** :۔ لَنْ یَّرٰی لَنْ یَّرَیَا لَنْ یَّرَوْا الخ لَنْ نے لَنْ یَّخْشٰی ولَنْ یَّرْضٰی کی طرح یَّرٰی اور اسکے نظائر کے الف میں بھی عمل نہیں کیا، اور دوسرے صیغوں میں اسی طرح عمل کیا جس طرح صحیح میں کرتا ہے۔ جو تعلیلات مضارع میں تھیں وہی باقی ہیں۔ **نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف ومجہول** :۔ لَمْ یَرَ لَمْ یَرَیَا لَمْ یَرَوْا لَمْ تَرَ لَمْ تَرَیَا لَمْ یَرَیْنَ لَمْ تَرَوْا لَمْ تَرَیْ لَمْ تَرَیْنَ لَمْ اَرَ لَمْ نَرَ۔

لَمْ یَرَ دراصل یَرٰی تھا لم کے باعث الف آخر سے گر گیا، لَمْ یَرَ ہوا وھکذا لَمْ تَرَ لَمْ اَرَ لَمْ نَرَ اور باقی صیغوں میں وہی عمل کیا ہے جو مضارع صحیح میں کرتا ہے۔ جو تعلیلات مضارع میں ہو چکی ہیں ان پر کسی تعلیل کا اضافہ نہیں ہوا۔ **لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف مجہول** :۔ لَیَرَیَنَّ لَیَرَیَانِّ لَیَرَوُنَّ لَتَرَیَنَّ لَتَرَیَانِّ لَیَرَیْنَانِّ لَتَرَوُنَّ لَتَرَیِنَّ لَتَرَیْنَانِّ لَاَرَیَنَّ لَنَرَیَنَّ۔

لَیَرَیَنَّ دراصل یَرٰی تھا، لام تاکید اول میں اور نون ثقیلہ آخر میں آیا نون ثقیلہ نے اپنے ماقبل فتحہ کا تقاضا کیا، الف قابل حرکت نہ تھا لہٰذا یا، کو جو کہ الف کی اصل تھی واپس لاکر فتحہ دیدیا لَیَرَیَنَّ ہو گیا، یہی حال لَتَرَیَنَّ لَاَرَیَنَّ لَنَرَیَنَّ کا ہے۔ لَیَرَوُنَّ اصل میں یَرَوْنَ تھا لام تاکید ونون ثقیلہ لانے اور نون اعرابی حذف کرنے کے بعد واو اور نون کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا واو غیر مدہ تھا لہٰذا اسے ضمہ دیدیا، لَیَرَوُنَّ ہو گیا، وھکذا لَتَرَوُنَّ، لَتَرَیِنَّ واحد مؤنث حاضر میں نون اعرابی حذف کرنے کے بعد یا، کو کسرہ دیا ہے۔ **بانون خفیفہ** :۔ لَیَرَیَنْ لَیَرَوُنْ لَتَرَیَنْ لَتَرَوُنْ۔ لَتَرَیِنْ لَاَرَیَنْ لَنَرَیَنْ **امر حاضر معروف** :۔ رَ، رَیَا، رَوْا، رَیْ، رَیْنَ۔

رَ دراصل تَرٰی تھا حذف علامتِ مضارع کے بعد متحرک تھا لہٰذا ہمزہ وصل کی ضرورت نہ ہوئی، آخر میں وقف کیا، وقف کے باعث الف گرا، رَ رہ گیا۔ باقی صیغوں میں حذف علامت مضارع کے بعد نون اعرابی حذف ہو گیا سوائے رَیْنَ جمع مؤنث کے کہ نون جمع ہونے کے باعث اس کے آخر میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ **امر غائب ومتکلم معروف** :۔ لِیَرَ لِیَرَیَا لِیَرَوْا لِتَرَ لِتَرَیَا لِیَرَیْنَ لِاَرَ لِنَرَ، لَمْ یَرَ کی طرح تعلیل کر لینا چاہیے۔ وھکذا امر مجہول۔ **امر حاضر معروف بانون ثقیلہ** رَیَنَّ رَیَانِّ رَوُنَّ رَیِنَّ رَیْنَانِّ۔ رَیَنَّ اصل میں "رَ" تھا۔ نون ثقیلہ لگنے سے وقف جو حذف حرفِ علت کا سبب تھا زائل ہو گیا، لہٰذا حرفِ علت واپس آنے کے قابل ہو گیا، مگر

سلہ قولہ عمل نہیں کیا یعنی لفظاً عمل نہیں کیا، کیونکہ الف قابلِ حرکت نہیں، مگر تقدیراً کیا ہے، جیسا کہ تم نحو میں پڑھ چکے ہو کہ مضارع ناقص میں نصب تقدیر بر الفتح ہوتا ہے ۱۲ رف

الف جو حذف ہوا تھا قابلِ حرکت نہ تھا اور نون ثقیلہ فتحہ ماقبل چاہتا ہے لہٰذا یار کو جو اسکی اصل تھی واپس لاکر فتحہ دیدیا رَیَنَّ ہوا اور رَوُنَّ و رَیِنَّ میں واو اور یا کو جو غیر مدّہ[51] تھے اجتماع ساکنین کے باعث حرکتِ[52] ضمہ و کسرہ دے دی گئی۔ **نون ثقیلہ امر بالام** :- نون ثقیلہ فعلِ مضارع کے مثل ہے سوائے اس کے کہ لام امر مکسور ہے اور لام مضارع مفتوح۔ **امر حاضر معروف بالنون خفیفہ** :- رَیَنْ رَوُنْ رَیِنْ، امر بالام کو اسی پر قیاس کرلو۔ **نہی معروف ومجہول** :- لَا یَرَ الخ **نہی بانون ثقیلہ** لَا یَرَیَنَّ لَا یُرَیَانِّ آخر تک امر بانون ثقیلہ کے صیغوں کی طرح تعلیل کرلینی چاہیئے۔ **نہی بانون خفیفہ** لَا یُرَیَنْ لَا یُرَوُنْ لَا تُرَوُنْ لَا تُرَیِنْ لَا اُرَیَنْ لَا نُرَیَنْ، **اسم فاعل** :- رَاءٍ رَائِیَانِ رَاؤُوْنَ رَائِیَۃٌ رَائِیَتَانِ رَائِیَاتٌ، مثل رَاءٍ الخ **اسم مفعول** :- مَرْئِیٌّ مَرْئِیَّانِ الخ مثل مَرْمِیٌّ الخ **مہموز لام واجوف یائی از ضرب** :- اَلْمَجِیْئُ آنا، جَاءَ یَجِیْئُ مَجِیْئًا فھو جَاءٍ وَجِیْئَ یُجَاءُ مَجِیْئًا فھو مَجِیْئٌ الامر منہ جِئْ والنہی عنہ لَا تَجِئْ الظرف منہ مَجِیْئٌ آخر تک بَاعَ یَبِیْعُ الخ کی طرح ہے، سوائے اسکے کہ جَاءٍ اسم فاعل میں جو کہ دراصل جَایِئٌ تھا تعلیل جب بَائِعٌ کے طریقہ پر کی تو جَاءِءٌ ہوگیا۔ لہٰذا دو ہمزہ متحرکہ کے قاعدہ سے دوسرے کو یار سے تبدیل کیا جَاءِیٌ ہوا پھر یار میں رَامٍ کی تعلیل کی تو جَاءٍ ہوا۔ صرفِ کبیر کے بھی تمام صیغے بَاعَ کی صرفِ کبیر کے مثل ہیں۔ سوائے اس کے کہ جہاں ہمزہ ساکن ہے وہاں ہمزہ ساکنہ کے قاعدہ سے ابدال ہوا ہے۔ چنانچہ جِئْنَ جِئْتَ جِئْتُمَا الخ میں کسرۂ ماقبل کے باعث ہمزہ جوازاً یار ہوگیا۔

نیز ہمزہ میں حسب اقتضائے قاعدہ بین بین قریب یا بعید بھی جائز ہے۔

فائدہ :- شَاءَ یَشَاءُ مَشِیْئَۃً جو اجوفِ یائی و مہموز لام ہے باب سَمِعَ سے بھی ہوسکتا ہے اور فَتَحَ سے بھی کیونکہ حرفِ حلقی اس میں لام کی جگہ موجود ہے، اور عین ماضی کا کسرہ ظاہر[53] نہیں (کیونکہ) شِئْنَ کے ماقبل صیغوں میں یار الف سے بدل گئی ہے، اور الف کی اصل یائے مکسورہ بھی ہوسکتی ہے اور مفتوحہ[54] بھی اور

---

[51] قولہ غیر مدہ تھے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حرکت مدہ پر جائز نہیں غیر مدّہ پر جائز ہے جیسا کہ پیچھے قاعدہ گزر چکا ہے ۱۲ حاشیہ

[52] قولہ حرکت ضمہ وکسرہ یعنی واو کو ضمہ اور یار کو کسرہ دیا تاکہ ضمہ اس واو کے حذف پر دلالت کرے جو تَرَءَوُوْنَ میں تھا اور کسرہ اس یار کے حذف پر دلالت کرے جو تَرَءَیِیْنَ میں تھی۔ ۱۲ رف

[53] قولہ ظاہر نہیں اگر ظاہر ہوتا تو باب فتح سے ہونیکا احتمال نہ رہتا۔ ۱۲ رف [54] قولہ اور مفتوحہ بھی یعنی اگر اسی کو سَمِعَ سے قرار دیں تو اس کا الف یار مکسور سے بدلا ہوا کہیں گے اور فتح سے قرار دیں تو یائے مفتوح سے ۱۲ حاشیہ

یِشْئِنَ اور اس کے مابعد کے صیغوں میں کسرۂ[۱] فار جیسے کہ کسرہ عین کی وجہ سے ممکن ہے ایسے ہی یائی ہونے کی وجہ سے بھی فتحہ کے باوجود ممکن ہے جیسے کہ یِعْنَ میں اسی لئے صاحبِ صراح نے اسے فَتَحَ سے شمار کیا ہے اور بعض لغویین نے سَمِعَ سے۔

فائدہ :- جَِئْ امر حاضر اور مضارع کے صیغ مُنْجِرٌ، مَۂ، لَمْ یَجِئْ وغیرہ میں ہمزہ یا رہن سکتا ہے اور شَآءَ وَ لَمْ یَشَأْ وغیرہ میں الف، لیکن یہ حرفِ علت باقی رہے گا حذف نہ ہوگا۔ کیونکہ بدلا ہوا ہے اصلی[۲] نہیں۔

فائدہ :- مَجِیْئٌ اور مَشِیْئَۃٌ میں ہمزہ کو یار سے بدل کر ادغام نہیں[۳] کیا جا سکتا کیونکہ اصلی[۴] ہے اور وہ قاعدہ مدہ زائدہ کے لئے ہے۔ اور مَجَاِئُ[۵] جمع ظرف اور اس کی امثال میں یار اصلیت[۶] کے باعث بقاعدہ عث[۱] ہمزہ سے تبدیل نہیں ہوئی۔

فصل سوم در مضاعف جو دو قسموں پر مشتمل ہے

قسم اوّل، در قواعد و صرفِ مضاعف :- قاعدہ ا - دو متجانس یا متقارب حرفوں میں سے پہلا ساکن ہو تو دوسرے میں ادغام کر دیتے ہیں خواہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں جیسے مَدٌّ وَ شَدٌّ وَ عَبَدْتُّمْ[۷] خواہ دو کلموں میں جیسے "اِذْهَبْ بِّنَا" "وَعَصَوْا وَّ كَانُوْا" لیکن پہلا اگر مدہ ہو تو ادغام نہ کریں گے جیسے فِیْ یَوْمٍ

ب - اگر ایک کلمہ میں دونوں متحرک ہوں اور ما قبل اوّل بھی متحرک تو اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کرتے ہیں، جیسے مَدَّ[۸] وَ فَرَّ، مگر شرط یہ ہے کہ اسم متحرک العین نہ ہو جیسے شَرَرٌ وَ سُرُرٌ۔

---

[۱] قولہ کسرۂ فار الخ ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر اسے فتح سے قرار دیں تو یِشْئِنَ اور اسکے مابعد کے صیغوں میں فار کو کسرہ دینا کیسے درست ہوگا؟ تقریرِ جواب یہ ہے کہ فار کا کسرہ ہر صورتیں ٹھیک ہے خواہ عین مکسور ہو یا مفتوح، کیونکہ مادۂ مذکورہ اگر سَمِعَ سے قرار دیا جائے تو اس صورتیں فار کا کسرہ عین کے کسرہ پر دلالت کریگا، اور اگر فَتَحَ سے قرار دیں تو کسرہ فا یائے محذوف پر دلالت کریگا جیسے یِعْنَ میں اسکا اصل یَیْعَنَّ بروزن ضَرَبْنَ تھا حذف یار کے بعد فار کلمہ کو کسرہ دیا تاکہ یائے محذوف پر دلالت کرے۔ خلاصہ یہ کہ جس طرح باب سَمِعَ سے ہونیکا احتمال ہے اسی طرح باب فتح سے ہونیکا احتمال بھی صحیح ہے ۱۲ رف [۲] قولہ اصلی نہیں یعنی یہ دونوں فعل مہموز اللام ہیں ناقص نہیں اور جزم سے لام کلمہ ناقص کا گرتا ہے مہموز کا نہیں گرتا ۱۲ رف [۳] قولہ نہیں کیا جا سکتا الخ یعنی خَطِیْئَۃٌ کا قاعدہ اسمیں نہیں چل سکتا ۱۲ رف [۴] قولہ اصلی ہے الخ یعنی یار اصلی ہے اور خَطِیْئَۃٌ کا قاعدہ مدہ زائدہ کے لئے ہے ۱۲ رف [۵] قولہ مَجَاِئُ سوالِ مقدر کا جواب ہے کہ مَجَاِئُ میں یار الفِ مفاعل کے بعد واقع ہے اسے اٹھارویں قاعدہ (عَجَائِزُ کے قاعدہ) سے ہمزہ سے کیوں نہیں بدلا؟ ۱۲ رف [۶] قولہ اصلیت جواب کا حاصل یہ ہے کہ عَجَائِزُ کا قاعدہ واو و یائے زائدہ کے ساتھ مشروط ہے اور مَجَاِئُ میں یار اصلی ہے زائد نہیں ۱۲ [۷] قولہ عَبَدْتُّمْ یہ دو متقارب حرفوں کی مثال ہے اور پہلی دونوں مثالیں متجانسین کی تھیں اور عبدتم کی مثال سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ضمیر متصل جزو کلمہ کے حکم میں ہے لہٰذا عَبَدْتُّمْ ایک ہی کلمہ کے حکم میں ہے۔ یہاں ایک بات یہ یاد رکھو کہ دو متقارب حرفوں کو پہلے ہم جنس بناتے ہیں پھر ادغام کرتے ہیں جیسے عَبَدْتُّمْ میں دال کو تار سے بدلا پھر تا کا (باقی بر صـ۹۹)

ج ۔ اگر ماقبل اول ساکن غیر مدّہ ہو تو اوّل کی حرکت ماقبل کو دیکر ادغام کرتے ہیں جیسے یَمُدُّ[۱] و یَفِرُّ و یَعَضُّ، بشرطیکہ ملحق نہ ہو، لہٰذا جَلْبَبَ میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوگا۔

د ۔ اگر ماقبل اوّل مدّہ ہو تو بے نقلِ حرکت اوّل کو ساکن کرکے دوسرے میں ادغام کرتے ہیں جیسے حَاجَّ[۲] و مُوْدَّ۔

ہ ۔ اگر ادغام کے بعد حرفِ دوم پر امر کا وقف یا جازم کا جزم آجائے تو حرفِ دوم میں فتحہ، کسرہ، اور فکّ ادغام تینوں جائز ہیں جیسے فِرَّ فِرِّ اِفْرِرْ اور اگر ماقبلِ اول مضموم ہو تو ضمہ بھی جائز ہے، جیسے لَمْ یَمُدُّ

مضاعف از نصر:۔ اَلْمَدُّ کھینچنا، مَدَّ یَمُدُّ مَدًّا فھو مَادٌّ و مُدَّ یُمَدُّ مَدًّا فھو مَمْدُوْدٌ الامر منہ مُدَّ مُدِّ مُدُّ اُمْدُدْ والنھی عنہ لا تَمُدَّ لا تَمُدِّ لا تَمُدُّ لا تَمْدُدْ الظرف منہ مَمَدٌّ والآلۃ منہ مِمَدٌّ و مِمَدَّۃٌ و مِمْدَادٌ و تثنیتھما مَمَدَّانِ مِمَدَّانِ والجمع منھما مَمَادُّ و مَمَادِیْدُ افعل التفضیل منہ اَمَدُّ والمؤنث منہ مُدّٰی و تثنیتھما اَمَدَّانِ و مُدَّیَانِ والجمع منھما اَمَدُّوْنَ و اَمَادُّ و مُدَدٌ و مُدَّیَاتٌ۔

مَدَّ میں جس کی اصل مَدَدَ ہے بقاعدۂ ب ادغام کیا گیا۔ اسی طرح مُدَّ میں اور یَمُدُّ[۳] و یُمَدُّ میں بقاعدۂ ج ادغام ہوا اور مَادٌّ اسم فاعل و مَمَادُّ جمع ظرف و آلہ و اَمَادُّ جمع اسم تفضیل میں قاعدۂ د جاری کیا گیا۔ اور امر و نہی میں قاعدۂ ہ پر عمل ہوا ہے۔

اثبات فعل ماضی معروف:۔ مَدَّ مَدَّا مَدُّوْا مَدَّتْ مَدَّتَا مَدَدْنَ مَدَدْتَ مَدَدْتُمَا مَدَدْتُمْ مَدَدْتِ مَدَدْتُنَّ مَدَدْتُ مَدَدْنَا، مَدَدْنَ اور مابعد کے صیغوں میں دالِ دوم کے سکون کے باعث دال اوّل کا ادغام نہیں ہوا[۴]۔ لیکن مَدَدْتَ سے مَدَدْتُّ تک ہوگیا ہے کیونکہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) تا میں ادغام کیا، ورنہ ادغام ہی ممکن نہیں ہوگا، کیونکہ دو متحد المخرج حروف کو دفعۃً واحدۃً ادا کرنے کا نام ادغام ہے اور یہ صورت متقاربین میں ممکن نہیں جبتک کہ ان کو ہم جنس نہ بنایا جائے۔ ۱۲ حاشیہ ۵۸ قولہ لیکن پہلا الخ مدّہ کا استثناء صرف اس صورت میں ہے کہ دو حرف دو کلموں میں ہوں ورنہ اگر ایک ہی کلمہ میں ہونگے تو مدّہ بھی مدغم ہوجائیگا جیسے دَوِیٌّ کہ اصل میں دَوِیْوٌ تھا واللہ اعلم ۱۲ رف ۵۹ قولہ مَدَّ و فَرَّ کہ اصل میں مَدَدَ اور فَرَرَ تھا ۱۲ رف

(حاشیہ صفحہ ھٰذا) [۱] قولہ یَمُدُّ الخ اصل میں یَمْدُدُ، یَفْرِرُ اور یَعْضَضُ تھے ۱۲ رف [۲] قولہ حَاجَّ الخ دراصل حَاجَجَ اور مُوْدِدَ، اول باب مفاعلہ سے ماضی معروف اور ثانی باب مفاعلہ سے ماضی مجہول ہے ۱۲ رف

[۴] قولہ نہیں ہوا کیونکہ جب حرفین متجانسین میں سے پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو اس صورت میں مضاعف کا کوئی قاعدہ نہیں پایا جاتا ۱۲ حاشیہ

[۲] قولہ حَاجَّ از باب مفاعلہ دراصل حَاجَجَ بروزن قَاتَلَ تھا۔ اور مُوْدَّ اسی باب سے ماضی مجہول ہے اصل میں مُوْدِدَ بروزن قُوْتِلَ تھا ۱۲ رف [۳] اول معروف اور ثانی مجہول ہے۔ ۱۲ رف

دال وتار قریب المخرج ہیں۔ مجہول :۔ مُدَّ مُدَّا مُدُّوْا مُدَّتْ مُدَّتَا مُدِدْنَ مُدِدْتَ مُدِدْتُمَا مُدِدْتُمْ مُدِدْتِ مُدِدْتُنَّ مُدِدْتُ مُدِدْنَا مضارع معروف: يَمُدُّ يَمُدَّانِ يَمُدُّوْنَ الخ وهٰكذا المجهول، نفی بلن :۔ لَنْ يَمُدَّ لَنْ يَمُدَّا لَنْ يَمُدُّوْا الخ لن نے وہی عمل کیا جو صحیح میں کرتا ہے اور[۵۱] مضارع کا ادغام بدستور ہے۔ اور اسی طرح مجہول ہے۔ نفی جحد بلم معروف :۔ لَمْ يَمُدَّ لَمْ يَمُدِّ لَمْ يَمُدُّ لَمْ يَمْدُدْ لَمْ يَمُدَّا لَمْ يَمُدُّوْا لَمْ تَمُدَّ لَمْ تَمُدِّ لَمْ تَمُدُّ لَمْ تَمْدُدْ لَمْ تَمُدَّا لَمْ يَمْدُدْنَ لَمْ تَمُدُّوْا لَمْ تَمُدِّيْ لَمْ تَمْدُدْنَ لَمْ أَمُدَّ لَمْ أَمُدِّ لَمْ أَمُدُّ لَمْ أَمْدُدْ لَمْ نَمُدَّ لَمْ نَمُدِّ لَمْ نَمُدُّ لَمْ نَمْدُدْ۔

لَمْ يَمُدَّ اور اس کی نظائر میں قاعدہ ۷ جاری کیا گیا ہے۔ وقس علیہ المجہول۔

لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل :۔ لَيَمُدَّنَّ لَيَمُدَّانِّ لَيَمُدُّنَّ آخر تک صحیح کی طرح ہے، مضارع کا ادغام علیٰ حالہ باقی ہے۔ یہی حال مجہول کا ہے۔ نون خفیفہ معروف :۔ لَيَمُدَّنْ لَيَمُدُّنْ الخ وهٰكذا المجهول۔ امر حاضر معروف :۔ مُدَّ مُدِّ مُدُّ اُمْدُدْ، مُدَّا مُدُّوْا مُدِّيْ اُمْدُدْنَ، تثنیہ جمع مذکر و واحد مونث حاضر میں فک ادغام جائز نہیں کیونکہ جزم اور وقف کا محل دال دوم نہیں[۵۲] اسی لئے قصیدہ[۵۳] بردہ کے شعر

ع　فَمَا لِعَيْنَيْكَ[۵۴] اِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا[۵۵]، میں اُكْفُفَا کو غلط قرار دیا

---

۵۱ قولہ اور مضارع کا الخ پچھلے جملہ سے وہم ہوتا تھا کہ لَنْ کی گردان صحیح کی طرح ہے اس وہم کو دُور کرتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ مضارع میں جو ادغام ہوئے تھے وہ اس گردان میں بھی موجود ہیں ہاں لَنْ کی وجہ سے اس گردان میں کوئی نیا ادغام نہیں ہوا لَنْ نے صرف وہی عمل کیا جو صحیح میں کرتا ہے ۱۲ رف ۵۲ قولہ دال دوم نہیں بلکہ جزم اور وقف کا محل نون اعرابی تھا جو کہ وقف کی وجہ سے گر گیا۔ ۱۲ منہ

۵۳ قولہ قصیدہ بردہ یہ عربی کا مشہور قصیدہ ہے جو شیخ محمد بوصیریؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں کہا ہے شیخ موصوف بڑے عالم اور صاحب مقامات بزرگ تھے، یہ برص کے مریض ہوئے حصولِ صحت کی نیت سے یہ قصیدہ نہایت اخلاص کے ساتھ نظم کیا رات کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور یہ قصیدہ آپؐ کی خدمت میں پیش کیا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہت محظوظ ہوئے اور دست مبارک شیخ موصوف کے بدن پر پھیرا اور اپنی چادر ان کو عنایت فرمائی، جب بیدار ہوئے تو برص کی بیماری زائل ہو چکی تھی حتیٰ کہ اس کا کوئی اثر نظر نہ آتا تھا، نیز جو چادر حالتِ خواب میں عطا ہوئی تھی بیداری کے بعد بھی وہ بعینہٖ اپنے ہاتھ میں موجود پائی۔ عربی میں چادر کو بُردہ کہتے ہیں اس لئے یہ قصیدہ قصیدۂ بُردہ کے نام سے مشہور ہے ۱۲ حاشیہ ۵۴ قولہ لِعَيْنَيْكَ الخ دوسرا مصرعہ یہ ہے وَمَا لِقَلْبِكَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمِ۔ یعنی تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اگر تو اُن سے کہتا ہے کہ رُک جاؤ تو وہ بہ پڑتی ہیں اور تیرے دل کو کیا ہو گیا کہ اگر تو اسے کہتا ہے کہ ہوش میں آجا تو وہ محبوب کے خیال میں کھو جاتا ہے ۱۲ رف ۵۵ قولہ هَمَتَا، هَمَا يَهْمِيْ هَمْيًا (بمعنی بہنا) سے صیغہ تثنیہ مؤنث غائب بحث ماضی معروف ہے۔ اور مصرعہ ثانیہ میں يَهِمِ آنو هَمَ کا مضارع ہے ۱۲ رف اللّٰهم اغفر لكاتبه ولمن سعى فيه

گیا ہے۔ **امر بالام معروف و مجہول** :۔ لِمْ کی طرح ہیں۔ **امر حاضر معروف بانون ثقیلہ** :۔ مُدَّنَّ مُدَّانِّ مُدُّنَّ مُدِّنَّ اُمْدُدْنَانِّ۔ مُدَّنَّ میں بھی چونکہ وقف باقی نہیں رہا اس لئے ایک حالت یعنی فتحہ دال کے علاوہ فک ادغام اور کسرہ وضمہ جائز نہیں۔ **امر حاضر معروف بانون خفیفہ** :۔ مُدَّنْ مُدُّنْ مُدِّنْ۔ **امر بالام**[۵۱] :۔ کو بھی اسی پر قیاس کرلو۔ **نہی معروف** ۔ لَا یَمُدَّ لَا یَمُدِّ لَا یَمُدُّ لَا یَمْدُدْ لَا یَمُدَّا لَا یَمُدُّوا الخ **نون ثقیلہ و خفیفہ** :۔ جیسے کہ امر میں جان چکے ہو نہی میں بھی لگادو۔ **اسم فاعل** :۔ مَادٌّ مَادَّانِ مَادُّوْنَ مَادَّةٌ مَادَّتَانِ مَادَّاتٌ اس کے ادغام کا طریقہ بتایا جا چکا ہے[۵۲]۔ **اسم مفعول** :۔ مَمْدُوْدٌ آخر تک صحیح[۵۳] کی طرح ہے۔

مضاعف از ضَرَبَ :۔ اَلْفِرَارُ بھاگنا، فَرَّ یَفِرُّ فِرَارًا فهو فَارٌّ الامر منه فِرَّ فِرِّ اِفْرِرْ والنهی عنه لَا تَفِرَّ لَا تَفِرِّ لَا تَفْرِرْ الظرف منه مَفِرٌّ[۵۴] الخ

مضاعف از سَمِعَ اَلْمَسُّ چھونا، مَسَّ یَمَسُّ[۵۵] مَسًّا فهو مَاسٌّ و مُسَّ یُمَسُّ مَسًّا فهو مَمْسُوْسٌ الامر منه مَسَّ مَسِّ اِمْسَسْ والنهی عنه لَا تَمَسَّ لَا تَمَسِّ لَا تَمْسَسْ الظرف منه مَمَسٌّ الخ اپنے جانے ہوئے قواعد کے مطابق مَدَّ اور فَرَّ کے انداز پر کہ جن کی گردان تم کرچکے ہو اس باب کے صیغے بھی پڑھ لینے چاہئیں۔

مضاعف از افتعال :۔ الِاضْطِرَارُ[۵۶] جبراً کسی طرف کھینچنا۔ اِضْطَرَّ یَضْطَرُّ اِضْطِرَارًا فهو مُضْطَرٌّ و اُضْطُرَّ یُضْطَرُّ اِضْطِرَارًا فهو مُضْطَرٌّ الامر منه اِضْطَرَّ اِضْطَرِّ اِضْطَرِرْ، والنهی عنه لَا تَضْطَرَّ لَا تَضْطَرِّ لَا تَضْطَرِرْ، الظرف منه مُضْطَرٌّ۔ اس باب میں فاعل مفعول اور ظرف ہم شکل ہوگئے لیکن اصل میں فاعل مکسور العین ہے اور مفعول و ظرف مفتوح العین، **از انفعال** :۔ الِانْسِدَادُ بند ہونا۔ اِنْسَدَّ یَنْسَدُّ الخ **از استفعال** :۔ الِاسْتِقْرَارُ قرار لینا۔ اِسْتَقَرَّ یَسْتَقِرُّ اِسْتِقْرَارًا فهو مُسْتَقِرٌّ و اُسْتُقِرَّ یُسْتَقَرُّ اِسْتِقْرَارًا فهو مُسْتَقَرٌّ الامر منه اِسْتَقِرَّ اِسْتَقِرِّ اِسْتَقْرِرْ والنهی عنه لَا تَسْتَقِرَّ لَا تَسْتَقِرِّ لَا تَسْتَقْرِرْ الظرف منه

---

۵۱ قولہ امر بالام یعنی بانون ثقیلہ و خفیفہ کو بھی اسی پر قیاس کرلو کہ انہیں بجز فتحہ دال کے کوئی اور صورت جائز نہیں ۱۲ محمد رفیع عثمانی
۵۲ قولہ بتایا جا چکا ہے یعنی قاعدہ "د" میں ۱۲ رف ۵۳ قولہ صحیح کی طرح دو دال کے درمیان واو فاصل ہوگیا ہے اسلئے ادغام نہیں ہوسکتا ۱۲ رف ۵۴ قولہ مَفِرٌّ بکسر الفاء۔ اسمیں فاء کا فتحہ جائز نہیں مفصل بحث شروع کتاب میں گزر چکی ہے ۱۲ رف
۵۵ قولہ یَمَسُّ کما فی قولہ لَا یَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۱۲ محمد رفیع عثمانی ۵۶ قولہ الِاضْطِرَارُ الخ تاءِ افتعال طاء سے بدل گئی ہے جیسا کہ ابتدائے کتاب میں قواعد افتعال پڑھ چکے ہو ۱۲ رف

مُسْتَقَرٌّ ۔ ازافعال :۔ اَلْاِمْدَادُ مدد کرنا ۔ اَمَدَّ یُمِدُّ اِمْدَادًا فهو مُمِدٌّ و اُمِدَّ یُمَدُّ اِمْدَادًا فهو مُمَدٌّ الامر منه اَمِدَّ اَمِدِّ اَمْدِدْ والنهي عنه لَا تُمِدَّ لَا تُمِدِّ لَا تُمْدِدْ الظرف منه مُمَدٌّ مضاعف تفعیل و تفعّل :۔ بعینہ صحیح[51] کی طرح ہے جیسے جَدَّدَ یُجَدِّدُ تَجْدِیْدًا اور تَجَدَّدَ یَتَجَدَّدُ تَجَدُّدًا۔ مفاعلۃ :۔ اَلْمُحَاجَّةُ ایک دوسرے کو دلیل پیش کرنا حَاجَّ یُحَاجُّ مُحَاجَّةً فهو مُحَاجٌّ و حُوْجَّ یُحَاجُّ مُحَاجَّةً فهو مُحَاجٌّ الامر منه حَاجَّ حَاجِّ حَاجِجْ والنهي عنه لَا تُحَاجَّ لَا تُحَاجِّ لَا تُحَاجِجْ الظرف منه مُحَاجٌّ ۔

اس پورے[52] باب میں ادغام د کے قاعدہ سے ہوا ہے ۔

تفاعل :۔ اَلتَّضَادُّ ایک دوسرے کی ضد[53] ہونا ، تَضَادَّ یَتَضَادُّ آخر تک مفاعلۃ کی طرح ہے ۔

قسم ثانی مرکبات[54] مضاعف و مہموز و معتل

مہموز فا و مضاعف :۔ الاِمَامَةُ امام ہونا ۔ اَمَّ یَؤُمُّ اِمَامَةً فهو اٰمٌّ و اُمَّ یُؤَمُّ اِمَامَةً فهو مَاْمُوْمٌ الامر منه اُمَّ اُمِّ اُمَّ اُؤْمُمْ والنهي عنه لَا تَؤُمَّ لَا تَؤُمِّ لَا تَؤُمَّ لَا تَأْمُمْ الظرف منه مَأَمٌّ الخ ہمزہ میں مہموز کے قواعد اور متجانسین میں مضاعف کے قواعد پر عمل کریں گے لیکن بوقت تعارض مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح ہوگی ۔ چنانچہ یَؤُمُّ میں رَاْسٌ کے قاعدہ پر نہیں بلکہ یَمُدُّ کے قاعدہ پر عمل ہوگا ۔ اور اُؤُمُّ میں[55] اٰمَنَ کے قاعدہ پر یَمُدُّ کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی ہے لیکن ادغام کے بعد ہمزتین متحرکتین کے قاعدہ سے ہمزۂ دوم واؤ سے بدل گیا ۔

---

[51] قولہ صحیح کی طرح ہے کیونکہ تفعیل اور تفعّل کی عین تو بہرحال مشدد ہوتی ہے ۔ اگر لام میں بھی ادغام ہو جائے تو لفظاً انتہائی ثقیل ہو جائیگا ۱۲ حاشیہ [52] قولہ اس پورے باب الخ یہ مطلب نہیں کہ اس باب کے ہر صیغہ میں ادغام ہوا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس باب کے جس جس صیغہ میں ادغام ہے وہ قاعدہ د سے ہوا ہے ۱۲ محمد رفیع عثمانی [53] مخالف ۱۲ منہ [54] قولہ مرکبات یعنی اسمیں ایسے مصادر آئیں گے جو بیک وقت مضاعف بھی ہونگے اور مہموز بھی ، یا بیک وقت مضاعف بھی ہونگے اور معتل بھی ۱۲ رف

[55] قولہ اور اُؤُمُّ میں الخ یہ اعتراض مقدر کا جواب ہے اعتراض یہ تھا کہ جس طرح یَؤُمُّ میں تعارض کے باعث رَاْسٌ کا قاعدہ ترک کر دیا گیا ہے اسی طرح اُؤُمُّ میں بھی اٰمَنَ کا قاعدہ نیز اَوَادِمُ کا قاعدہ ترک کرنا چاہیے اور اُؤُمُّ کے بجائے اٰوُمُّ کہنا چاہیے ۔ جواب کی تشریح یہ ہے کہ تعارض کے باعث اٰمَنَ کے قاعدہ کو ترک کر دیا گیا تھا اور ادغام کر دیا گیا تھا چنانچہ ادغام کے بعد کلمہ اُؤُمُّ ہو گیا ۔ لیکن ادغام کے بعد دوسرا قاعدہ اَوَادِمُ کا پایا گیا اور اس کے معارض کوئی قاعدہ مضاعف کا موجود نہ تھا لہٰذا ہمزۂ دوم کو اَوَادِمُ کے قاعدہ سے واؤ سے بدل دیا گیا ۔ ۱۲ رف

مثال ومضاعف از سَمِعَ :- اَلْوُدُّ محبت کرنا۔ وَدَّ يَوَدُّ وُدًّا فهو وَادٌّ و وُدَّ يُوَدُّ وُدًّا فهو مَوْدُوْدٌ الامر منه وَدَّ وَدِّ اِيْدَدْ۔ والنهى عنه لا تَوَدَّ لَا تَوَدِّ لَا تَوْدَدْ الظرف منه مَوَدٌّ والاٰلة منه مِوَدٌّ مِوَدَّةٌ مِيْدَادٌ وتثنيتهما مَوَدَّانِ وَمِوَدَّانِ والجمع منهما مَوَادُّ وَمَوَادِيْدُ افعل التفضيل منه اَوَدُّ والمؤنث منه وُدّٰى وتثنيتهما اَوَدَّانِ وَوُدَّيَانِ والجمع منهما اَوَدُّوْنَ و اَوَادُّ و وُدَدٌ و وُدَّيَاتٌ۔ متجانسین میں مضاعف کے قواعد پر عمل ہے اور واؤ میں معتل کے قواعد پر لیکن بوقت تعارض مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی جیسے مِوَدٌّ آلہ میں کہ قاعدہ معتل واؤ کو یاء سے بدلنے کا مقتضی تھا، اور قاعدہ مضاعف دالِ اوّل کی حرکت واؤ کو منتقل کرنیکا مقتضی تھا[1]۔

مہموز و مضاعف از افتعال :- اَلْاِيْتِمَامُ اقتدا کرنا۔ اِيْتَمَّ يَأْتَمُّ اِيْتِمَامًا فهو مُؤْتَمٌّ واُوْتُمَّ يُؤْتَمُّ اِيْتِمَامًا فهو مُؤْتَمٌّ الامر منه اِيْتَمَّ اِيْتَمِّ اِيْتَمْ اِيْتَمِمْ والنهى عنه لَا تَأْتَمَّ لَا تَأْتَمِّ لَا تَأْتَمِمْ الظرف منه مُؤْتَمٌّ۔

فائدہ :- نونِ[2] ساکن اگر حروف يَرْمَلُوْنَ میں سے کسی کے قبل علیحدہ کلمہ میں واقع ہو تو اُس حرف میں اس کا ادغام ہو جاتا ہے۔ ر اور ل میں بغیر غنہ کے اور باقی میں غنہ کے ساتھ جیسے "مِنْ رَّبِّكَ" مِنْ لَّدُنَّا، مَنْ يَّرْغَبُ، رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ[3]، صَالِحًا[4] مِّنْ ذَكَرٍ[5]۔ ایک کلمہ میں ہوں تو ادغام نہیں ہوتا، جیسے دُنْيَا اور صِنْوَانٌ[6]۔

فائدہ :- لامِ تعریف حروفِ شمسیہ یعنی ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن میں مدغم ہو جاتا ہے جیسے وَالشَّمْسِ اور ان حروف کو حروفِ شمسیہ کہتے ہیں، اور باقی حروف میں مدغم نہیں ہوتا جیسے وَالْقَمَرِ ان حروف کو حروفِ قمریہ[7] کہتے ہیں۔ وجہ تسمیہ یہی ہے کہ یہ دونوں لفظ قرآن مجید میں ہیں، اوّل ادغام کے ساتھ اور ثانی بغیر ادغام کے۔ پس جن حروف میں ادغام ہوتا ہے وہ لفظ شمس سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور جن میں نہیں ہوتا وہ لفظ قمر سے۔

---

[1] قولہ مقتضی تھا چنانچہ یہاں اسی کو ترجیح دی گئی ۱۲ رف [2] قولہ ساکن متحرک سے احتراز ہے ۱۲ رف [3] قولہ رَءُوْفٌ اشارہ ہے اس طرف کہ تنوین بھی نون ساکن کے حکم میں ہے [4] سوال :- مصنفؒ نے حروف يَرْمَلُوْنَ میں سے صرف پانچ کی مثال دی چھٹے حرف یعنی نون کی مثال کیوں نہیں دی؟ جواب :- نون کی مثال اس لئے ضروری نہیں سمجھی کہ جب نون سے پہلے نون ساکن آئے گا تو متجانسین کے قاعدہ سے اس کا ادغام بالکل ظاہر ہے مثال کی ضرورت نہیں ۱۲ منہ [6] قولہ صِنْوَانٌ کما فی قولہ تعالیٰ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ" صِنْوٌ کی جمع ہے، جب ایک سے زائد کھجور کے درخت ایک ہی جڑ سے نکلیں تو ان میں سے ہر ایک صِنْوٌ ہے ۱۲ مختار الصحاح [7] قولہ قمریہ یہ قُرّاء کی اصطلاح ہے ۱۲ حاشیہ [5] واو کی مثال مصنف نے نہیں دی اس کی مثال ۴ مِنْ وَّعْدٍ ہے ۱۲ رف

باب چہارم افادات نافعہ کے بیان میں

جناب استاذی مولوی سیّد محمد صاحب بریلوی اعلی اللہ درجاتہ فی الجنۃ ، بڑا روشن ذہن اور علم صرف کا خاص شغف رکھتے تھے ، اکثر شواذِّ صرفیہ کا شُذوذ انوکھے انداز سے قاعدہ کی تقریر فرما کر دُور کر دیتے تھے۔ اور دوسرے مطالب بھی بے نظیر اندازِ بیان میں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ انکی بعض تقریریں افادۃً سپردِ قلم کرتا ہوں

افادہ :- اِفْعَال اور اِسْتِفْعَال کے معتلات میں تعلیل بھی ہوتی ہے۔ جیسے اَقَامَ[۱] اِقَامَۃً وَاسْتَقَامَ اِسْتِقَامَۃً اور تصحیح[۲] بھی ، جیسے اَزْوَجَ اِزْوَاجًا ، وَاسْتَصْوَبَ اِسْتِصْوَابًا اور تصحیح بکثرت ہوتی ہے[۳]۔

صرفیین چونکہ قاعدہ[۴] کو پوری طرح بیان نہیں کر سکے اس لئے انھوں نے تمام الفاظ کثیرہ[۵] کو شاذ قرار دیدیا۔ جناب استاذِ مرحوم و مغفور رَفَعَ اللّٰہُ دَرَجَاتِہٖ نے قاعدہ ہی اس ڈھنگ سے بیان فرمایا کہ شذوذ بالکل جاتا رہا اور تمام کلماتِ صحیحہ[۶] قاعدہ پر منطبق ہو گئے۔

اور وہ یہ ہے کہ ” ہر وہ واو و یائے متحرک جسکا ما قبل ‘ حرفِ صحیح ساکن ہو اور مصدر[۷] میں ملاقی ، الف ساکن نہ ہو دوسری[۸] شرطیں پائی جانے کے وقت اس واوٗ و یاء کی حرکت ما قبل کو دیدیتے ہیں ، اور اگر وہ[۹] حرکت

۱؎ قولہ اَقَامَ الخ اَقَامَ دراصل اَقْوَمَ اور اِسْتِقَامَ دراصل اِسْتَقْوَمَ تھا۔ دونوں میں واوٗ متحرک ما قبل ساکن تھا۔ آٹھویں یعنی یُقَالُ کے قاعدہ سے واوٗ کی حرکت ما قبل کو دیکر واوٗ کو الف سے بدلا اَقَامَ اور اِسْتَقَامَ ہو گیا۔ دونوں مصدروں میں بھی یہی قاعدہ جاری ہوا ہے۔

۲؎ قولہ تصحیح بھی ، تصحیح تعلیل کی ضد ہے یعنی تعلیل نہیں ہوتی ۱۲ ر

۳؎ قولہ ہوتی ہے لہٰذا اعتراض ہوا کہ یُقَالُ کے قاعدہ کا تقاضا ہے کہ مذکورہ مثالوں میں بھی واو کی حرکت ما قبل کو دیکر واوٗ کو الف سے بدلا جائے ، پھر تعلیل کیوں نہیں کی گئی ؟ صرفیین نے اسکا یہ جواب دیا کہ اَزْوَجَ اور اسی جیسی دوسری مثالیں شاذ ہیں یعنی خلاف قاعدہ عرب سے مسموع ہیں ۱۲ رف ۴؎ قولہ قاعدہ کو یعنی آٹھویں قاعدہ کو پوری قیود کے ساتھ بیان نہیں کر سکے۔ اگر پوری قیود کے ساتھ بیان کرتے تو یہ اعتراض ہی نہ پڑتا ۱۲ رف

۵؎ قولہ تمام الفاظ کثیرہ یعنی اَزْوَجَ اور اِسْتَصْوَبَ جیسے وہ تمام الفاظ جن میں آٹھویں قاعدہ سے تعلیل نہیں کی گئی ۱۲ رف

۶؎ قولہ کلماتِ صحیحہ یعنی وہ کلمات جن میں تعلیل نہیں ہوئی مثلاً اَزْوَجَ اور اِسْتَصْوَبَ وغیرہ ۱۲ رف

۷؎ قولہ مصدر میں الخ یعنی مصدر میں وہ واوٗ اور یاء الف سے ملاقی نہ ہو ، یعنی اس واوٗ اور یاء کے متصل بعد الف نہ ہو اب یہ سمجھو کہ یہی وہ قید ہے جو عام صرفیین نے نہیں لگائی اور مصنف کے استاذ علیہ الرحمۃ نے لگائی ہے۔ اسی سے اَزْوَجَ وَاسْتَصْوَبَ وغیرہ کا شذوذ رفع ہوتا ہے کیونکہ یہ قید لگجانے کے بعد وا اَزْوَجَ وَاسْتَصْوَبَ میں تعلیل نہ ہونا قاعدہ کے عین مطابق ہو گیا ، کیونکہ ان دونوں مثالوں کے مصدر میں واوٗ کے بعد الف ہے جو مانع تعلیل ہے۔ ۱۲ رف

۸؎ قولہ دوسری شرطیں یعنی جو معتل کے آٹھویں قاعدہ میں مصنف بہت پہلے بیان کر چکے ہیں ۱۲ رف

۹؎ قولہ اور اگر الخ یعنی واوٗ اور یاء کی حرکت ما قبل کو دینے کے بعد دیکھیں گے کہ وہ حرکت فتحہ ہے یا نہیں ، اگر فتحہ نہیں تو مزید کوئی تغیر نہیں ہوگا اور اگر فتحہ ہے تو واو اور یاء کو الف سے بدل دینگے ۱۲ رف

فتحہ ہو تو واؤ اور یار کو الف سے بدل دیتے ہیں اور[۱] افعال اور استفعال کا مصدر جس طرح اِن دو وزنوں پر آتا ہے۔ اِفْعَلَةٌ و اِسْتِفْعَلَةٌ[۲] کے وزن پر بھی آتا ہے۔ اِقَامَةٌ و اِسْتِقَامَةٌ اور اِن دونوں بابوں کے افعالِ معتلّہ کے تمام مصادر اسی وزن پر ہیں۔ اور یہ وزن صرف اجوف ہی میں آتا ہے جیسے[۳] کہ مصدرِ ثلاثی مجرد کا وزن فُعَلٌ ناقص[۴] کے ساتھ مخصوص ہے غیر ناقص میں نہیں[۵] آتا۔ اور جس[۶] طرح ناقص وزن فُعَلٌ کے ساتھ مخصوص نہیں، مصدرِ ناقص دوسرے[ع] اوزان پر بھی آتا ہے۔ فُعَلٌ البتہ ناقص کیساتھ مخصوص ہے کہ غیر ناقص میں نہیں آتا۔ اسی طرح اجوفِ افعال و استفعال بھی ان دو وزنوں کے ساتھ مخصوص نہیں مصدرِ اجوف ان دونوں ابواب کا اِفْعَالٌ و اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے۔ جیساکہ ان ابواب کے تمام صِیَغِ[۷] صحیحہ میں۔ البتہ اِفْعَلَةٌ و اِسْتِفْعَلَةٌ غیر اجوف میں نہیں آتا۔

---

۱ قولہ اور افعال و استفعال الخ اس کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ اعتراض ہوتا تھا کہ اگر قاعدہ کی یہ تقریر مان لی جائے جو آپ نے کی ہے تو اَقَامَ اور اِسْتَقَامَ میں بھی تعلیل ہونی چاہیئے کیونکہ اَقَامَ کا مصدر دراصل اِقْوَامٌ بروزن اِفْعَالٌ اور اِسْتَقَامَ کا مصدر اِسْتِقْوَامٌ بروزن اِسْتِفْعَالٌ تھا۔ ان دونوں مصدروں میں واؤ ملاقیٔ الف ہے۔ لہٰذا نہ مصدر میں تعلیل ہونی چاہیئے اور نہ ان کے افعال وغیرہ میں حالانکہ ان میں تعلیل کی گئی ہے۔
جواب یہ ہے کہ مذکورہ دونوں مصدروں کی اصل اِقْوَامٌ اور اِسْتِقْوَامٌ نہیں بلکہ اِقْوَمَةٌ اور اِسْتِقْوَمَةٌ ہے لہٰذا ان مصدروں میں واؤ ملاقیٔ الف نہیں۔ چنانچہ ان میں اور انکے مشتقات میں تعلیل ہمارے بیان کردہ قاعدہ کے مطابق بھی صحیح ہے اس جواب پر یہ اعتراض وارد ہوا کہ باب افعال و استفعال کے وزن تو معروف ہیں، پھر ان کے مصادر اِفْعَلَةٌ و اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن پر کیسے آگئے؟ اسکا جواب مصنفؒ دیتے کہ افعال و استفعال کا مصدر جس طرح الخ ۱۲ رف
۲ جیسے کہ الخ سوال مقدر کا جواب ہے کہ وزن اِفْعَلَةٌ و اِسْتِفْعَلَةٌ کو اجوف کیساتھ کیوں مخصوص کیا، اگر یہ وزن درست ہے تو چاہیئے کہ ہر قسم میں آئے ۱۲ رف ۳ قولہ ناقص جیسے هَدَى يَهْدِي کا مصدر هُدًى بمعنی ہدایت کہ دراصل هُدَيٌ بروزن فُعَلٌ تھا ۱۲ رف ۴ قولہ نہیں آتا، معلوم ہوا کہ کسی وزن کے درست ہونیکے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر قسم میں آتا ہو ۱۲ منہ
۵ قولہ اور جس طرح الخ ماقبل کے بیان سے وہم ہوتا تھا کہ باب افعال و استفعال سے مصدرِ اجوف ہمیشہ اِفْعَلَةٌ و اِسْتِفْعَلَةٌ ہی کے وزن پر آتا ہوگا، چنانچہ ان ابواب کے کسی بھی مصدرِ اجوف میں واؤ و یار کے بعد الف نہ ہوگا، لہٰذا ان میں اور ان کی گردانوں میں ہمیشہ تعلیل ہونی چاہیئے، حالانکہ اَزْوَجَ و اِسْتَصْوَبَ وغیرہ میں تعلیل نہیں تو پھر وہی اصل اعتراض لوٹ آیا جسے دفع کرنے کے لئے قاعدہ کی تقریر بدلی گئی تھی؟ اس وہم کا جواب مصنفؒ اپنے ارشاد "اور جس طرح الخ" سے دیتے ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ وزن اِفْعَلَةٌ و اِسْتِفْعَلَةٌ اور اجوف کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے، اجوف عام اور یہ دونوں وزن خاص ہیں لہٰذا باب افعال و استفعال کا جو مصدر اجوف ہوگا اسکا بروزن اِفْعَلَةٌ و اِسْتِفْعَلَةٌ ہونا ضروری نہیں، البتہ جو مصدر بروزن اِفْعَلَةٌ و اِسْتِفْعَلَةٌ ہوگا اسکا اجوف ہونا ضروری ہے، بالکل اسی طرح جس طرح کہ وزن فُعَلٌ اور ناقص میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے کہ ہر مصدرِ ناقص کا بروزن فُعَلٌ ہونا ضروری نہیں، البتہ وزن فُعَلٌ کا ہر مصدر ناقص ہونا ضروری ہے ۱۲ رف ۶ قولہ صیغ صحیحہ، وہ صیغے جن میں تعلیل نہیں ہوئی۔ ۱۲ رف

ع جیسے دَعْوَةٌ و رَمْيٌ وغیرہ ۱۲ رف

پس[۱] اَرْوَحَ و اِسْتَصْوَبَ اور ان کی نظائر کے مصادر میں جو کہ اِفعالٌ و اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر ہیں واؤ اور یا، الف سے ملاقی ہیں لہٰذا پورے باب میں اعلال نہیں کیا گیا۔ اور اِقامَۃ و اِسْتِقامَۃ اور ان کی نظائر کے مصادر میں جو کہ اِفْعَلَۃٌ و اِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن پر ہیں واؤ اور یا، الف سے ملاقی نہیں، لہٰذا پورے باب میں اعلال کر دیا گیا، پس کوئی کلمہ خلاف قاعدہ نہیں رہا۔

سوال:۔ اعلال میں فعل کو اصل اور مصدر کو فرع قرار دیا گیا ہے جیسا کہ قَامَ قِیَامًا اور قَاوَمَ قِوَامًا میں کہا گیا ہے[۲]۔ اور آپ کی تقریر سے اس کا عکس لازم آتا ہے کہ فعل مصدر کے تابع ہو گیا۔

جواب: یہ اصالت و فرعیت تو سطحی بات ہے، ورنہ تعلیل اور اس جیسے احکام میں اصل مقصود یہ ہوتا ہے کہ باب کا حکم متحد رہے صیغے غیر متناسب نہ ہو جائیں، پس اگر ایک صیغے میں تعلیل کا سبب قوی ہو تو تمام صیغوں میں تعلیل کر دیتے ہیں۔ اور اگر ایک صیغہ میں تصحیح کا سبب قوی ہو تو تمام صیغوں کو بے تعلیل رہنے دیتے ہیں۔ اس بات کی رعایت ہرگز ملحوظ نہیں ہوتی کہ سبب اصل میں پایا گیا ہے یا فرع میں، مثلاً یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واؤ کا ہونا ثقیل اور حذفِ واؤ کا سبب ہے۔ لہٰذا یَعِدُ میں واؤ حذف کیا گیا تو دوسرے صیغوں میں بھی محض تناسب کے لئے حذف کر دیا گیا، یا مثلاً مضارع کے شروع میں دو زائد ہمزوں کا اجتماع موجبِ ثقل اور ہمزۂ دوم کے حذف کا سبب ہے۔ لہٰذا اُکْرِمُ میں جو دراصل اُأَکْرِمُ تھا ہمزۂ دوم حذف ہو گیا، اور یُکْرِمُ تُکْرِمُ و نُکْرِمُ میں یہ علت موجود نہیں صرف تناسب کی خاطر حذف کیا گیا ہے۔ اس بات کا لحاظ کئے بغیر کہ یَعِدُ اصل ہے اور تَعِدُ وغیرہ اس کی فرع" یا اُکْرِمُ اصل ہے اور تُکْرِمُ وغیرہ اس کی فرع، ورنہ اگر غائب کو اصل قرار دیں تو یُکْرِمُ کو اُکْرِمُ کا تابع کرنا غلط ہو جاتا ہے۔ اور اگر متکلم اصل ہو تو اَعِدُ نَعِدُ (وغیرہ) کو یَعِدُ کا تابع کرنا لغو ہو جاتا ہے۔

سوال:۔ اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ اصل قاعدہ صرف یَعِدُ میں پایا جاتا ہے اور تَعِدُ،

---

[۱] قولہ پس الخ قاعدہ کی تقریر اور اس پر وارد ہونیوالے اعتراضات کے جواب سے فارغ ہو کر اب قاعدہ کو زیر بحث مثالوں پر منطبق فرماتے ہیں ۱۲ رفت

[۲] قولہ کہا گیا ہے معتل کا تیرہواں قاعدہ پیچھے گزر چکا ہے، کہ مصدر کے عین کلمہ میں جو واؤ کسرہ کے بعد واقع ہو وہ واؤ یاء سے بدل جاتا ہے بشرطیکہ اسکے فعل میں تعلیل ہوئی ہو، جیسے قِیَامًا مصدر میں کہ دراصل قِوَامًا تھا، کیونکہ اس کے فعل قَامَ میں تعلیل ہو چکی ہے برخلاف قَاوَمَ کے مصدر قِوَامًا کے کہ اس میں واؤ کو یاء سے نہیں بدلا، کیونکہ اس کے فعل قَاوَمَ میں تعلیل نہیں ہے اس موقع پر بعض صرفیین نے فعل میں تعلیل ہونے کی شرط کا نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ تعلیل میں فعل اصل اور مصدر اس کی فرع ہے۔ زیر بحث سوال اسی نکتہ کی بنیاد پر پیدا ہوا ہے۔ ۱۲ رفیع

أَعِدُ نَعِدُ اُس[1] کے تابع ہیں تو شروع کتاب[2] میں آپ کا یہ کہنا غلط ہوا کہ "قاعدہ مطلق علامتِ مضارع میں بیان کرنا چاہیئے، صرف یا، میں قاعدہ بیان کرنا اور دوسروں کو تابع قرار دینا تطویل لاطائل ہے"؟

جواب :۔ تحریرِ قواعد کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک تو قاعدہ کی تقریر دوسرے قاعدہ کے سبب و نکتہ کا بیان، قاعدہ کی تقریر ایسی کُلّی ہونی چاہیئے جو تمام جزئیات کو شامل ہو جائے، اور نکتہ و سبب کے بیان میں یہ واضح کرنا چاہیئے کہ قاعدہ کی علت فلاں صیغہ میں فلاں چیز تھی اور دوسرے صیغوں کو اس کا تابع کیا گیا ہے۔ اصل تقریر ہی میں فرق بیان کر دینا انتشارِ ذہن کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ محققین کی عادت بھی یہی ہے۔ کما تریٰ فی الفصول الاکبریۃ والاصول الاکبریۃ وسائر کتب اُولی التحقیق، اور فعل و مصدر کی اصالت و فرعیت کی تحقیق عنقریب اسی باب میں استاذ محترم کے افادات کے مطابق آرہی ہے۔

افادہ :۔ اَبٰی یَأبٰی کو جو باب فَتَحَ سے ہے حالانکہ اسکا عین یا لام کلمہ حرفِ حلقی نہیں شاذ کہا گیا ہے، اور دوسرے کلمات بھی مثلاً قَلٰی[3] یَقْلٰی و عَضَّ یَعَضُّ و بَقٰی یَبْقٰی عَلٰی بَعْضِ اللُّغَاتِ[4] فَتَحَ سے بغیر شرطِ مذکور کے آگئے ہیں۔ ان سب کا شذوذ دفع کرنے کے لیے استاذ محترم نے قاعدہ اس طرح بیان فرمایا کہ "ہر وہ کلمہ صحیح جو باب فَتَحَ یَفْتَحُ سے آئے ضروری ہے کہ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو" قاعدہ میں "صحیح" کی قید بڑھانے سے ان سب کلمات کا شذوذ ختم ہوگیا، کیونکہ ان میں سے بعض ناقص اور بعض مضاعف ہیں[5]۔

افادہ :۔ کُلْ، خُذْ اور مُرْ میں جو دراصل أُؤْكُلْ، أُؤْخُذْ، اور أُؤْمُرْ تھے۔ دونوں ہمزہ حذف[6] کرنے کو شاذ کہا گیا ہے۔ اُستاذ محترم نے ان کا شذوذ اس طرح دُور فرمایا کہ "ان صیغوں میں قلب[7] مکانی ہوا ہے کہ فا کو عین کی جگہ رکھ دیا گیا، چنانچہ أُكْؤُلْ، أُخْؤُذْ اور أُمْؤُرْ ہو گئے پھر یَسَلُ کے قاعدہ

---

[1] قولہ تابع ہیں یعنی ان میں محض حکم باب متحد رکھنے کے لیے تعلیل کی گئی ہے ۱۲ محمد رفیع عثمانی [2] قولہ شروع کتاب میں یعنی مثل کے پہلے قاعدہ میں ۱۲ رف [3] قولہ قَلٰی یَقْلٰی الخ قَلَی اللحمَ والسَّوِیقَ قَلْیًا بھونا، از باب ضَرَبَ و عَضَّ بہ و علیہ عَضًّا دانت سے پکڑنا، از فتح و نصر و بَقِیَ بقلۃً باقی رہا از سَمِعَ (المغرب مختار الصحاح) [4] قولہ علیٰ بعض اللغات، اس طرف اشارہ ہے کہ مذکورہ افعال باب فَتَحَ سے بعض لغات میں ہیں اور انہی لغات کے اعتبار سے اشکال ہوتا ہے ورنہ یہی افعال اکثر لغات میں دوسرے ابواب سے ہیں جن کی تفصیل ہم پچھلے حاشیہ میں بیان کر چکے ہیں دوسرے ابواب سے ہونے میں کوئی اشکال ہی نہیں ہوتا۔ ۱۲ رف [5] قولہ ہیں یہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ اس قید سے مذکورہ کلمات کا شذوذ تو واقعی دُور ہو گیا لیکن رَكَنَ یَرْكَنُ کا شذوذ پھر بھی باقی ہے کہ یہ صحیح بھی ہے اور باب فَتَحَ سے آیا ہے حالانکہ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی نہیں ۱۲ رف [6] شاذ الخ کیونکہ ان تینوں میں أُؤْمِنَ کا قاعدہ پایا جا رہا ہے جسکا تقاضا ہے کہ کوئی ہمزہ حذف نہ کیا جائے بلکہ صرف ہمزہ دوم کو واؤ سے بدلکر أُوْكُلْ، أُوْخُذْ اور أُوْمُرْ کہا جائے ۱۲ رف [7] قولہ قلب مکانی حروف کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر کو قلب مکانی کہا جاتا ہے اسکا کوئی قاعدہ مقرر نہیں، اسے پہچاننے کے بعض طریقے مصنفؒ خود ان افادات میں بیان فرمائیںگے ۱۲ حاشیہ

سے ہمزہ کو حذف کیا تو ہمزہ وصل بھی استغناء کی وجہ سے گر گیا[۱]"

سوال :- یَسَلُ کا قاعدہ تو جوازی ہے اور کُلْ وخُذْ میں حذف واجب[۲] ہے۔

جواب :- ہم قاعدہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ہر وہ ہمزہ متحرکہ جو ساکن غیر مدہ زائدہ[۳] وغیر یائے تصغیر[۴] کے بعد واقع ہو اسکی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ حذف کر دیتے ہیں اگر ساکن کے بعد ہمزہ کا وقوع قلبِ مکانی کی وجہ سے ہو یا افعالِ قلوب کے کسی فعل میں ہو تو حذف وجوباً ہوگا ورنہ جوازاً۔ پس حذفِ ہمزہ کا وجوب افعال رؤیت میں بھی قاعدہ کے مطابق ہے اور ان تینوں صیغوں میں بھی، اور اسمائے رؤیت میں حذف نہ ہونا[۵] بھی قاعدہ کے مطابق ہے۔

اور "مُرْ"[۶] میں قلب اور عدم قلب دونوں جائز ہیں۔ لہٰذا قلب کی صورت میں ہمزہ وجوباً حذف ہوگا چنانچہ "اُؤْمُرْ" نہیں کہہ سکتے، اور عدم قلب کی صورت میں حذف نہ ہوگا[۷]۔ اور عربی زبان میں قلبِ مکانی بکثرت واقع ہوتا ہے۔ کبھی تو[۸] فاء کو عین کی جگہ اور عین کو فاء کی جگہ لیجا کر جیسے اٰدُرٌ[۹]۔ دَارٌ کی جمع اَدْوُرٌ میں جو دراصل اَدْوُرٌ تھی، واو بقاعدہ[۱۰] وُجُوْہٌ ہمزہ بنا اور قلب مکانی سے فاء کی جگہ پہنچ کر اٰمَنَ کے قاعدہ سے الف بنا پس

---

[۱] قولہ گر گیا تفصیل یہ ہے کہ ہمزہ متحرک ماقبل پر حرف صحیح ساکن تھا، یَسَلُ کے قاعدہ سے ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ کو حذف کیا اُخُذْ ہوا پھر ہمزہ وصل کو استغناء کے باعث حذف کر دیا کیونکہ ہمزہ وصل کی ضرورت صرف اسوقت ہوتی ہے جب ابتداء بالسکون لازم آتی ہو اور یہاں یہ لازم نہیں آتی ۱۲ رف

[۲] قولہ واجب ہے جیسا کہ مہموز کی پہلی گردان میں گزر چکا ہے ۱۲ رف

[۳] قولہ غیر مدہ زائدہ خَطِیْئَۃٌ جیسی مثالوں سے احتراز ہے کہ ان میں ہمزہ مدہ زائدہ کے بعد واقع ہے لہٰذا قاعدہ یَسَلُ کا جاری نہ ہوگا بلکہ خَطِیْئَۃٌ کا قاعدہ جاری ہوگا جو مہموز کے قواعد میں گزر چکا ۱۲ رف

[۴] قولہ غیر یاء تصغیر اُفَیْئِسٌ جیسی مثالوں سے احتراز ہے کہ انہیں ہمزہ یائے تصغیر کے بعد واقع ہے لہٰذا قاعدہ یَسَلُ کا نہیں اُفَیْئِسٌ کا جاری ہوگا جو خَطِیْئَۃٌ کے قاعدہ کے ساتھ مہموز کے قواعد میں گزر چکا ہے ۱۲ رف

[۵] قولہ حذف نہ ہونا، یعنی حذف کا واجب نہ ہونا ۱۲ رف

[۶] قولہ اور مُرْ میں الخ اعتراض مقدر کا جواب ہے اعتراض یہ تھا کہ مُرْ میں آپ کہہ چکے ہیں کہ قلبِ مکانی ہوا ہے جس کا تقاضا ہے کہ اس میں ہمزہ وجوباً حذف ہو حالانکہ اس میں حذف ہمزہ واجب نہیں جائز ہے چنانچہ مُرْ اور اُؤْمُرْ دونوں جائز ہیں۔ ۱۲ رف

[۷] قولہ حذف نہ ہوگا یعنی حذف جائز نہ ہوگا کیونکہ عدم قلب کی صورت میں اسکی اصل اُؤْمُرْ ہوگی جس سے قاعدہ یَسَلُ کا کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اُؤْمُرْ میں اُوْمِنْ کا قاعدہ پایا جائیگا لہٰذا ہمزہ ساکنہ کو وجوباً واو سے بدلدیا جائیگا ۱۲ رف

[۸] قولہ کبھی تو الخ یہاں سے قلبِ مکانی کے طریقے بیان کرتے ہیں مصنف یہاں کل تین طریقے ذکر فرما رہے ہیں۔ ایک یہ کہ فاء عین کی جگہ اور عین فاء کی جگہ چلی جائے جیسے عَفْلٌ۔ دوسرے یہ کہ عین لام کی جگہ اور لام عین کی جگہ جیسے قَلْعٌ۔ تیسرے یہ کہ لام فاء کی جگہ اور فاء عین کی جگہ اور عین لام کی جگہ جیسے نَقْعٌ ۱۲ رف

[۹] قولہ اٰدُرٌ الخ یعنی دَارٌ کی جمع دراصل اَدْوُرٌ بروزن اَفْعُلٌ تھی۔ وُجُوْہٌ کے قاعدہ سے واو کو ہمزہ سے بدلا اَدْءُرٌ ہوا، پھر ہمزہ کو قلب مکانی سے دال کی جگہ اور دال کو ہمزہ کی جگہ لائے اَءْدُرٌ ہوا۔ پھر ہمزہ کو اٰمَنَ کے قاعدہ سے الف سے بدلا اٰدُرٌ ہوا۔ ۱۲ رف

[۱۰] قولہ بقاعدہ وُجُوْہٌ یعنی معتل کے پانچویں قاعدہ سے ۱۲

اللّٰھم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ

اُدْؤُرٌ بروزن اَعْفُلٌ ہوگیا۔

اور کبھی عین[1] کو لام کی جگہ لیجاکر جیسے قَوْسٌ کی جمع قُوُوْسٌ سے قِسِیٌّ کہ سین واؤ[2] کی جگہ اور واؤ سین کی جگہ چلا گیا قُسُوٌّ ہوا۔ پھر قاعدہ ۱۵ سے دِلِیٌّ کے مثل ہوگیا

اور کبھی لام کو فاء کی جگہ، فاء کو عین کی جگہ اور عین کو لام کی جگہ لیجاکر، جیسے اَشْیَاءُ کہ دراصل شَیْئَاءُ تھا جو شَیْءٌ کا اسم جمع ہے جیسے[3] کہ نَعْمَاءُ نِعْمَتٌ کا اسمِ جمع[4] ہے اور اَشْیَاءُ بروزن اَفْعَالٌ نہیں[5] ہوسکتا، کیونکہ اَشْیَاءُ غیر منصرف ہے اور افعالٌ کے وزن پر ہونے کی صورت میں اس میں منع صرف کا کوئی سبب نہیں پایا[6] جاتا، لہٰذا اس کی اصل بروزن[7] فَعْلَاءُ قرار دی گئی ہے کہ ہمزہ ممدودہ سبب منع صرف ہے جو قائم مقام دو سبب کے ہے اور قلب کے بعد اَشْیَاءُ بروزن لَفْعَاءُ ہوگیا ہے۔

(صرفیین نے) لکھا[8] ہے کہ قلب اس کلمہ کے مادہ کے دوسرے مشتقات سے پہچانا جاتا ہے جیسے اُدْؤُرٌ کہ اس کے واحد دارٌ جمع دُوْرٌ اور تصغیر دُوَیْرَۃٌ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اُدْؤُرٌ میں عین فاء کی جگہ چلی گئی ہے اسی طرح قِسِیٌّ میں لفظ قَوْسٌ و تَقَوُّسٌ[9] سے پتہ چل جاتا ہے کہ قِسِیٌّ کی اصل قُوُوْسٌ ہے۔ اسی

---

[1] قولہ عین کو الخ یعنی عین کو لام کی جگہ اور لام کو عین کی جگہ لیجاکر ۱۲ رف [2] قولہ واؤ کی جگہ یعنی واؤ اوّل کی جگہ ۱۲ رف [3] قولہ جیسے کہ الخ وہم ہو سکتا تھا کہ فَعْلَاءُ کا وزن تو واحد مؤنث کی صفت کے لئے آتا ہے جیسے کہ حَمْرَاءُ سَوْدَاءُ وغیرہ اور کوئی جمع اس وزن پر نہیں آتی لہٰذا شَیْءٌ کی جمع شَیْئَاءُ کہنا صحیح نہیں، اس وہم کو نَعْمَاءُ کی نظیر سے دور کرتے ہیں کہ وزن صرف صفت کے لئے خاص نہیں بلکہ جمع کے لئے بھی آتا ہے جس کی مثال نعماءُ موجود ہے لہٰذا شَیْءٌ کی جمع شَیْئَاءُ کہنا غلط نہیں ۱۲ رف [4] قولہ اسم جمع سوال :۔ اسم جمع تو وہ اسم ہوتا ہے جو متعدد پر دلالت کرے اور اس کے مادہ سے کوئی دوسرا لفظ واحد کے لئے نہ ہو جیسے قَوْمٌ رَهْطٌ وغیرہ ۔ اور نَعْمَاءُ و اَشْیَاءُ کے مادہ سے ان کا واحد شَیْءٌ اور نِعْمَۃٌ موجود ہے ۔ پھر مصنفؒ نے اسے اسم جمع کیوں کہا صرف جمع کہتے؟ جواب :۔ اسم جمع سے اصطلاحی اسم جمع مراد نہیں بلکہ جمع ہی مراد ہے اور لفظ اسم صرف یہ اشارہ کرنے کے لئے زائد کیا ہے کہ فَعْلَاءُ صرف صفت کے لئے خاص نہیں بلکہ اسم ذات میں بھی آتا ہے جیسا کہ ان مثالوں میں ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہاں لفظ اسم بمقابلہ صفت کے استعمال ہوا ہے جیسا کہ پہلے بھی کئی بار گزر چکا ہے ۱۲ رف [5] قولہ نہیں ہو سکتا اس کا کی تردید ہے جس کا مذہب تھا کہ اَشْیَاءُ میں قلب واقع نہیں ہوا بلکہ یہ اپنی اصل پر ہے اور اسکا وزن افعال ہے محض اس توہم پر کہ یہ بروزن فَعْلَاءُ ہو کا غیر منصرف استعمال ہونے لگا ۱۲ حاشیہ [6] قولہ نہیں پایا جاتا کیونکہ افعال کے وزن پر ہونے کی صورت میں اسکا ہمزہ تانیث کے لئے نہیں ہوگا بلکہ اصلی یعنی لام کلمہ ہوگا اور منع صرف کا سبب وہ ہمزہ زائدہ ہے جو تانیث کے لئے ہو، ہمزہ اصلیہ علامت تانیث ہے اور نہ سبب منع صرف ۱۲ رف [7] قولہ بروزن فَعْلَاءُ یعنی اَشْیَاءُ دراصل شَیْئَاءُ تھا پہلا ہمزہ اصلی اور دوسرا ہمزہ زائد تانیث کیلئے ہے تو پہلے ہمزہ یعنی لام کلمہ کو فاء کلمہ کی جگہ اور فاء کو عین کی جگہ اور عین کو لام کی جگہ رکھدیا گیا اَشْیَاءُ ہوا ۱۲ رف [8] قولہ لکھا ہے یہاں سے قلب مکانی کی علامات ذکر فرماتے ہیں جو کل تین ہیں۔ اوّل یہ کہ جس کلمہ میں تغیر ہوا ہے اسکے مادہ کے دوسرے صیغوں میں حروف کی ترتیب اس کلمہ کے حروف کی ترتیب سے مختلف ہو۔ دوم یہ کہ اگر قلب نہ مانیں تو اسم کا بغیر سبب کے غیر منصرف ہونا لازم آجائے۔ سوم یہ کہ تخفیف ہمزہ یا اعلال خلاف قاعدہ لازم آئے جیسے خُذْ، کُلْ اور مُرْ میں ۱۲ رف [9] قولہ تَقَوُّسٌ باب تَفَعُّلٌ کا مصدر ہے کمان کی طرح جھکنا کما فی المنجد ۱۲

طرح قلب کی ایک پہچان یہ ہے کہ اگر قلب نہ مانا جائے تو منع صرف بغیر سبب کے لازم آجائے۔ جیسے اَشْیَآءُ میں ہے۔
استاذ محترم فرماتے تھے کہ اسی طرح قلب کی ایک پہچان یہ ہے کہ اگر قلب کا اعتبار نہ کریں تو شذوذ لازم آجائے جیسے قُلْ، خُذْ اور مُرْ میں، جس طرح[۱] بے سبب کے غیر منصرف ہونا خلافِ قیاس ہے اور قلب کے اعتبار کا مقتضی ہے اسی طرح تحققِ علت کے بغیر تخفیف ہمزہ یا اعلال بھی خلافِ قیاس ہے اور قلب کے اعتبار کا مقتضی ہو سکتا ہے۔

افادہ:۔ لَمْ یَکُنْ اور اِنْ یَکُنْ میں کبھی نون حذف کر کے لَمْ یَكُ اور اِنْ یَكُ کہدیتے ہیں اس حذف کو خلافِ قیاس کہا گیا ہے۔ جناب استاذی غفر اللہ لہٗ نے اس کے لئے قاعدہ بیان فرمایا ہے اور وہ یہ کہ "ہر وہ نون جو فعل ناقص کے آخر میں[۲] دخول جوازم کے وقت اسے حذف کرنا جائز ہے، اگرچہ قاعدہ صرف اسی ایک فرد میں منحصر[۳] ہے۔ لیکن کلیت کے لئے فرد واحد میں انحصار مضر نہیں بلکہ حکم میں بعض جزئیات کا تخلف[۴] مضر ہے۔ اسکی نظیر وہ قاعدہ ہے جو بعض محققین نے لفظ یَا اَللّٰهُ[۵] میں حرف ندا کے باوجود اثبات ہمزہ کے لئے بیان کیا ہے، یعنی یہ کہ "ہر وہ الف و لام جو اسمائے الٰہی میں سے کسی اسم میں ہمزہ[۶] محذوفہ کا قائم مقام ہو گیا ہو دخول حرفِ ندا کے وقت اسکا ہمزہ قطعی ہو کر باقی رہتا ہے" یہ کلیہ بھی صرف لفظِ اللہ میں منحصر[۷] ہے۔

افادہ:۔ ہمزہ سے بدلی ہوئی[۸] یار جب فائے افتعال ہو تو وہ تار سے نہیں بدلی[۹] جاتی جیسے اِیْتَکَلَ و اِیْتَمَرَ مگر اِتَّخَذَ میں یار تار سے بدلی گئی[۱۰] ہے لہٰذا اسے شاذ کہا گیا ہے۔ جناب استاذنا المرحوم اسکا شذوذ دفع کرنے

---

[۱] قولہ جس طرح الخ یہ تیسری علامت کی دلیل ہے ۱۲ ارف [۲] کیونکہ افعال ناقصہ میں سوائے اس فعل کے کسی کے آخر میں نون نہیں ہے ۱۲ ارف [۴] قولہ تخلف علت کے باوجود حکم نہ پائے جانے کو تخلف کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ کلیہ قاعدہ کیلئے صرف یہ بات مضر ہے کہ قاعدہ میں تعلیل کی جو علت بیان کی گئی ہے وہ علت کسی کلمہ میں پائی جائے مگر تعلیل نہ ہو۔ اور یہ بات ہمارے بیان کردہ قاعدہ میں موجود نہیں ۱۲ ارف [۵] قولہ یا اللہ لفظ اللہ میں لام تعریف کا ہے اور لام تعریف کا ہمزہ ہمزۃ الوصل ہوتا ہے جو حرفِ ندا داخل ہونیکے وقت گرجانا چاہیئے جیسے یَا اِبْنُ اٰدَمَ میں کہ ابن کا ہمزہ بھی ہمزۃ الوصل ہے۔ چنانچہ حرفِ ندا داخل ہونیکے وقت وہ تلفظاً سے ساقط ہو جاتا ہے مگر لفظ اللہ کا ہمزہ حرفِ ندا داخل ہونیکے وقت ساقط نہیں ہوتا لہٰذا بعض محققین نے اسکا ایک مستقل قاعدہ بیان کیا ہے جو آگے آتا ہے [۶] قولہ محذوفہ مذہب مشہور کی طرف اشارہ ہے کہ لفظ اللہ دراصل اَلْاِلٰهُ تھا ہمزہ حذف کر کے الف لام کو اسکا قائم مقام بنا دیا اور لام کا لام میں ادغام کر دیا۔ لفظ اللہ کی اصل میں دو مذہب اور ہیں جو اصل کتاب کے فارسی حاشیہ میں اسی مقام پر مذکور ہیں ۱۲ ارف [۷] قولہ منحصر ہے کیونکہ صرف لفظ اللہ میں ہی الف و لام کو ہمزہ محذوفہ کا قائم مقام بنایا گیا ہے ۱۲ ارف [۸] قولہ بدلی ہوئی یعنی وہ یار جو اصل میں ہمزہ تھی ۱۲ ارف [۹] قولہ نہیں بدلی جاتی معتل کے چوتھے قاعدہ میں گزر چکا ہے کہ وہ اصلی واؤ اور یار جو فار افتعال ہو تار سے بدلکر تائے افتعال میں مدغم ہو جاتی ہے جیسے اِتَّسَرَ و اِتَّقَنَ اس قاعدہ میں اصلی کی قید اسی لئے لگائی گئی ہے کہ کسی اور حرف سے بدلی ہوئی یا اور واؤ میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوگا جیسے اِیْتَکَلَ و اِیْتَمَرَ میں کہ انکی یار بھی اصلی نہیں بلکہ ہمزہ سے بدلی ہوئی ہیں۔ چنانچہ ان میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا [۹] قولہ اِیْتَکَلَ اَلْاِیْتِکَالُ بعض حصہ کا بعض کو کھا جانا، اور اَلْاِیْتِمَارُ ذرا ابر باری کرنا ۱۲ منجد [۱۰] قولہ بدلی گئی ہے حالانکہ مشہور یہ ہے کہ اسکا مادہ اَخَذَ ہے لہٰذا افتعال کی (باقی بر صفحہ ۱۱۱)

تحقیق اصالت و فرعیت مصدر

کے لئے فرماتے تھے کہ اِتَّخَذَ میں تاء اصلی ہے اسکا مجرد تَخِذَ یَتْخَذُ ہے اَخَذَ یَاْخُذُ نہیں اور تَخِذَ کا بمعنی اَخَذَ ہونا بیضاوی سے معلوم[۱] ہوتا ہے۔ پس اِتَّخَذَ مثل اِتَّبَعَ ہے جو تَبِعَ سے ماخوذ ہے اور اسکی تاء اصلی ہے۔

افادہ:۔ بصریین و کوفیین کے درمیان اسمیں اختلاف ہے کہ فعل اصل ہے یا مصدر؟ پہلا قول کوفیین کا ہے اور دوسرا بصریین کا۔ اور اصل اختلاف اسمیں ہے کہ آیا فعلِ ماضی کو مادہ واصل قرار دیکر مشتق منہ کہا جائے اور مصدر کو فرع اور اس سے مشتق، یا بالعکس[۲]؟ پس بصریین امر معنوی سے استدلال کرتے ہیں کہ معنیٰ مصدری تمام افعال و اسماء مشتقہ کے معانی کا مادہ اور اصل[۳] ہیں۔ لہٰذا لفظ مصدر بھی تمام مشتقات کا مادہ اور اصل ہوگا۔ اور کوفیین امور لفظیہ سے استدلال کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اکثر مصدر اعلال میں فعل کا تابع[۴] ہوتا ہے اور اعلال امور لفظیہ میں سے ہے لہٰذا مصدر کو لفظ میں فعل کا تابع اور اس سے مشتق کہنا چاہیئے۔

جناب استاذنا المرحوم مذہب کوفیین کو ترجیح دیتے تھے اور فی الواقع دلائل تو یہ مذہب کوفیین کے رجحان پر قائم[۵] ہیں اول[۶] یہ کہ بحث[۷] اشتقاق میں ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ماضی میں جب ہمزہ کو یاء سے بقاعدہ اَیْمَانٌ بدلا تو اب اس یاء کو تاء سے نہیں بدلنا چاہیئے کیونکہ یاء ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] قولہ معلوم ہوتا ہے وہکذا یعلم من مختار الصحاح والمنجد ۱۲ رف [۲] یا بالعکس یعنی مصدر کو مشتق منہ قرار دیں اور فعل ہی کو مشتق۔ خلاصہ یہ کہ اصل اختلاف مطلق اصالت و فرعیت میں نہیں بلکہ اختلاف صرف اصالت و فرعیت من حیث الاشتقاق میں ہے کہ مشتق منہ فعل ہے یا مصدر؟ رف [۳] قولہ اصل ہیں کیونکہ معنیٰ مصدری تمام افعال واسماء مشتقہ میں ضرور پائے جاتے ہیں بخلاف معنیٰ فعل کے کہ وہ تمام مصدر اور اسماء مشتقہ میں نہیں پائے جاتے کیونکہ معنیٰ فعل کا ایک جزء زمانہ بھی ہے جو مصدر و اسماء مشتقہ میں نہیں پایا جاتا ۱۲ رف [۴] قولہ تابع جیسے قَامَ قِیَامًا اور قَاوَمَ قِوَامًا میں ۱۲ رف [۵] قولہ قائم ہیں چنانچہ مذہب کوفیین کے تین دلائل آگے آرہے ہیں جنمیں سے پہلی دلیل اور اسکے متعلقات تقریباً تین صفحات میں آئیں گے اسکے بعد دوسری دلیل مصنف کے ارشاد "دوسرے یہ کہ" سے شروع ہوگی، اسکے بعد جو تیسری دلیل مصنف نے "تیسرے یہ کہ الخ" کہہ کر دی ہے وہ درحقیقت دلیل نہیں بلکہ دلیل بصریین کا جواب ہے [۶] اول یہ کہ الخ یہاں سے دلیل اول اور اسکے متعلقات کا بیان شروع ہوا ہے۔ چونکہ یہ دلیل طویل الذیل ہے اس لئے ہم اس کا تجزیہ کئے دیتے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ اس دلیل میں بنیادی مقدمے دو ہیں۔ پہلا مقدمہ تو دو سطروں کے بعد مصنف کا یہ ارشاد ہے کہ "فعلِ ماضی و مصدر میں غور کرنا چاہیئے کہ آیا لفظ فعل ماضی مادہ ہونیکی لیاقت رکھتا ہے یا لفظ مصدر؟" اس مقدمہ کا حاصل یہ ہے کہ جس کلمہ کے لفظ میں مادہ ہونیکی لیاقت ہے وہی اشتقاق میں اصل ہے اور یہی مقدمہ اصل دلیل کا کبریٰ ہے، اس سے قبل جو کچھ فرمایا وہ درحقیقت اسی کبریٰ کی دلیل اور تمہید ہے۔ اور دوسرا مقدمہ مصنف کا یہ ارشاد ہے کہ "مادہ ہونیکی لیاقت لفظ فعل میں ہے" اور یہ اصل دلیل کا صغریٰ ہے، پھر اس صغریٰ کو تین دلیلوں سے ثابت کیا ہے جو درحقیقت تین دلیلیں نہیں بلکہ ایک ہی دلیل کی تین مختلف تعبیرات ہیں۔ اب دلیل اول کا خلاصہ یہ ہوا کہ مادہ ہونے کی لیاقت لفظ فعل میں ہے۔ اور جس کلمہ کے لفظ میں مادہ ہونے کی لیاقت ہو وہی اشتقاق میں اصل ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ فعل اشتقاق میں اصل ہے وہو المطلوب ۱۲ رف [۷] قولہ بحث الخ یعنی بحث یہاں مطلق اصالت و فرعیت میں نہیں کیونکہ کوفیین بھی فعل کو من کل الوجوہ اصل قرار نہیں دیتے بلکہ معنیٰ کے اعتبار سے تو وہ بھی بصریین کی طرح مصدر ہی کو اصل کہتے ہیں البتہ اختلاف صرف اشتقاق کے اعتبار سے اصالت و فرعیت میں ہے کہ بصریین اشتقاق میں مصدر کو اصل کہتے ہیں اور کوفیین فعل کو۔

اور اشتقاق[۱] امور لفظیہ میں سے ہے اگرچہ تعلق معنی سے بھی رکھتا ہے لہٰذا فعل ماضی و مصدر کے لفظ میں غور کرنا چاہیئے کہ آیا لفظِ[۲] فعل ماضی مادہ ہونے کی لیاقت رکھتا ہے یا لفظ مصدر؟ اور تأمل سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مادہ[۳] ہونے کی لیاقت لفظ فعل میں ہے لفظ مصدر میں نہیں، اس[۴] لئے کہ وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں وہ مصدر میں بھی ضرور پائے جاتے ہیں۔ وَلَا عَکْسَ[۵]

نیز مصادر[۶] ثلاثی کے صرف سات وزن قَتْلٌ[۷]، فِسْقٌ، شُکْرٌ، طَلَبٌ، خَنْقٌ، صِغَرٌ، هُدًى اور تَفَاعُلٌ، تَفَعُّلٌ اور تَفَعْلُلٌ کے علاوہ[۸] تمام اوزان میں مصدر کے حروف فعلِ ماضی کے حروف سے زائد ہیں۔

---

۱ قولہ اور اشتقاق الخ اور جو چیز امور لفظیہ میں سے ہو اس کے اعتبار سے کسی کلمہ کی اصالت و فرعیت کا فیصلہ لفظ ہی کی بنیاد پر ہونا چاہیئے نہ کہ معنی کی بنیاد پر، تو جب اشتقاق امور لفظیہ میں سے ہے تو اشتقاق کے اعتبار سے اصالت و فرعیت کا فیصلہ اس بنیاد پر نہیں ہونا چاہیئے کہ چونکہ مصدر معنی کے اعتبار سے اصل ہے اسلئے اشتقاق کے اعتبار سے بھی وہی اصل ہوگا جیسا کہ بصریین نے اپنی دلیل میں بیان کیا، بلکہ فیصلہ اس بنیاد پر ہونا چاہیئے کہ مصدر اور فعل میں سے جو لفظ کے اعتبار سے اصل بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اسی کو اشتقاق کے اعتبار سے اصل قرار دیا جائے۔ اس بیان سے اصل دلیل کا کبریٰ بھی جو آگے آرہا ہے مدلل ہو گیا اور بصریین کی اس دلیل کا جواب بھی ہو گیا جو متن میں اوپر گزر چکی ہے ۱۲ رف

۲ قولہ یہ اصل دلیل کا کبریٰ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس کلمہ کے لفظ میں مادہ ہونے کی لیاقت ہو وہی اشتقاق میں اصل ہے اور ماقبل میں جو کچھ "اول یہ کہ الخ" سے فرمایا وہ اسی کبریٰ کی دلیل اور تمہید تھی ۱۲ رف ۳ قولہ مادہ ہونے کی الخ یہ اصل دلیل کا صغریٰ ہے اور یہاں اصل دلیل مکمل ہو گئی ہے۔ لیکن چونکہ یہ صغریٰ خود ایک دعوی ہے اس لئے آگے اسکی دلیل اپنے ارشاد "اسلئے کہ الخ" سے بیان کریں گے ۱۲ رف

۴ قولہ اسلئے کہ الخ یہاں سے اصل دلیل کے صغریٰ یعنی اس دعوی کی دلیل شروع ہوئی ہے کہ "مادہ ہونے کی لیاقت لفظ فعل میں ہے لفظ مصدر میں نہیں اور یہ دلیل بھی صغریٰ و کبریٰ پر مشتمل ہے چنانچہ یہ ارشاد کہ "وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں وہ مصدر میں بھی پائے جاتے ہیں" صغریٰ ہے اور آگے "نیز مصادرِ ثلاثی الخ" اسی صغریٰ کی تفصیل و توضیح ہے اور اس کے بعد "ظاہر ہے کہ الخ" کبریٰ ہے اور آگے "نیز مزید علیہ اصالت الخ" اس کبریٰ کی تفصیل و توضیح ہے ۱۲ رف

۵ قولہ ولا عکس، یعنی ایسا نہیں ہے کہ جو حروف بھی مصدر میں پائے جاتے ہوں وہ سب کے سب ہمیشہ فعل میں بھی ضرور پائے جاتے ہوں۔ چنانچہ ہِدَایَۃٌ مصدر میں حروفِ اصلیہ کے علاوہ الف اور تاء بھی موجود ہیں مگر اس کے فعل ماضی هَدٰی میں الف و تاء موجود نہیں۔ اور ایسی مثالیں بکثرت ہیں جیسا کہ آگے خود مصنفؒ "نیز مصادرِ ثلاثی الخ" سے بیان کرتے ہیں ۱۲ رف

۶ قولہ نیز مصادرِ ثلاثی الخ اصل دلیل کے صغریٰ پر دلیل قائم کرنے کے لئے جو صغریٰ اوپر ذکر کیا ہے اسکی تفصیل اور توضیح ہے کوئی مستقل دلیل نہیں۔

۷ قولہ قَتْلٌ الخ پہلے پانچ مصادر باب نصر سے ہیں۔ چھٹا باب کَرُمَ سے اور ساتواں باب ضَرَبَ سے ہے۔ فِسْقٌ نافرمانی کرنا، خَنْقٌ گلا گھونٹ کر مارنا ۱۲ مختار الصحاح والمنجد ۱۲۔

۸ قولہ علاوہ الخ یعنی مذکورہ سات اوزان ثلاثی مجرد اور تین ابواب مزید میں تو ماضی اور مصدر کے حروف برابر ہیں مگر باقی تمام اوزان و ابواب میں مصدر کے حروف زائد ہیں جس سے معلوم ہوا کہ لفظ فعل تو لفظ مصدر میں ہمیشہ پایا جاتا ہے مگر لفظ مصدر لفظ فعل میں ہمیشہ نہیں پایا جاتا۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی

اور ظاہر[51] ہے کہ مادہ ہونے کی لیاقت وہی رکھتا ہے جو تمام فروع میں پایا جائے، نہ کہ جو نہیں[52] پایا جاتا۔ نیز[53] مزید علیہ[54] اصالت و مادیت کے لئے احق والیق ہے نہ کہ مزید[55]۔
اور فعل[56] ماضی کے تمام حروف کا مصدر میں پایا جانا بالکل ظاہر ہے اِخْشَوْشَنَ کا واو اور اِدْھَامَّ کا الف جو اِخْشِیْشَانٌ[57] و اِدْھِیْمَامٌ میں نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مصدر میں واو اور الف کسرۂ ماقبل کے باعث قاعدہ[58] کے مطابق یاء سے بدل گئے ہیں پس فی الاصل واو اور الف مصدر میں موجود ہیں۔
اور اگر مادہ[59] مصدر ہوتا تو ماضی اِخْشَیْشَنَ اور اِدْھَیْمَمَ آتی، اور اسی طرح تمام افعال[60] واسماء

[51] قولہ اور ظاہر ہے الخ اصل دلیل کے صغریٰ پر جو دلیل قائم کر رہے ہیں یہ اسکا کبریٰ ہے اور یہاں یہ دلیل مکمل ہو گئی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ "لفظ فعل لفظ مصدر میں ہمیشہ پایا جاتا ہے اور جو لفظ تمام فروع میں ہمیشہ پایا جائے اسی میں مادہ ہونے کی لیاقت ہے لہٰذا لفظ فعل ہی میں مادہ ہونے کی لیاقت ہے۔ وہو المطلوب وہو الصغریٰ لاصل الدلیل ۱۲ رف

[52] قولہ جو نہیں پایا جاتا، یعنی لفظ مصدر کہ اس کے تمام حروف فعل ماضی میں ہمیشہ نہیں پائے جاتے بلکہ کبھی پائے جاتے ہیں جیسا کہ لفظ قَتْلٌ وغیرہ میں اور کبھی نہیں پائے جاتے جیسا کہ لفظ هِلَالٌ اَیْنَمٌ وغیرہ میں ۱۲ رف

[53] قولہ نیز مزید علیہ الخ پچھلے جملہ "اور ظاہر ہے کہ الخ" کی تاکید اور تعبیر جدید ہے کوئی مستقل دلیل نہیں ۱۲ رف

[54] قولہ مزید علیہ یعنی فعل ماضی ۱۲ رف

[55] قولہ مزید یعنی مصدر کیونکہ مصدر ہی میں زائد حروف ہوتے ہیں، فعل ماضی میں کبھی بھی مصدر سے زائد حروف نہیں ہوتے، جیسا کہ اوپر گزر چکا ۱۲ رف

[56] قولہ اور فعل ماضی الخ اوپر جو کہا تھا کہ "وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں وہ مصدر میں بھی ضرور پائے جاتے ہیں" یہ اسی کا تکرار ہے تاکہ اس پر آنے والے اعتراض کو وارد کر سکیں ۱۲ رف

[57] قولہ اخشیشان الخ سوالِ مقدر کا جواب ہے جو مصنف کے ارشاد "فعلِ ماضی کے تمام حروف کا مصدر میں پایا جانا بالکل ظاہر ہے" پر وارد ہوتا ہے سوال یہ تھا اِخْشَوْشَنَ میں واو ہے لیکن اس کے مصدر اِخْشِیْشَانٌ میں یہ واو موجود نہیں، اسی طرح اِدْھَامَّ میں الف ہے اور اس کے مصدر اِدْھِیْمَامٌ میں یہ الف موجود نہیں ۱۲ رف

[58] قولہ قاعدہ یعنی قاعدہ ۳۳ (میعاد و محاریب کا قاعدہ) ۱۲ رف

[59] قولہ اگر مادہ الخ اعتراض مقدر جس کی تقریر ہم اوپر کر چکے ہیں اس کے تحقیقی جواب سے فارغ ہو کر اب بصریین کو الزامی جواب دیتے ہیں کہ اِخْشَوْشَنَ اور اِدْھَامَّ کے لفظ سے تو اے بصریین اُلٹا تم پر اعتراض ہوتا ہے کہ اگر مادہ مصدر ہوتا تو مادہ ہونے کا تقاضا تھا کہ اس کے تمام حروف فعل ماضی میں پائے جاتے جن میں یاء بھی داخل ہے چنانچہ ان کی ماضی اِخْشَیْشَنَ اور اِدْھَیْمَمَ ہوتی مگر ایسا نہیں بلکہ یاء کی بجائے واو اور الف ہے معلوم ہوا کہ مصدر مادہ نہیں۔ ۱۲ رف

[60] قولہ افعال الخ یعنی فعل مضارع مثلاً یَخْشَیْشِنُ یَدْھَیْمِمُ ہوتا، اور اسم فاعل مثلاً مُخْشَیْشِنٌ مُدْھَیْمِمٌ ہوتا۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی غفر اللہ لہٗ

اللّٰھم اغفر لکاتبہ ولمن سعیٰ
فیہ ولوالدیھم اجمعین برحمتک
یا ارحم الرّاحمین۔ اٰمین

مشتقہ میں ہوتا، کیونکہ[۵۱] یاء کو اِخْشَوْشَنَ میں واو سے اور اِدْھَامَّ میں الف سے بدلنے کا نہ کوئی قاعدہ پایا جاتا ہے نہ کوئی سبب۔

اور تفعیل[۵۲] کے مصدر میں جو ماضی کا حرف مکرر نہیں ہوتا محققین فرماتے ہیں کہ یائے تفعیل کی اصل وہی حرف مکرر ہے۔ مثلاً تَحْمِیْدٌ دراصل تَحْمِمْدٌ تھا۔ دوسرے میم کو یاء سے بدل دیا گیا ہے۔ اور مضاعف میں اکثر حرفِ دوم کو دفع ثقل کے لئے حرف علت سے بدل دیتے ہیں چنانچہ دَسّٰھَا[۵۳] میں جس کی اصل دَسَّسَهَا ہے آخری سین کو الف سے بدلا گیا ہے۔

سوال:- تمہارا یہ جواب تفعیل کے مصادر تَبْصِرَةٌ و تَسْمِیَةٌ و سَلَامٌ و کَلَامٌ اور مُفَاعَلَةٌ کے مصدر قِتَالٌ و قِیْتَالٌ سے منتقض[۵۴] ہو جاتا ہے، کیونکہ ان مصادر میں ماضی کے تمام حروف موجود نہیں۔

جواب:- گفتگو اصل مصادر میں ہے جو باب میں کلیۃً[۵۷] ہوتے ہیں۔ قلیل الوجود مصادر قابل لحاظ نہیں، پھر سَلَامٌ و کَلَامٌ کو تو اسم مصدر کہا گیا ہے[۵۵] اور وزن تَفْعِلَةٌ کی اصل تَفْعِیْلٌ قرار دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ مثلاً تَسْمِیَةٌ دراصل تَسْمِیْوٌ تھا یا حذف کر کے آخر میں تا عوض کی لے آئے[۵۶]۔ اور

---

[۵۱] قولہ کیونکہ الخ ممکن تھا کہ بصریین مذکورہ الزامی اعتراض کا جواب دیتے کہ جو یاء اِخْشِیْشَانٌ و اِدْھِیْمَامٌ میں ہے وہ اِخْشَوْشَنَ میں واو سے اور اِدْھَامَّ میں الف سے بدل گئی ہے۔ پس فی الاصل یا فعل ماضی میں بھی موجود ہے بصریین کے اس جواب کو رد کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ کیونکہ یاء کو اِخْشَوْشَنَ الخ برخلاف ہمارے تحقیقی جواب کے کہ وہاں واو اور الف کو یاء سے بدلنے کا قاعدہ موجود ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے ۱۲ رف

[۵۲] قولہ اور تفعیل الخ ایک اور سوال مقدر کا جواب ہے جو بصریین کی جانب سے کوفیین پر وارد ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کوفیین تو کہتے ہیں کہ فعل ماضی کے تمام حروف مصدر میں ضرور پائے جاتے ہیں حالانکہ باب تفعیل کے فعل ماضی میں جو عین مکرر ہوتی ہے وہ مصدر میں مکرر نہیں پائی جاتی بلکہ صرف ایک عین پائی جاتی ہے؟ جواب متن میں واضح ہے ۱۲ رف

[۵۳] قولہ دَسّٰھَا مصدرہ، تدسیسٌ وھو الاخفا کذا فی مختار الصحاح، وفی التنزیل العزیز قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ۱۲ رف

[۵۴] قولہ منتقض الخ یعنی تفعیل کے بارے میں اعتراض کا جو جواب آپ نے دیا ہے وہ باب تفعیل کے ان مصادر میں تو چل جائیگا جو تفعیلٌ کے وزن پر ہیں، لیکن باب تفعیل کے جو مصادر تَفْعِلَةٌ اور فَعَالٌ کے وزن پر ہیں ان میں یہ جواب نہیں چل سکتا کیونکہ ان دونوں میں تو عین کے بعد یاء موجود ہی نہیں ہے جسے آپ کہہ سکیں کہ یہ عین مکرر سے بدلی ہوئی ہے لہٰذا اعتراض تَفْعِلَةٌ و فَعَالٌ کے وزن پر اور مُفَاعَلَةٌ کے مصادر قِتَالٌ و قِیْتَالٌ پر علی حالہ باقی ہے کیونکہ ان اوزان میں ماضی کے تمام حروف موجود نہیں ۱۲ رف

[۵۵] قولہ کہا گیا ہے لہٰذا سَلَامٌ و کَلَامٌ کا تو اعتراض ہی نہیں پڑتا، کیونکہ اصالت و فرعیت کی بحث فعل اور مصدر کے درمیان دائر ہے فعل اور اسم مصدر کے درمیان نہیں۔ ۱۲ رف

[۵۶] قولہ لے آئے چنانچہ تَسْمِیَةٌ ہوا۔ رف

[۵۷] قولہ کلیۃً یعنی ہمیشہ یا اکثر ۱۲ رف

واو رابعیت[1] کے باعث یا، سے بدل گئی[2]، اور قِیْتَال[3] میں کسرہ ماقبل کے باعث وہ الف جو ماضی میں تھا یا، سے بدل گیا، اور قِتَّال[4] اسی کا مخفف ہے۔ یعنی جملہ مصادر میں ماضی کے تمام حروف ——— و لو تقدیراً ——— موجود ہیں۔

دوسرے[3] یہ کہ فعل بغیر مصدر کے پایا جاتا ہے، جیسے لَیْسَ و عَسٰی[4]، پس اگر مصدر اصل ہو تو وجود فرع بغیر وجود اصل کے لازم آتا ہے۔ اور مصدر بغیر فعل کے نہیں آتا۔ اور بعض[5] مصادر کو جو عقیمہ[6] کہہ دیا گیا ہے مثلاً مَتْنٌ[7] و تَقْسِیْمٌ کہ ان دونوں سے سوائے فاعل کے کوئی صیغہ نہیں آتا، تو ان کا ایسا[8] ہونا مسلّم نہیں ہے۔ چنانچہ قاموس[9] سے واضح ہو جاتا ہے۔

تیسرے[10] یہ کہ بصریین معانیٔ افعال و مشتقات کے لئے معنیٔ مصدری کے مادہ ہونے کو دلیل[11] اس پر بناتے ہیں کہ لفظِ فعل لفظِ مصدر سے مشتق ہے۔

---

[1] قولہ رابعیت الخ قاعدہ نمبر ۲ کی طرف اشارہ ہے ۱۲ رف

[2] قولہ بدل گئی چنانچہ تَسْمِیَۃٌ رہ گیا ۱۲ رف [3] قولہ دوسرے یہ الخ کوفیین کی جانب سے اصل دعوے پر پہلی دلیل اور اسکے متعلقات سے فارغ ہوکر اب اصل دعوے پر دوسری دلیل ذکر کرتے ہیں ۱۲ رف [4] قولہ و عَسٰی کہ انکے مصادر نہیں آتے۔ [5] بعض مصادر کو الخ اعتراض مقدر کا جواب ہے اعتراض یہ تھا کہ بعض مصادر تو عقیمہ ہیں یعنی ان سے فعل نہیں آتا تو معلوم ہوا کہ جس طرح بعض فعل بغیر مصدر کے ہوتے ہیں اسی طرح بعض مصدر بھی بغیر فعل کے ہوتے ہیں ۱۲ منہ

[6] قولہ عقیمہ لغت میں اس عورت کو کہتے ہیں جس کے بچہ نہیں ہوتا، یعنی بانجھ، اور اصطلاح میں اس مصدر کو کہتے ہیں جس سے کوئی فعل نہ آتا ہو۔ ۱۲ حاشیہ

[7] قولہ مَتْنٌ مَتُنَ الشَّیْءُ مَتَانَۃً صَلُبَ بابُہٗ کَرُمَ فَھُوَ مَتِیْنٌ ۱۲ من مختار الصحاح مع الایضاح

[8] قولہ ایسا ہونا یعنی عقیم ہونا۔ ۱۲ رف

[9] قولہ قاموس، چنانچہ قاموس میں ہے قَسَمَہٗ یَقْسِمُہٗ جَزَّاَہٗ آہ (حاشیہ) معلوم ہوا کہ تقسیم کا ماضی مضارع آتا ہے اور مَتُنَ مصدر کا ماضی مستعمل ہونا ہم مختار الصحاح سے اوپر نقل کر چکے ہیں۔ ۱۲ رف

[10] قولہ تیسرے یہ کہ الخ یہ کوفیین کی جانب سے اصل دعویٰ پر بزعم مصنف تیسری دلیل ہے لیکن درحقیقت یہ دلیل نہیں بلکہ بصریین کی دلیل کا جواب ہے ۱۲ رف [11] قولہ دلیل الخ یعنی بصریین کہتے ہیں کہ جب یہ مان لیا گیا کہ دلالت علی المعنی المصدری دلالت علی معانی الافعال والاسماء المشتقہ کے لئے اصل ہے جیسا کہ اوّل بحث میں گزر چکا، تو لازماً یہ بھی ماننا پڑیگا کہ لفظ مصدر بھی لفظ فعل کے لئے اصل ہے، دلیل لزوم یہ ہے کہ اصل کا وجود فرع سے پہلے ہوتا ہے مثلاً سونا اصل اور زیور اس کی فرع ہے، اور سونا زیور سے پہلے موجود ہوتا ہے لہٰذا پہلے دلالت علی المعنی المصدری وجود میں آئی اس کے بعد دلالت علی معنی الفعل کا وجود ہوا اور لفظ کے وجود اور دلالت اللفظ علی المعنی کے وجود کا زمانہ ایک ہوتا ہے کہ جس وقت سے لفظ وجود میں آیا یعنی وضع ہوا اسی وقت سے اس کی دلالت علی المعنی بھی وجود میں آگئی اور جس زمانہ میں وہ معدوم تھا اس کی دلالت علی المعنی بھی معدوم تھی تو جب دلالت علی المعنی المصدری کا وجود دلالت علی معنی الفعل کے وجود پر مقدم ہے تو لفظ مصدر کا وجود بھی لفظ فعل کے وجود پر مقدم ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ مشتق منہ لفظ مقدم ہی ہو سکتا ہے نہ کہ لفظ مؤخر لہٰذا لفظ مصدر مشتق منہ اور لفظ فعل مشتق ہوا وہو المدعی فاحفظ واغتنم ہذا التحریر فانہ توفیقی للابلاغ [illegible] قولہ نہیں آتا معلوم ہوا کہ فعل اصل ہے ۱۲ رف

اشتقاقِ لفظی کی حقیقت میں غور کیا جائے تو یہ بات[1] باطل محض ہوکر رہ جاتی ہے۔ اشتقاق لفظی کی حقیقت یہ ہے کہ دو لفظوں میں لفظاً و معنیً مناسبت ہو۔ اور جہاں ایک لفظ سے دوسرے لفظ کو ماخوذ فرض کرنا آسان ہوتا ہے لفظِ دوم کو لفظِ اول سے ماخوذ اور مشتق قرار دیدیتے ہیں[2]۔ برتنوں اور زیورات کو سونا چاندی سے ڈھالنے کی صورت یہاں نہیں کہ سونا چاندی کا مادہ پہلے علیحدہ موجود[3] ہوتا ہے اس میں تصرف کرکے برتن یا زیور بناتے ہیں بلکہ مشتق و مشتق منہ کا تحقق باعتبار وضع و استعمال کے زمانِ واحد میں ہوتا ہے[4]۔

پس دلیل میں فعل کے مصدر سے اشتقاق کو صَوْغُ[5] الاَوَانِیْ وَالحُلِیْ مِنَ الذَّہبِ وَالفِضَّۃِ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

فائدہ:۔ غیر محقق لوگ یہ اختلاف اور طرفین کے دلائل بیان کرنے میں عجیب خبط کرتے ہیں وہ اختلاف مطلق اصالت و فرعیت میں ذکر کرتے ہیں۔ اور دلائل یوں بیان کرتے ہیں کہ ”بصریین اس لئے مصدر کو اصل کہتے ہیں کہ فعل مصدر[6] سے مشتق ہے، اور کوفیین اس لئے فعل کو اصل کہتے ہیں کہ مصدر اعلال میں فعل کا تابع ہے“ پھر محاکمہ کرتے ہیں کہ ”مصدر من حیث الاشتقاق اصل ہے اور فعل من حیث الاعلال اصل ہے۔“ اور اصل حقیقت وہی ہے جو ہم بیان کرچکے[7]

---

[1] قولہ یہ بات یعنی معنیٰ مصدری کے مادہ ہونے کو لفظ مصدر کے مشتق منہ ہونے پر دلیل بنانا ۱۲ رف [2] قولہ قرار دیدیتے ہیں اشارہ اس طرف ہے کہ اشتقاق محض امر اعتباری ہے نفس الامر میں ایسا نہیں ہوتا کہ مشتق منہ پہلے موجود ہو اور مشتق معدوم، پھر مشتق منہ میں تصرف کرکے مشتق بنایا جائے جیسا کہ سونا چاندی میں ہوتا ہے بلکہ مشتق و مشتق منہ دونوں بیک وقت موجود ہوتے ہیں اور لفظی و معنوی مناسبت کے باعث ان میں سے ایک کو مشتق منہ اور دوسرے کو مشتق فرض کرلیا جاتا ہے ۱۲ رف [3] قولہ موجود ہوتا ہے اور برتن و زیور اسوقت معدوم ہوتا ہے ۱۲ رف [4] قولہ ہوتا ہے۔ چنانچہ معنیٰ مصدری اور معنیٰ فعل کا تحقق زمانِ واحد میں ہوتا ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ معنیٰ مصدری اوّلاً وجود میں آئے پھر ان میں اضافہ کرکے معنیٰ فعل کا وجود ہوتا ہو لہٰذا معنیٰ مصدری کی اصالت تقدمِ زمانی کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اس اعتبار سے ہے کہ معنیٰ مصدری ایک مادہ کے تمام کلمات میں پائے جاتے ہیں، اور معنیٰ فعل تمام کلمات میں نہیں پائے جاتے، لہٰذا معنیٰ مصدری کو اصل اور معنیٰ فعل کو فرع فرض کرلیا گیا، برخلاف سونے اور زیور کے کہ وہاں سونے کی اصالت تقدم زمانی کیوجہ سے ہے۔ لہٰذا سونے سے زیور بنانے پر اشتقاق کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے ۱۲ رف [5] قولہ صوغ الخ صوغ مصدر باب نصر سے ہے بمعنی ڈھالنا، یعنی کوئی پگھلی ہوئی دھات مثلاً سونا چاندی وغیرہ سانچہ میں ڈالکر اسکی کوئی خاص شکل بنانا الاوانی آنِیَۃٌ کی جمع اور آنِیَۃٌ اِنَاءٌ کی جمع ہے بمعنی برتن، والحُلی بضم الحاء وکسر اللام حَلْیٌ بفتح الحاء کی جمع ہے بمعنی زیور ۱۲ نوادر الوصول فی شرح الوصول [6] قولہ فعل الخ حالانکہ یہ عین محل نزاع ہے جس کو غیر محقق لوگوں نے بصریین کی دلیل قرار دیدیا ہے ۱۲ رف [7] قولہ کرچکے الخ یعنی اول بحث میں بیان کرچکے ہیں کہ اختلاف مطلق اصالت میں نہیں بلکہ اصالت من حیث الاشتقاق میں ہے ۱۲ رف

اللّٰھم اغفر لکاتبہٖ ولمن سعیٰ فیہ

فی الجملہ بصریین کے نزدیک اسم مشتق چھ ہیں۔ اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ، صفت مشبہ اسم تفضیل، اور کوفیین کے نزدیک سات، چھ مذکورہ اور ایک مصدر، اور اصل اختلاف اشتقاق میں ہے کہ فعل مصدر سے مشتق ہے یا مصدر فعل سے؟ اور دلائل قویہ ترجیح ثانی کے متقضی ہیں جو کوفیین کا مذہب ہے۔

افادہ: - نونِ ثقیلہ کی بحث میں جو جمع مذکر غائب و حاضر کا واو اور مؤنث حاضر کی یا ر حذف ہوتی ہے بصریین کہتے ہیں کہ اس کا سبب اجتماع ساکنین ہے اور کوفیین کہتے ہیں کہ اجتماع ثقیلین اور الف[۱] اسی لئے ساقط نہیں ہوتا کہ وہ ثقیل نہیں۔ اور بصریین تشنیہ میں الف حذف نہ ہونے کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ اگر حذف کر دیتے تو واحد اور تشنیہ باہم ملتبس[۷] ہو جاتے۔

جناب استاذنا المرحوم اس میں بھی مذہب کوفیین کو ترجیح دیتے تھے۔ اور بصریین پر کوفیین کی جانب سے اعتراض[۲] فرماتے تھے کہ اگر یہ اجتماع ساکنین سبب حذف ہے تو چاہئے تھا کہ جس طرح نون خفیفہ مواقع الف میں نہیں آتا نون ثقیلہ بھی نہ آیا کرتا[۳]۔ اور تحقیق[۴] اس مقام کی یہ ہے کہ ایسا اجتماع ساکنین جس میں ساکن اوّل مدّہ اور ساکن دوم مشدد ہو اگر ایک[۵] کلمہ میں ہو تو جائز ہے اور مدّہ کو حذف نہیں کیا جاتا جیسے ضَالِّيْنَ اَتُحَاجُّوْنِّیْ اور اس کو اجتماع ساکنین علی حدّہٖ کہتے ہیں اور اگر دو کلموں میں ہو تو اوّل یعنی مدّہ کو حذف کر دیتے ہیں جیسے یَخْشَی[۶] اللّٰهَ، وَاُدْعُوا اللّٰهَ وَاُدْعِی اللّٰهَ۔ اور نون ثقیلہ حقیقت میں مضارع سے علیحدہ کلمہ ہے، مگر شدّتِ امتزاج کے باعث دونوں بمنزلہ کلمۂ واحدہ کے ہو گئے ہیں۔

لہٰذا[۸] ہم کہتے ہیں کہ اگر وحدت کلمہ کا اعتبار کریں تو چاہئے کہ واوٗ اور یاء کو بھی حذف نہ کیا جائے[۹]۔

۱۔ قولہ الف الخ یعنی تشنیہ کا الف مثلاً لَیَفْعَلَانِّ میں، اور یہ کوفیین کا بصریین پر اعتراض ہے جس سے کوفیین کے مذہب کی تائید ہوتی ہے ۱۲ رف

۲۔ قولہ اعتراض الخ یہ بصریین پر دوسرا اعتراض ہے جس کی تفصیل مصنفؒ کے کلام میں آگے آئے گی ۱۲ رف

۳۔ قولہ نہ آیا کرتا الخ اس طرح اجتماع ساکنین بھی لازم نہ آتا اور کلمہ التباس سے بھی محفوظ رہتا ۱۲ رف

۴۔ قولہ تحقیق الخ اجتماع ساکنین کا قاعدہ بیان کرتے ہیں جو درحقیقت آگے آنے والے اعتراض کی تمہید ہے ۱۲ حاشیہ

۵۔ قولہ اگر ایک الخ یعنی ایسا اجتماع ساکنین اگر ایک کلمہ میں ہو تو جائز ہے ۱۲ رف

۶۔ قولہ یَخْشَی الخ پہلی مثال الف کی دوسری واؤ کی اور تیسری یاء کی ہے ۱۲ رف

۷۔ قولہ ملتبس الخ کیونکہ صیغۂ واحد لَیَفْعَلَنَّ ہے اور تشنیہ کا الف حذف کر دیتے تو تشنیہ بھی لَیَفْعَلَنَّ ہو جاتا ۱۲

۸۔ قولہ لہٰذا ہم الخ یہ بصریین پر تیسرا اعتراض ہے جو درحقیقت دوسرے ہی اعتراض کی تفصیل ہے ۱۲ رف

۹۔ قولہ نہ کیا جائے الخ کیونکہ اس اعتبار سے یہ اجتماع ساکنین علیٰ حدّہٖ ہوگا جو جائز ہے ۱۲ رف

محمد رفیع عثمانی غفرلہٗ

لَیَفْعَلُوْنَّ وَ لَتَفْعَلِیْنَّ کہا جائے۔ اور اگر تثنیت کا اعتبار کریں تو الف کو بھی حذف کیا جائے[۱]۔

اور التباس[۲] کی توجیہ ایسی بات ہے جس سے بچوں ہی کو فریب دیا جا سکتا ہے ورنہ التباس سے کہاں تک گریز کریں گے ہزار جگہ التباس تعلیل کی وجہ سے ہوا ہے مثلاً تَدْعُوْنَ واحد مؤنث حاضر تعلیل کے باعث جمع مؤنث حاضر سے ملتبس ہو گئی۔ اور ناقص مکسور العین و مفتوح العین کے تمام ابواب میں خواہ مجرد ہوں یا مزید یہ التباس موجود ہے تو یہ التباس کیوں مانع اعلال نہیں ہوا؟ اور جس طرح تثنیہ واحد سے مغایرت رکھتا ہے اور تعدد[۳] پر دال ہے ایسے ہی جمع[۴] بھی ہے (لہٰذا) ایک[۵] میں التباس کا جواز اور دوسرے[۶] میں عدم جواز نری دھاندلی ہے۔

اور بعد التنزل[۷] ہم پوچھتے ہیں کہ التباس سے بچنے کیلئے اجتماع ساکنین جائز ہو جاتا ہے یا نہیں؟ شقِ اول پر چاہیئے کہ نون خفیفہ بھی الف کے ساتھ آسکے[۸] اور شقِ ثانی پر جس طرح نون خفیفہ الف کے ساتھ نہیں آتا نون ثقیلہ بھی نہ آئے[۹]۔

اور یہ کہنا کہ "اگر[۱۰] نون ثقیلہ بھی نہ آتا تو تثنیہ کے لئے تاکید کا کوئی طریقہ باقی نہ رہتا" نہایت ہی لچر بات ہے

---

[۱] قولہ کیا جائے الخ کیونکہ اس اعتبار سے یہ اجتماع ساکنین دو کلموں میں ہوگا جو جائز نہیں ۱۲ رف

[۲] قولہ التباس الخ بصریین نے اعتراض اول کا جو جواب دیا تھا اس پر رد کرتے ہیں۔ ۱۲ رف

[۳] قولہ تعدد پر الخ مغایرت کی تفسیر ہے یعنی تثنیہ اور واحد میں مغایرت اس اعتبار سے ہے کہ اول تعدد پر دلالت کرتا ہے اور ثانی وحدت پر ۱۲ رف

[۴] قولہ جمع بھی الخ مثلاً تَدْعُوْنَ جمع مؤنث حاضر کہ وہ بھی واحد سے مغایر ہے کیونکہ وہ تعدد پر دلالت کرتی ہے اور واحد وحدت پر ۱۲ رف

[۵] ایک میں الخ یعنی تَدْعُوْنَ جیسی مثالوں میں ۱۲ رف

[۶] قولہ دوسرے میں الخ یعنی تثنیہ با نون ثقیلہ میں ۱۲ رف

[۷] قولہ بعد التنزل الخ یہ بصریین کی توجیہ پر دوسرا رد ہے جو مصنفؒ کے کلام میں پہلے بھی اجمالاً گزر چکا ہے اور مطلب یہ ہے کہ پہلے رد سے اگر قطع نظر بھی کر لی جائے تو مذکورہ توجیہ پر یہ دوسرا اعتراض ہوتا ہے ۱۲ رف

[۸] قولہ آسکے کیونکہ اگر التباس سے بچنے کے لئے اجتماع ساکنین جائز ہو تو الف تثنیہ کے ساتھ نون خفیفہ کے آنے سے کوئی چیز مانع نہیں رہی لیکن نون خفیفہ الف کے ساتھ نہیں آتا لہٰذا شق اول باطل ہوئی یعنی التباس سے بچنے کے لئے اجتماع ساکنین کا جواز باطل ہوا ۱۲ رف

[۹] قولہ نہ آئے لیکن الف کے ساتھ نون ثقیلہ آتا ہے لہٰذا شقِ ثانی باطل ہوئی یعنی التباس سے بچنے کے لئے اجتماع ساکنین کا عدم جواز باطل ہوا، اور دونوں شقیں باطل ہونے کا حاصل یہ ہے کہ التباس سے بچنا نہ اجتماع ساکنین کے جواز کی علت ہے اور نہ عدم جواز کی لہٰذا بصریین کا یہ کہنا کہ تثنیہ با نون ثقیلہ میں اجتماع ساکنین کو التباس سے بچنے کے لئے جائز قرار دیا گیا ہے اس لئے الف کو حذف نہیں کیا غلط ہوا اور صحیح بات وہی ہے جو کوفیین نے کہی ہے کہ الف کو اس لئے حذف نہیں کیا کہ وہ ثقیل نہیں اور واؤ جمع کو اس لئے حذف کیا گیا ہے کہ وہ ثقیل ہے ۱۲ رف

[۱۰] اگر الخ یعنی بصریین کا یہ کہنا کہ اصل تو یہی ہے کہ اجتماع ساکنین ناجائز ہے چنانچہ نون خفیفہ تثنیہ میں اسی لئے نہیں لایا گیا کہ اجتماع ساکنین لازم آجاتا مگر نون ثقیلہ میں اس ناجائز کو اس مجبوری سے گوارا کر لیا گیا ہے کہ اگر نون ثقیلہ بھی نہ آتا تو الخ محمد رفیع عثمانی

ع لیعنی جمع مؤنث حاظر مجہول سے ۱۲ رف

تاکید کا طریقہ نون ہی میں منحصر نہیں۔ دوسرے[۵۱] طریقہ سے بھی تاکید کی جاسکتی[۵۲] ہے تم نہیں دیکھتے کہ افعل التفضیل لون و عیب اور مزید و رباعی سے نہیں آتا وہاں معنیٰ تفضیل دوسرے طریقہ سے ادا کیے جاتے[۵۳] ہیں۔

بالجملہ کوفیین کا یہ مذہب کہ داؤ اور یا، بانونِ ثقیلہ اجتماع ثقیلین کے باعث حذف ہوتے ہیں بے غبار ہے اور البصریین کا مذہب کسی طرح ٹھیک نہیں بیٹھتا۔

خاتمہ[۵۴] در صیغ مشکلہ

مناسب معلوم ہوا کہ خاتمۂ کتاب میں قرآن مجید کے مشکل صیغے درج کر دیئے جائیں کیونکہ مقصود بالذات صرف ونحو سیکھنے سے معانی قرآن مجید کا ادراک ہے اور ان صیغوں کا بیان اکثر قواعد صرف کے تذکّر و تعلّم کا موجب بھی ہوگا۔

اور طریقہ یہ ہے کہ مقام سوال میں صیغہ کو رسم الخط کے مطابق نہیں لکھتے بلکہ تلفظ کی ہیئت پر لکھتے ہیں تاکہ اشکال ظاہر ہو۔ اور جو صیغہ قابلِ استفسار ہے وہ ہم یہاں حرفِ ص[۵۵] کے بعد لکھیں گے اور اسکا بیان حرف ب کے بعد۔

ص۱ فَتَّقُوْنِ[۵۶] ب صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف فَاتَّقُوْنِ ہے۔ اِتَّقُوْا کا ہمزہ وصل فار داخل ہونیکی وجہ سے گر گیا۔ اور آخر میں جو نون ہے نون اعرابی نہیں بلکہ نونِ[۵۷] وقایہ ہے جو آخر فعل کو کسرہ سے

---

۵۱ قولہ دوسرے طریقہ الخ مثلاً مضارع منفی میں لن کے ذریعہ جیسے لَنْ اَضْرِبَ اور مضارع مثبت ومنفی میں قسم کے ذریعہ جیسے واللہ لسوف اضرب اور واللہ لن اضرب اور امر میں لفظ اَلَا بڑھا کر کقول الشاعر اَلَا یَا اَیُّھَا اللَّیْلُ الطَّوِیْلُ اَلَا انْجَلِیْ کہ امر انْجَلِیْ میں اَلَا لگاکر تاکید کے معنی پیدا ہوگئے ہیں اور نہی میں بھی لفظ اَلَا تاکید کا فائدہ دیتا ہے جیسے اَلَا لَا تَضْرِبْ۔ مذکورہ سب طریقے تثنیہ میں بھی جاری ہوسکتے ہیں۔ ۱۲ رف من الکافیہ شرح مأتہ عامل وشرحہا۔ ۵۲ قولہ کی جاسکتی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ تثنیہ میں نون ثقیلہ لانا اور الف ساقط نہ کرنا اس مجبوری سے نہیں جو آپ نے ذکر کی بلکہ وجہ وہی ہے جو ہم نے کہی کہ الف ثقیل نہیں ۱۲ رف ۵۳ قولہ کیے جاتے ہیں کہ مصدر منصوب پر لفظ اَشَدَّ وغیرہ لگادیتے ہیں یہ مفصل بیان اول کتاب میں گزر چکا ہے ۱۲ رف ۵۴ قولہ خاتمہ عربی لغت میں ہر شئی کے آخری حصہ کو کہتے ہیں ۱۲ افادات شارح مقامات۔ ۵۵ قولہ ص کیونکہ لفظ "صیغہ" کے اول میں حرف صاد ہے۔ اور لفظ "بیان" کے اوّل میں حرف با ہے اختصار کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ ۱۲ حاشیہ بزیادۃ۔ ۵۶ قولہ فَتَّقُوْنِ، قال اللہ تعالیٰ، وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَّاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ (پارہ الم رکوع ۵)
اس کے علاوہ بھی قرآن حکیم میں یہ لفظ کئی جگہ آیا ہے ۱۲ رف ۵۷ قولہ وقایہ بمعنی "حفاظت کرنا" و بابہ ضرب ۱۲ رف

اللّٰھم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ

بچانے کے لیے اُجل اور یائے متکلم کے درمیان آتا ہے[۵۱] دراصل فَاتَّقُوْنِیْ تھا یائے متکلم حذف کرکے نون وقایہ کے کسرہ پر اکتفا کرلیا گیا کہ ایسا اکثر کرلیتے ہیں۔ بعدازاں کسرہ بھی بسبب وقف کے ساقط ہوگیا، فَاتَّقُوْنْ ہوا اور یہ باب افتعال سے صیغۂ ناقص ہے جو حسب معمول تَتَّقُوْنَ سے بنا ہے، اور تَتَّقُوْنَ دراصل تَتَّقِیُوْنَ تھا، یار کا ضمہ[۵۲] ماقبل کی حرکت زائل کرکے ماقبل کو دیا اور یار کو واؤ بناکر اجتماع ساکنین کے باعث گرادیا تَتَّقُوْنَ ہوا۔

ص۲ فَارْهَبُوْنَ[۵۳][۵۴] ب فَاتَّقُوْنِ کے مثل ہے۔ سوائے اس کے صحیح ہے فَتَحَ یَفْتَحُ سے۔

فائدہ:۔ اکثر افعالِ موقوفہ یا منجزمہ کے بعد نون وقایہ لگنے اور حذفِ یائے متکلم کے بعد نون پر وقف آجانے کی وجہ سے صیغہ میں اشکال پیدا ہوجاتا ہے۔ طالب علم حیران ہوتا ہے کہ جزم اور وقف کے باوجود نون اعرابی[۵۵] کیسے آگیا؟ اسی طرح درج کلام میں ہمزہ گرنے سے بھی صیغہ میں اشکال پیدا ہوجاتا ہے۔ بالخصوص جبکہ صیغہ کو دوسرے کلمہ[ع۵] کے اس حرف سے ملاکر پوچھیں جس کے اتصال کے باعث ہمزہ ساقط ہوا ہے، جیسے "یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ[۵۶] ارْجِعِیْۤ" میں "تُرْجِعِیْ" اور "یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ[۵۷] اعْبُدُوْا" میں "سُعْبُدُوْا" اور "قِیْلَ ارْجِعُوْا[۵۸]" میں "لَرْجِعُوْا"، اور "رَبِّ ارْجِعُوْنِ[۵۹]" میں "بِرْجِعُوْنِ"،

اور ماولا جب ابواب ہمزۂ وصل کی ماضی پر داخل ہوتے ہیں تو ان دونوں کا الف بھی گر جاتا ہے[۶۰]۔

---

[۵۱] قولہ آتا ہے کیونکہ یار متکلم اپنے ماقبل کسرہ چاہتی ہے، اگر یہ نون جو ہمیشہ مکسور ہوتا ہے یائے متکلم سے پہلے نہ لاتے تو فعل کے آخر کو کسرہ دینا پڑتا جو ناجائز اور باطل ہے ۱۲ رف

[۵۲] قولہ یار کا ضمہ الخ یعنی قاعدہ ۱۰ یَرْمُوْنَ کا قاعدہ جاری ہوا ہے ۱۲ رف [۵۳] قولہ فَارْهَبُوْنَ ارشاد باری ہے یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ (پارہ الم رکوع ۵) ۱۲ رف

[۵۴] قولہ فَارْهَبُوْنَ ۔ یعنی پس مجھ سے ڈرو من رَهِبَهٗ خَافَهٗ رَهْبَةً و رُهْبًا و بابہ سمع ومنہ الراهب واحد الرُّهْبان وهو عابد النصاری ۱۲ المغرب ۔ مختار الصحاح

[۵۵] قولہ نون اعرابی، کیونکہ وہ نون وقایہ کو نون اعرابی سمجھتا ہے ۱۲ رف

[۵۶] قولہ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الخ پارہ عم سورۂ فجر ۱۲ رف

[۵۷] قولہ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ الخ سورۂ بقرہ رکوع ۳ قرآن حکیم میں اور بھی کئی جگہ آیا ہے ۱۲ رف [۵۸] قولہ قِیْلَ ارْجِعُوْا الخ پوری آیت اس طرح ہے قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا۔ پارہ ۲۷ سورۂ حدید ۱۲ حاشیہ

[۵۹] قولہ رَبِّ ارْجِعُوْنِ، یعنی اے میرے پروردگار مجھے واپس کردے نون وقایہ کا ہے اور یار متکلم حذف ہوگئی ہے لازم بھی آتا ہے متعدی بھی یعنی واپس آنا اور واپس کرنا، کذا فی الصراح پوری آیت اس طرح ہے حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۱۲ حاشیہ

[۶۰] قولہ گر جاتا ہے یعنی ہمزۃ الوصل تو درج کلام میں آنے کی وجہ سے ساقط ہوتا ہے اور ما و لا کا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے ساقط ہوجاتا ہے۔

[ع۵] یعنی اہل عرب ۱۲ منہ

چنانچہ مجتنبؔ[۵۱]، منفطرؔ، لنفجرؔ، مستورد[۵۲] وغیرہ ہوکر باعثِ اشکال ہوجاتا ہے خصوصاً باب انفعال میں، کیونکہ لا ماضی پر لنؔ[۵۳] کی صورت اور ما منؔ کی صورت پیدا کر دیتا ہے۔ مخلولین علاوہ جمع مذکر مفعول کے جو پوچھا[۵۴] جاتا ہے وہ اسی قاعدہ سے نکلتا ہے کہ مَحْلُوْلِیْنَ[۵۵] صیغہ جمع مؤنث غائب نفی ماضی مجہول ناقص باب اِفْعِیْعَالٌ سے ہے۔

اور اکثر مَضْرُوْبِیْنَ[۵۶] (کے بارے میں بھی) پوچھا جاتا ہے، وہ بھی یہی صیغہ باب اِفْعِیْلَالٌ سے ہے۔ اور اسی قاعدہ سے ہے۔

ص۷ :- فَادّٰارَأْتُمْ ب فادّٰارَأْتُمْ[۵۷] صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات ماضی معروف مہموز لام باب اَفَّاعُل سے ہے اِدّٰارَأْتُمْ[۵۸] تھا، فا آنے کی وجہ سے ہمزۂ وصل ساقط ہوگیا۔

ص۸ لَنْفَضُّوْا[۵۹] ب صیغہ جمع مذکر غائب اثبات فعل ماضی معروف مضاعف باب انفعال

---

[۵۱] قولہ مجتنبؔ الخ کتابت میں مَا اجْتُنِبَ، مَا انْفَطَرَ لَا انْفَجَرَ، مَا اسْتُوْرِدَ آئیگا اور تلفظ میں مُجْتَنَبَ وغیرہ، ان صیغوں میں ہمزۃ الوصل درجِ کلام میں آنے کے باعث اور ماؤ لا کا الف اجتماع ساکنین کے باعث حذف ہوگیا ہے۔

[۵۲] قولہ مُسْتُوْرِدَ باب استفعال سے صیغہ واحد مذکر غائب نفی ماضی مجہول ہے مصدر اِسْتِیْرَادٌ ہے بمعنی حاضر کرنا، مجرد میں مصدر وُرُوْدٌ ہے بمعنی حاضر ہونا، از باب ضَرَبَ ۱۲ کذا فی مختار الصحاح [۵۳] قولہ لَنْ کی صورت الخ یعنی تلفظ میں نہ کہ کتابت میں ۱۲ رف [۵۴] قولہ پوچھا جاتا ہے الخ یعنی حُلُوْلٌ مصدر سے اسکا جمع مذکر اسم مفعول ہونا تو ظاہر ہے، اس کے علاوہ یہ کیا صیغہ ہوسکتا ہے یہ پوچھا جاتا ہے ۱۲ رف [۵۵] قولہ مَحْلُوْلِیْنَ دراصل اُحْلُوْلِیْنَ تھا ما نافیہ داخل ہونے سے ہمزہ وصل ساقط ہوا اور ما کا الف اجتماع ساکنین کے باعث ساقط ہوگیا مَحْلُوْلِیْنَ ہوا (یعنی صرف تلفظ میں نہ کہ کتابت میں) اور یہ باب اخشیشان سے ہے اِحْلَوْلٰی یَحْلَوْلِیْ اِحْلِیْلَاءً بمعنی میٹھا ہونا اور میٹھا پانا ۱۲ کذا فی مختار الصحاح

[۵۶] قولہ مَضْرُوْبِیْنَ، احقر کے پاس جو نسخے ہیں ان میں ایسا ہی لکھا ہے یعنی واو کے بعد بار موحدہ پھر یائے مثناۃ تحتیہ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ باب اِفْعِیْلَالٌ میں لام کلمہ مکرر ہونا ضروری ہے جیسے اِدْهِیْمَامٌ سے مَادْهُوْمِمْنَ صیغہ جمع مؤنث غائب نفی ماضی مجہول کہ اسمیں میم مکرر ہے اور مَضْرُوْبِیْنَ میں بار موحدہ جو کہ لام کلمہ ہے مکرر نہیں لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتابت کی غلطی ہے اور صحیح لفظ مَضْرُوْبِبْنَ (بار موحدہ مکرر) ہے جو ضَرْبٌ مادہ سے اِضْرَابَّ یَضْرَابُّ اِضْرِیْبَابًا کا صیغہ جمع مؤنث غائب نفی ماضی مجہول ہے اس طرح اسکا باب افعیلال سے ہونا صحیح ہوجائے گا ورنہ اس باب سے ہونیکی کوئی صورت نہیں مخفی ۱۲ رف ہاں اگر یوں کہا جائے کہ دَسّٰهَا کے قاعدہ سے بار ثانی کو یا سے بدل دیا گیا (جیسا کہ تحقیق اصالت و فرعیت مصدر کی بحث میں تمہید کے متعلق مصنف نے نقل کیا ہے کہ یہ میم ثانی سے بدلی ہوئی ہے) تو مضروبین (یا بعد الباء) کا بھی باب افعیلال سے ہونا درست ہوجائے گا۔ ۱۲ رف

[۵۷] قولہ فَادّٰارَأْتُمْ پوری آیت اس طرح ہے۔ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰارَأْتُمْ فِیْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○ (ترجمہ) اور جب تم نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے۔ پارہ الم رکوع ۹، ۱۲ رف

[۵۸] قولہ اِدّٰارَأْتُمْ ای تدافعتم واختلفتم من الدرء وہو الدفع وبابہ قطع ۱۲ مختار الصحاح [۵۹] قولہ لَنْفَضُّوْا، آیت اس طرح ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ سورۂ آل عمران رکوع ۱۷ (ترجمہ) سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل ان کو مل گیا اور اگر ہوتا تو تند خو سخت دل تو متفرق ہوجاتے تیرے پاس سے ۱۲ محمد رفیع عثمانی عفی عنہ

سے ہے، اس پر لام تاکید داخل ہوا تو ہمزۂ وصل گر گیا لَا نْفَضُّوْا[1] ہوا۔

ص۹ أَسْتَغْفَرْتَ ب ہمزۂ استفہام آنے کے باعث ہمزۂ وصل ساقط ہوگیا اور ہمزۂ وصل کی بجائے ہمزۂ مفتوحہ آجانے سے صیغہ میں اشکال پیدا ہوگیا اصل صیغہ اِسْتَغْفَرْتَ ہے جسمیں کوئی اشکال نہیں۔

ص۱۰ تَظَاهَرُوْنَ[2] ب تفاعل سے صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات فعل مضارع معروف ہے۔ تَتَظَاهَرُوْنَ تھا ایک تار بقاعدہ[3] معلومہ حذف ہوگئی۔

ص۱۱ لِتُكْمِلُوْا[4] ب باب افعال سے صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات فعل مضارع معروف صحیح ہے لام جارّہ کے بعد جو اَنْ مقدر ہے اسکے باعث نون اعرابی ساقط ہوگیا۔ اس جیسے صیغوں میں اشکال کی وجہ یہ ہے کہ طالب علم لام کو لام امر سمجھ کر حیران ہوتا ہے کہ حاضر معروف میں لام امر کیسے آگیا؟

ص۱۲ وَلْتَأْتِ[5] ب ضَرَبَ سے صیغہ واحد مؤنث امر غائب معروف مہموز فاء وناقص یائی ہے، واو آنے کی وجہ سے لام ساکن ہوگیا۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ لام امر واو کے بعد وجوباً ساکن ہوجاتا ہے اور فاء کے بعد جوازاً۔ اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جہاں بھی فَعِلٌ[6] کا وزن ہو خواہ بالاصالت یا بالعرض۔ عرب اس کے وسط کو ساکن کردیتے ہیں۔ كَتِفٌ[7] کو كَتْفٌ کہتے ہیں، اور (چونکہ) لام امر کا مابعد متحرک ہوتا ہے اسلئے واو یا فاء داخل ہونیسے فَعِلٌ کی صورت بالعرض پیدا ہوجاتی[8] ہے۔ لہٰذا لام کو ساکن کردیتے ہیں اور واو میں وجوب کا سبب کثرۃ استعمال ہے۔ وَلْتَأْتِ تَأْتِيْ مضارع سے بنا ہے، آخر کی یاء لام امر کے باعث ساقط ہوگئی۔

---

[1] قولہ لَا نْفَضُّوْا اَلْاِنْفِضَاضُ اَلتَّفَرُّقُ واصلہٗ اَلْفَضُّ وہو الكسر بالتفرقة باب نَصَرَ ۱۲ مختار الصحاح [2] تَظَاهَرُوْنَ سورۂ بقرہ رکوع ۱۰ میں ہے ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَاۤءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۱۲ رف [3] قولہ بقاعدہ معلومہ یہ قاعدہ باب تفاعل کے بیان میں گزر چکا ہے ۱۲ رف [4] قولہ لِتُكْمِلُوْا پوری آیت یوں ہے وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ پارہ سیقول سورۂ بقرہ رکوع ۲۳ [5] قولہ وَلْتَأْتِ آیت میں ہے وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ۔ پارہ والمحصنات سورۂ نساء رکوع ۱۵۔ ۱۲ حاشیہ [6] قولہ فَعِلٌ بفتح فاء وکسر عین اور لام میں تینوں حرکات ۱۲ رف۔ [7] قولہ كَتِفٌ بالاصالت کی مثال ہے ۱۲ رف [8] قولہ ہوجاتی ہے اس لئے کہ جب مثلاً لِتَأْتِيْ پر واو داخل ہوا تو واوٗ، لام امر، اور تاء کے مجموعہ سے فَعِل (وَلِتَ) کی صورت بالعرض پیدا ہوگئی کیونکہ واو مفتوح فاء مفتوح کے قائم مقام اور لام مکسور عین مکسور کے قائم مقام اور تاء لام متحرک کے قائم مقام ہوگئی اور یہ بالعرض ہے بالاصالت نہیں اسلئے کہ یہ صورت اس صیغہ میں ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ واوٗ کے داخل ہونے سے محض عارضی طور پر پیدا ہوگئی ہے واو الگ کرلیا جائے تو یہ صورت باقی نہیں رہتی برخلاف كَتِفٌ کے کہ اسمیں فَعِلٌ کا وزن بالاصالت ہے کیونکہ کسی خارجی کلمہ کیساتھ ملنے سے یہ وزن پیدا نہیں ہوا بلکہ اصل وضع ہی اسکی اس وزن پر ہوئی ہے ۱۱ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهٖ وَلِمَنْ سَعٰى فِيْهِ

ص۱۳ وَیَتَّقْہِ ب افتعال سے صیغہ واحد مذکر غائب اثبات مضارع معروف ناقص ہے یَتَّقِیْ تھا اپنے ماقبل پر عطف کے باعث جزم[۱] سے یاء ساقط ہوگئی ماقبل کا صیغہ اس طرح ہے۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ[۲]۔ مَنْ کی وجہ سے یُطِعْ، یَخْشَ اور یَتَّقْہِ تینوں مجزوم ہیں۔ جزم کے باعث آخری دو میں حرفِ علّت ساقط ہوگیا[۳] اور یُطِعْ[۴] میں عین جو کہ لام کلمہ ہے ساکن ہوگئی تھی، جب مابعد[۵] کے لام کے ساتھ اجتماع ساکنین ہوا تو عین کو کسرہ دیدیا گیا اور یَتَّقْہِ میں حذفِ یاء کے بعد ضمیر مفعول لگنے سے وزن فَعِلْ[۶] کی صورت پیدا ہوگئی لہٰذا قاف کو ساکن کیا یَتَّقْہِ ہوا۔

ص۱۴ اَرْجِہْ[۷] ب اَرْجِہْ[۸] افعال سے صیغہ واحد مذکر امر حاضر معروف ناقص ہے۔ مفعول کی ضمیر واحد مذکر غائب لگنے سے اَرْجِہِ ہوگیا، چونکہ قرآن مجید میں اس کے بعد لفظ وَ اَخَاہُ واقع ہے اس لئے "جِہِ وَ" سے صورۃً وزن فِعِلٍ مثل اِبِلٍ پیدا ہوگیا اور عربوں کا قاعدہ ہے کہ اس وزن میں بھی وسط کو ساکن کردیتے ہیں اس لئے ہاء کو ساکن کیا، اَرْجِہْ وَ اَخَاہُ ہوگیا۔

ص۱۵ عَصَوْ[۹] ب یہ رَمَوْا کی طرح عَصَوْا جمع مذکر غائب ماضی معروف ہے۔ "بِمَا عَصَوْا[۱۰] وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ" میں اس کے بعد واوِ عطف آگیا۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ واوِ غیر مدّہ[۱۱] کا ادغام واوِ عطف میں ہوجاتا ہے لہٰذا عَصَوْا وَّکَانُوْا ہوگیا۔

---

۱ قولہ جزم سے کیونکہ معطوف علیہ مَنْ کیوجہ سے مجزوم ہے ۱۲ رف ۲ قولہ وَیَتَّقْہِ تتمہ آیت یہ ہے فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ پارہ ۱۸ سورۂ نور رکوع ۷ اور ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور جو کوئی اطاعت کرے اللہ اور اسکے رسول کی اور ڈرتا رہے اللہ سے اور تقویٰ اختیار کرے اسکا، پس وہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ۱۲ رف ۳ قولہ ہوگیا اصل میں یَخْشٰی و یَتَّقِیْ تھا، ۱۲ رف ۴ قولہ یُطِعْ الخ اس سوال کا جواب ہے کہ مَنْ کی وجہ سے یُطِعْ کی عین ساکن ہونی چاہئے حالانکہ وہ یہاں مکسور ہے؟ ۱۲ رف ۵ قولہ مابعد کے لام الخ یعنی لفظ اللہ کے لام کے ساتھ ۱۲ رف ۶ قولہ فَعِلْ کی صورت، یعنی تَقِہِ تائے مفتوح و قاف مکسور اور ہاء مکسور میں ۱۲ رف ۷ قولہ اَرْجِہْ آیت میں ہے قَالُوْٓا اَرْجِہْ وَاَخَاہُ وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ، یعنی فرعون کے مصاحبین نے کہا کہ ڈھیل دے اسکو یعنی موسیٰ کو اور اسکے بھائی کو یعنی ہارون کو اور بھیج پرگنوں میں جمع کرنیوالوں کو سورہ اعراف رکوع ۱۳ ۱۲ رف ۸ قولہ اَرْجِ، مِنَ الْاِرْجَاءِ یقال اَرْجَیْتُ الْاَمْرَ اَیْ اَخَّرْتُہٗ یُھْمَزُ وَیُلَیَّنُ واصلہ الرجاء وھو الْاَمَلُ یقال رَجَاہُ من باب علا ۱۲ کذا فی مختار الصحاح ۹ قولہ عَصَوْ فی قولہ تعالٰی وَضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ٥ (پارہ الم رکوع ۷) ۱۰ قولہ بِمَا عَصَوْا الخ ما مصدریہ ہے اور ترجمہ یہ ہے کہ ان کی (یعنی یہودیوں کی) نافرمانی اور حد سے تجاوز کے سبب ۱۲ رف ۱۱ قولہ واوِ غیر مدّہ، جیسا کہ مضاعف کے پہلے قاعدہ میں گزر چکا ہے۔ اور عَصَوْا میں واو غیر مدّہ ہے کیونکہ واو ساکن کے ماقبل کی حرکت واؤ کے موافق نہیں ۱۲ رف

ص۱۶ اَنْ نَّمُنَّ[1] ب اَنْ نَّمُنَّ صیغہ متکلم مع الغیر مضارع معروف مضاعف ہے۔ اَنْ کی وجہ سے منصوب ہے، باب نصر سے نَمُدُّ کی طرح ہے۔ اَنْ کا نون متکلم کے نون میں مدغم ہوگیا ہے۔

ص۱۷ لُمْتُنَّنِیْ[2] ب صیغہ لُمْتُنَّ[3] جمع مؤنث حاضر اثبات ماضی معروف اجوف ہے۔ قُلْتُنَّ کی طرح باب نصر سے ہے۔ اس کے آخر میں نون وقایہ اور یائے متکلم لگنے سے لُمْتُنَّنِیْ ہوگیا۔

ص۱۸ اِمَّا تَرَیِنَّ[4] ب فَتَحَ سے صیغہ واحد مؤنث حاضر اثبات مضارع معروف با نون ثقیلہ مہموز عین و ناقص ہے، دراصل تَرَیْنَ تھا، نونِ ثقیلہ کے باعث نون اعرابی حذف ہوگیا، اور یاء کو جو غیر مدہ[5] تھی اجتماع ساکنین یا نون ثقیلہ کی وجہ سے کسرہ دیدیا تَرَیِنَّ ہوا، اور تَرَیْنَ دراصل تَرْاَیِیْنَ تھا، ہمزہ یَسَلُ کے قاعدہ سے جو کہ افعال رؤیت میں وجوبی ہے گر گیا، اور یاء تَرْمِیْنَ کے قاعدہ سے (گر گئی) اور پہلے لکھ چکا ہوں[6] کہ نون تاکید جس طرح مضارع مثبت کے آخر میں لام تاکید کے بعد آتا ہے اسی طرح اِمَّا شرطیہ کے بعد بھی آتا ہے اسی قبیل سے اِمَّا تَرَیِنَّ ہے۔

ص۱۹ اَلَمْ تَرَ[7] ب رُؤْیَۃٌ سے صیغہ لَمْ تَرَ واحد مذکر حاضر نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف ہے۔ تم اسکے جملہ صیغوں کے اعلالات تصاریف افعال میں جان چکے ہو[8] ہمزہ استفہام آنے کی وجہ سے اَلَمْ تَرَ ہوگیا۔

ص۲۰ قَالِیْنَ[9] ب ضَرَبَ سے صیغہ جمع مذکر اسم فاعل[10] ناقص ہے یعنی "دشمن رکھنے والے" قَالِیِیْنَ تھا، رَامِیْنَ کے قاعدہ سے تعلیل کی گئی ہے۔ اگرچہ یہ صیغہ مشکل نہیں لیکن بسا اوقات دوسری زبان کے دوسرے لفظ کے ساتھ اشتراک کے باعث صیغہ میں اجنبیت پیدا ہو جاتی ہے تو چونکہ قالین

---

[1] قولہ اَنْ نَّمُنَّ فی قولہ تعالیٰ وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِیْنَ (پارہ ۲۰ سورۃ قصص رکوع ۱) اَلْمَنُّ مصدر سے ہے یعنی احسان کرنا ۱۲ رف [2] قولہ لُمْتُنَّنِیْ فی قولہ تعالیٰ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ پارہ ۱۲ سورۃ یوسف رکوع ۱۴ ۱۲ رف [3] قولہ لُمْتُنَّ مصدرہ اَللَّوْمُ وَالْمَلَامَةُ ۱۲ رف [4] اِمَّا تَرَیِنَّ یعنی اگر تو دیکھے (حضرت مریم سے خطاب ہے) فی قولہ تعالیٰ فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَقَرِّیْ عَیْنًا فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا پارہ ۱۶ سورۃ مریم رکوع ۲ ۱۲ رف [5] قولہ غیر مدہ تھی، کیونکہ ماقبل یاء کی حرکت یاء کے موافق نہیں ۱۲ رف [6] قولہ پہلے، یعنی باب اول کی گردانہائے افعال کی فصل میں ۱۲ رف [7] اَلَمْ تَرَ، یعنی کیا تم نے نہیں دیکھا۔ وتمامہ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ۔ پارہ ۳۰ ۱۲ رف [8] قولہ جان چکے ہو، لہٰذا یہاں تعلیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں تم خود نکال لو ۱۲ رف [9] قولہ قَالِیْنَ حضرت لوط علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا وَاِنِّیْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ، یعنی میں البتہ تمہارے عمل سے بیزار ہوں، سورۃ شعراء رکوع ۹۔ ۱۲ رف [10] قولہ جمع الخ اسکا واحد قَالٍ ہے جو دراصل قَالِیٌ تھا دَاعٍ کے قاعدہ سے تعلیل ہو کر قَالٍ ہوگیا۔ ومصدرہ القِلیٰ بکسر القاف والالف المقصورۃ والقَلاء بالفتح والمد وھو البغض،

او باب ضرب ۱۲ مختار الصحاح ۱۲ یصاح سے قولہ کسرہ دیدیا جیسے کہ قاعدہ پیچھے گزر چکا ہے ۱۲ رف

ایک قسم کے فرش کو کہتے ہیں[1]، اس لئے اس صیغہ میں اشکال پیدا ہوگیا۔

حکایت :۔جس زمانہ میں، میں رامپور تھا بریلی[2] کا ایک طالب علم رامپور[3] آیا ہوا تھا اور مجھ سے شرح ملاّ[4] پڑھتا تھا اور قبل ازیں بریلی میں مجھ سے کتب صرف پڑھ چکا تھا، اپنی عادت کے مطابق میں نے اُسے صیغے بیان کرنے کی مشق کرائی ہوئی تھی، اور اس نے مشکل صیغے یاد کر رکھے تھے۔رامپور کا ایک منتہی طالب علم اُس طالب علم سے مناظرہ کے لئے تیار ہوگیا، اس بیچارہ نے عدم مساوات اور تباین بین الدرجتین[5] کالمشرقین[6] کا بہت عذر کیا لیکن رامپوری نے ایک نہ سُنی۔

سمجھدار طلباء کا دستور ہے کہ ایسے موقع پر سوال کی ابتدا اپنی ہی طرف سے کرنے میں مصلحت سمجھتے ہیں اس بیچارہ نے اسی دستور کے مطابق مناظرہ کا آغاز اس طرح کیا کہ رامپوری سے پوچھا کہ "آسمان" کیا صیغہ ہے؟ سنتے ہی رامپوری کی عقل چکرا گئی اپنے ذہن کو بہت گردش[7] دی (لیکن) اس کی سیر[8] اس صیغہ کے کسی بُرج[9] تک نہ پہنچ سکی، اور "خمسۃ[10] متحیرہ" کی طرح حیران رہ گیا۔

---

[1] قولہ کہتے ہیں، یعنی فارسی و اُردو میں ۱۲ رف [2] قولہ بریلی ہندوستان کے صوبۂ یوپی کا مشہور شہر ہے ۱۲ رف [3] قولہ رامپور، یہ بھی ہندوستان کے صوبہ یوپی کا مشہور شہر ہے ۱۲ رف [4] قولہ شرح ملاّ، غالباً ملا جامیؒ کی مشہور کتاب "شرح جامی" مراد ہے ۱۲ رف [5] قولہ بین الدرجتین یعنی اپنے اور اس منتہی طالب علم کے درجوں کے درمیان، اور یہ لفظ یہاں بر سبیل ایہام ذکر کیا گیا ہے، اور ایہام علم بلاغت کی اصطلاح میں اسکو کہتے ہیں کہ کوئی لفظ ایسا ذکر کیا جائے جسکے دو معنی محتمل ہوں، ایک قریب اور دوسرے بعید، اور مراد معنی بعید ہوں، یہاں لفظ درجہ بھی ایسا ہی ہے کہ اسکے ایک تو معنی بعید ہیں یعنی مرتبہ اور ایک معنی قریب ہیں جو فن ہیئت کی اصطلاح کے اعتبار سے ہیں کیونکہ علماء ہیئت نے فلک کے مفروضہ دائروں کو تین سو ساٹھ حصوں پر منقسم کیا ہوا ہے اور ہر حصہ کو ایک درجہ کہتے ہیں اور یہ ایہام لفظ آسمان کی مناسبت سے کیا گیا ہے جو کہ آگے آرہا ہے [6] قولہ کالمشرقین یعنی مشرق و مغرب، اور مغرب کو مشرق کہنا تغلیب کے طور پر ہے اور تغلیب اسکو کہتے ہیں کہ دو متقابل چیزوں میں سے ایک کو جو فی نفسہٖ غالب ہو غالب قرار دیکر شیٔ مغلوب پر بھی غالب کے اسم کا اطلاق اس طرح کریں کہ شیٔ غالب کے اسم کا تثنیہ بنا دیں، جیسے مشرق و مغرب کو مشرقین کہنا اس لحاظ سے کہ مشرق کو مغرب پر فوقیت حاصل ہے اور جیسے ابوین (ماں باپ کو کہنا اس لحاظ سے کہ اَبْ کو اُمّ پر بلحاظ ذکورۃ فوقیت حاصل ہے اور یہاں بھی لفظ مشرقین کا ذکر لفظِ آسمان کی مناسبت سے ہے اور اسی مناسبت سے آگے بھی کئی لفظ آرہے ہیں جو علم ہیئت کی اصطلاحات ہیں کیونکہ علم ہیئت میں افلاک کی حرکات اور ہیئتوں سے بحث کیجاتی ہے ۱۲ رف [7] قولہ گردش، لفظ چکر و گردش دونوں میں ایہام ہے جو لفظ آسمان کی مناسبت سے ہے۔ کیونکہ دونوں کے معنیٰ قریب تو حرکت مستدیرہ کے ہیں، اور معنیٰ بعید مجازی ہیں یعنی ذہن کو کسی امر میں غور و فکر کی طرف متوجہ کرنا اور یہاں یہی مراد ہیں۔ ۱۲ رف [8] قولہ سیر، لغۃً چلنا، اور فن ہیئت کی اصطلاح میں فلک کی حرکت کو کہتے ہیں ۱۲ رف [9] قولہ بُرج، لغۃً میں قصر اور محل کو کہتے ہیں اور فن ہیئت کی اصطلاح میں فلک کے بارہ مساوی حصوں میں سے ہر ایک حصہ کو بُرج کہتے ہیں جمع بروج ہے ۱۲ رف [10] قولہ خمسۃ متحیرہ، سات مشہور سیاروں میں سے پانچ سیاروں کے مجموعہ کا نام ہے اور پانچ یہ ہیں عطارد[1]، زہرہ[2]، مشتری[3]، مریخ[4]، زحل[5]، اور انکو متحیرہ اس لئے کہتے ہیں کہ قدیم علماء ہیئت کی تحقیق یہ ہے کہ پانچ سیارے کبھی کبھی اپنی حرکت عادیہ کو چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگتے ہیں اور پھر حسب معمول آگے کو بڑھنے لگتے ہیں اور باقی دو سیارے شمس و قمر ہیں۔

۱۲ حاشیہ

اس کا سبب بھی وہی اشتراک لفظی ہے ورنہ صیغہ مشکل نہیں اَفْعَلَانْ[۵۱] کے وزن پر اسم تفضیل کا تثنیہ ہے وقف کے باعث نون ساکن ہوگیا۔

اور یہ بھی[۵۲] ممکن ہے کہ باب افعال سے صیغہ تثنیہ مذکر غائب ماضی معروف ہو کہ آخر میں نون وقایہ اور یائے متکلم تھی، یاء حذف ہوگئی اور نون کا کسرہ وقف کی وجہ سے گر گیا[۵۳]۔

اور لفظ قالین میں دو اور احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ باب مفاعلہ سے قَالَیٰ یُقَالِیْ ناقص کا صیغہ جمع مونث امر حاضر معروف ہو، اور قِلیٰ[۵۴] بمعنی دشمنی کرنا سے مأخوذ ہو، دوسرا یہ کہ اسی باب سے واحد مونث (امر) حاضر معروف ہو۔ آخر میں نون وقایہ و یائے متکلم لگ کر یاء حذف ہوگئی اور نون وقایہ کا کسرہ وقف کے باعث گر گیا۔ لیکن یہ دونوں احتمال قرآن مجید میں جاری نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ معرف باللام واقع[۵۵] ہوا ہے۔

قُوْلِیْنَ جو کتاب مشہور "جوانا موئی[۵۶]" کا پہلا صیغہ ہے وہ (بھی) اسی باب[۵۷] سے جمع مونث غائب اثبات ماضی مجہول ہے۔

---

۵۱ قولہ اَفْعَلَانْ، یعنی سَمَا یَسْمُوْ سُمُوًّا کے اسم تفضیل اَسْمیٰ کا تثنیہ ہے لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ اَسْمیٰ کا تثنیہ اَسْمَیَانِ ہے نہ کہ اَسْمَانِ کیونکہ الف تثنیہ سے قبل واؤ و یائے ماقبل مفتوح میں تعلیل نہیں ہوتی جیسا کہ ساتویں قاعدہ کی شرائط میں گذر چکا۔ ۵۲ قولہ اور یہ بھی الخ اس توجیہ پر بھی اعتراض ہوتا ہے کہ باب افعال کی ماضی معروف کا تثنیہ اَسْمَیَا ہے نہ کہ اَسْمَا وجہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی کہ الف تثنیہ سے قبل واؤ و یائے متحرک ماقبل مفتوح میں ساتواں قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔ نیز مصنفؒ کی فرمودہ دونوں توجیہات پر یہ اعتراض بھی ہوتا ہے کہ اگر دونوں توجیہات یہ صحیح تسلیم بھی کر لی جائیں تب بھی یہ لفظ اَسْمَانِ بقصر الہمزہ ہوتا ہے نہ کہ آسمانِ بمدّ الہمزہ حالانکہ دعوی ہمزہ ممدودہ کا ہے۔ سوال :۔ دونوں توجیہیں اس طرح صحیح قرار دی جا سکتی ہیں کہ اس لفظ کا مادہ س م و کی بجائے ا س م قرار دیا جائے۔ اس صورت میں مذکورہ اعتراضات میں سے کوئی اعتراض واقع نہیں ہوتا۔ جواب :۔ مادہ ا س م سے نہ کوئی فعل عربی زبان میں آتا ہے اور نہ کوئی مشتق لہٰذا لفظ آسمان کو نہ باب افعال کی ماضی قرار دیا جا سکتا ہے نہ اسم تفضیل کا صیغہ تثنیہ ۱۲ رف ۵۳ قولہ گر گیا، اوپر کے حاشیہ میں واضح ہو چکا ہے کہ مصنفؒ نے جو دو توجیہیں لفظ اسمان کی ذکر کی ہیں ان میں کوئی بھی اشکال سے خالی نہیں اس لئے ناچیز راقم کی رائے میں اس لفظ کی صحیح توجیہ یہ ہے کہ مادہ س م و سے باب افعال کا صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف ہے نہ کہ تثنیہ اخیر میں نون وقایہ اور یائے متکلم تھی یاء حذف ہوگئی، اور نون وقف کے باعث ساکن ہوگیا، اَسْمَانِ ہوا پھر اَسْمَانْ کے شروع میں ہمزۂ استفہام داخل ہوا جس کے باعث دو ہمزہ متحرک اول کلمہ میں جمع ہوگئے، ہمزہ ثانیہ کو الف سے بدل دیا جیسا کہ آٰلْاٰنَ میں بدلا گیا ہے آسْمَانِ ہوا، اور باب افعال سے اَسْمَا یُسْمِیْ کے معنی "بلند کرنا" ہیں لہٰذا آسمانِ کا ترجمہ ہوا "کیا اس نے مجھے بلند کیا" واللہ اعلم ۱۲ رف
۵۴ قولہ قِلیٰ باب ضرب کا مصدر ہے بکسر القاف وفی آخرہ اَلِفٌ مقصورۃ ۱۲ منجد
۵۵ قولہ واقع ہوا ہے، اور فعل معرف باللام نہیں ہو سکتا ۱۲ رف ۵۶ قولہ جوانا موئی کتاب کا نام ہے۔ ۱۲ رف
۵۷ قولہ اسی باب، یعنی باب مفاعلہ سے۔ ۱۲ رف

فائدہ :- کتاب مذکورہ میں اکثر صیغوں کے اعلالات غلط بیان کر دیئے گئے ہیں، اس لئے یہ کتاب محققین کے نزدیک مقبول نہیں۔

ص۲۱ اَشُدَّہٗ جو بَلَغَ اَشُدَّہٗ میں ہے۔ ب شدّت بمعنی قوت کی جمع ہے جیسے نعمت کی جمع اَنْعُمٌ، کذا فی البیضاوی، اور قاموس میں یہ احتمال بھی لکھا ہے کہ شَدٌّ کی جمع ہو جو قوّت ہی کے معنی میں ہے۔

ص۲۲ لَمْ یَکُ ب دراصل لَمْ یَکُنْ تھا چونکہ قاعدہ ہے کہ فعل ناقص کا آخری نون بوقت جوازم جائز الحذف ہے اس لئے نون کو حذف کر دیا گیا۔ لَمْ اَکُ، لَمْ نَکُ، اِنْ یَکُ بھی قرآن مجید میں واقع ہوئے ہیں۔

ص۲۳ یَهِدِّیْ ب افتعال سے صیغہ واحد مذکر غائب اثبات مضارع معروف ناقص ہے دراصل یَهْتَدِیْ تھا۔ چونکہ افتعال کا عین کلمہ دال تھا تار کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کیا اور فار کو کسرہ دے دیا یَهِدِّیْ ہوا، اور فتحہ بھی جائز ہے یَهَدِّیْ بھی کہہ سکتے ہیں۔

ص۲۴ یَخِصِّمُوْنَ ب دراصل یَخْتَصِمُوْنَ تھا، عین افتعال کی جگہ صاد ہونیکے باعث یَهِدِّیْ کا سا عمل کر دیا گیا۔ ان دونوں صیغوں کے قاعدہ کا بیان ابواب کی گردانوں میں ہو چکا ہے۔

ص۲۵ وَادَّکَرَ ب دراصل اِذْتَکَرَ تھا، فائے افتعال ذال ہونے کے باعث تار کو دال سے

۱؎ قولہ اَشُدَّہٗ فی قولہ تعالیٰ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ سورہ یوسف رکوع ۳، ۱۲ رث

۲؎ قولہ اَنْعُمٌ مطلب یہ ہے کہ اَشُدَّ بھی دراصل اَشْدُدٌ بروزن اَنْعُمٌ تھا، یَمُدُّ کے قاعدہ سے اَشُدٌّ ہوا۔ اور قرآن کریم میں مفعول بہ واقع ہونیکی وجہ سے منصوب ہوگیا اور مضاعف ہونے کے باعث تنوین ساقط ہو گئی ۱۲ رث ۳؎ قولہ لَمْ یَکُ فی قولہ تعالیٰ فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِکَ الْکٰفِرُوْنَ ۰ پارہ فمن اظلم سورہ مومن کی آخری آیت رکوع ۹۔ ۱۲ رث ۴؎ قولہ لَمْ اَکُ الخ لَمْ اَکُ کی مثال سورہ مریم میں ہے۔ قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا رکوع ۲ اور لَمْ نَکُ کی مثال سورہ مدثر کے دوسرے رکوع میں ہے۔ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ اور اِنْ یَکُ کی مثال سورہ مؤمن کے چوتھے رکوع میں ہے وَاِنْ یَکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ ۰ ۱۲ حاشیہ ۵؎ قولہ بھی وھٰکذا قولہ تعالیٰ وَلَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ ۱۲ منہ ۵؎ قولہ ۲۶ چونکہ صیغہ ۲۲ کے بیان میں مزید تین صیغوں لَمْ اَکُ لَمْ نَکُ، اور اِنْ یَکُ کا بیان بھی ہو گیا ہے اس لئے انھیں بھی شمار کر کے صیغہ ہذا ۲۶ واں ہوا، ۱۲ رث ۶؎ قولہ یَهِدِّیْ فی قولہ تعالیٰ اَفَمَنْ لَّا یَهِدِّیْ اِلَّا اَنْ یُّهْدٰی فَمَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ پارہ ۱۱ سورہ یونس رکوع ۴ ۱۲ حاشیہ

۷؎ قولہ افتعال یہ قاعدہ اور اگلے صیغہ کا قاعدہ باب افتعال کے قواعد میں مفصّل بیان ہو چکا ہے ۱۲ رث ۸؎ قولہ یَخِصِّمُوْنَ قولہ تعالیٰ مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ یَخِصِّمُوْنَ ۔ سورہ یٰسین رکوع دوم۔ ۱۲ حاشیہ

۹؎ قولہ وَادَّکَرَ فی قولہ تعالیٰ وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُکُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ۔ سورہ یوسف رکوع ششم ۱۲ رث

بدلا اور ذال کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کر دیا[1]۔

ص۲۹ مُدَّکِرٌ[2] ب اسی باب سے ہے اور تصاریف ابواب میں تم جان چکے ہو کہ یہاں فکِّ ادغام (یعنی) اِذْدِکَرٌ اور دال کو ذال سے بدل کر ادغام (یعنی) اِذَّکَرَ بھی جائز ہے۔

ص۳۰ تَدَّعُوْنَ[3] ب افتعال سے ناقص واوی صیغہ جمع مذکر (حاضر) اثبات مضارع معلوم ہے۔ دراصل تَدْتَعِوُوْنَ تھا، فار کے دال ہونے کے باعث تار دال ہو کر دال اول میں مدغم ہو گئی اور یار بقاعدہ تَرْمُوْنَ حذف ہو گئی۔

ص۳۱ مُزْدَجَرٌ[4] ب افتعال سے مصدر میمی صحیح[5] ہے۔ دراصل مُزْتَجَرٌ تھا، فار[6] کے زار ہونے کے باعث تار دال سے بدل گئی، اور وزن کے اعتبار سے صیغہ مفعول و ظرف بھی ہو سکتا ہے۔ قاعدہ[7] کا بیان ابواب کی گردانوں میں ہو چکا ہے۔

ص۳۲ فَمَنِ اضْطُرَّ[8] ب افتعال سے اُضْطُرَّ صیغہ واحد مذکر غائب اثبات ماضی مجہول مضاعف ہے۔ ہمزۂ وصل درمیان میں آنے کے باعث گر گیا، اور نون[9] ساکن اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ کے قاعدہ سے مکسور ہو گیا، اور تائے افتعال ضاد[10] کے باعث طار سے بدل گئی۔

ص۳۳ مَضْطُرِرْتُمْ[11] ب قرآن مجید میں اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْهِ ہے افتعال سے مضاعف صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات ماضی مجہول ہے۔ ہمزۂ وصل درمیان میں آنے کے باعث گرا اور مَا کا الف ساکنین کے باعث، اور تائے افتعال ضاد کے باعث طار ہو گئی۔

---

[1] قولہ کر دیا اور ہمزۂ وصل لحوق واو کے باعث تلفظ سے گر گیا۔ ۱۲ رف [2] قولہ مُدَّکِرٌ فی قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ پارہ قال فما خطبکم سورۂ قمر میں یہ آیت کئی بار آئی ہے۔ ۱۲ رف

[3] قولہ تَدَّعُوْنَ فی قولہ تعالیٰ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓئَتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ سورۂ ملک رکوع دوم۔ ۱۲ رف [4] قولہ مُزْدَجَرٌ فی قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ مَا فِیْهِ مُزْدَجَرٌ پارہ قال فما خطبکم سورۂ قمر رکوع اول ۱۲ رف

[5] قولہ صحیح یعنی معتل وغیرہ نہیں ۱۲ رف

[6] قولہ فار یعنی افتعال کا فار کلمہ زار تھی۔ ۱۲ رف

[7] قولہ قاعدہ یعنی تائے افتعال کو دال سے بدلنے کا قاعدہ۔ ۱۲ رف

[8] قولہ فَمَنِ اضْطُرَّ فی قولہ تعالیٰ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ سورہ بقرہ رکوع ۲۱ ۔ ۱۲ حاشیہ

[9] قولہ نون ساکن یعنی مَنْ کا نون۔ ۱۲ رف

[10] قولہ ضاد کے باعث، مفصل قاعدہ ابواب کی گردانوں میں باب افتعال کے بیان میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

[11] مَضْطُرِرْتُمْ فی قولہ تعالیٰ وَمَا لَکُمْ اَلَّا تَاْکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَکُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْهِ، سورۂ انعام رکوع ۱۴ ۔ ۱۲ رف

اللّٰهم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ

ص۳۴ فَسْطَاعُوْا[51] ب دراصل فَمَا اسْتَطَاعُوْا تھا، استفعال سے صیغہ جمع مذکر غائب نفی ماضی معروف اجوف واوی ہے۔ تائے استفعال حذف[52] کردی گئی، اور ہمزۂ وصل درمیان میں ہونے کے باعث اور مَا کا الف ساکنین کے باعث گر گیا۔ فَمَا اسْطَاعُوْا ہوا۔

ص۳۵ لَمْ تَسْطِعْ[53] ب دراصل لَمْ تَسْتَطِعْ تھا، تار حذف کردی گئی اور اعلال لَمْ يَسْتَقِمْ کی طرح ہے۔

ص۳۶ مُضِيًّا[54] ب مَضٰى يَمْضِىْ کا مصدر ناقص ہے۔ دراصل مُضُوْيًا تھا بقاعدہ مَرْمِیٌّ اعلال کیا گیا، اور اس میں کسرۂ فار بھی جائز ہے۔

ص۳۷ عِصِيُّهُمْ[55] ب عَصًا کی جمع عِصِیٌّ ہے۔ دراصل عُصُوْوٌ تھا، بقاعدہ دِلِیٌّ دونوں واو یار سے بدل کر ماقبل کے ضمہ کسرہ سے بدل گئے۔

ص۳۸ لَنَسْفَعًا[56] ب لَنَسْفَعَنْ بروزن لَنَفْعَلَنْ صیغہ متکلم مع الغیر لام تاکید بانون خفیفہ ہے۔ کبھی نون خفیفہ کو تنوین کی مشابہت کے باعث اس کی صورت میں لکھ دیتے ہیں (یہاں) اسی طرح لکھا گیا ہے، اسی لئے صیغہ میں اشکال پیدا ہوگیا۔

ص۳۹ نَبْغِ[57] ب نَبْغِىْ مثل نَرْمِىْ ہے۔ یار کو اس قاعدہ سے حذف کیا گیا ہے کہ حالت وقف میں ناقص کے آخر سے حرف علت کا حذف جائز ہے، اور محققین علم صرف نے لکھا ہے کہ علی الاطلاق عرب کا محاورہ ہے کہ بغیر جزم و وقف کے بھی يَدْعُوْ يَرْمِىْ کو يَدْعُ يَرْمِ کہدیتے ہیں۔

ص۴۰ غَوَاشٍ[58] ب غَاشِيَةٌ[59] کی جمع ہے۔ قاعدہ جَوَارٍ پر عمل کیا گیا ہے۔ اس جیسے صیغوں کی تعلیل

---

[51] قولہ فَسْطَاعُوْا فی قولہ تعالیٰ فَمَا اسْطَاعُوْا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا۔ سورہ کہف رکوع ۱۱، ۱۲ رف
[52] قولہ حذف اس کا قاعدہ بھی باب استفعال کے بیان میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف [53] قولہ لَمْ تَسْطِعْ فی قولہ تعالیٰ حکایۃ عن الخضر علیہ السلام ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا۔ سورہ کہف رکوع ۱۰۔ ۱۲ رف [54] قولہ مُضِيًّا فی قولہ تعالیٰ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ، سورہ یٰسین رکوع ۴، ۱۲ رف [55] قولہ عِصِيُّهُمْ فی قولہ تعالیٰ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ سورۃ الشعراء رکوع ۳، ۱۲ رف
[56] قولہ لَنَسْفَعًا فی قولہ تعالیٰ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ، سورہ علق پارہ عم (ترجمہ گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر، کیسی چوٹی، جھوٹی گنہگار (از ترجمہ شاہ عبدالقادر) سَفَعَ بِنَاصِيَتِهٖ قبض علیہا فاجتذبہا بابہ فتح (مختار الصحاح والمنجد) ۱۲ رف [57] قولہ نَبْغِ فی قولہ تعالیٰ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا (سورۂ کہف رکوع ۹، ۱۲ رف [58] قولہ غَوَاشٍ فی قولہ تعالیٰ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ (سورۂ اعراف رکوع ۵، ۱۲ رف [59] قولہ غَاشِيَةٌ، مؤنث الْغَاشِىْ وہو الغطاء والغاشیۃ من اسماء القیامۃ ایضاً لانہا تغشی بِاَفْزَاعِهَا، والمصدر الْغِشَاوَةُ بابہ فرح ۱۲ کذا فی مختار الصحاح [60] قولہ کردی گئی، اس کا قاعدہ بھی وہی ہے جو فما اسطاعوا میں ہے اور باب استفعال کے بیان میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف اَللّٰهُمَّ اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ

میں ایک طویل بحث ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تتمیماً للافادۃ (اسے بھی) سر کریں۔ جَوَارٍ جیسی مثالوں میں بحالت رفع وجر یا حذف[عه] ہو کر عند عدم الاضافۃ واللام تنوین آجاتی ہے اور بحالت نصب مطلقاً[91] یا مفتوح ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے جَاءَ نِیْ جَوَارٍ وَمَرَرْتُ بِجَوَارٍ وَرَأَیْتُ جَوَارِیَ[92] اور اضافت ولام کے وقت رَفْعًا وجَرًّا آخر میں یا ساکن ہوتی ہے۔ جیسے[93] جَاءَ نِیْ الْجَوَارِیْ وَمَرَرْتُ بِالْجَوَارِیْ۔

پس اشکال وارد ہوتا ہے کہ یہ وزن صیغہ منتہی الجموع کا ہے جو منع صرف کے نو اسباب میں سے ہے۔ (لہٰذا) چاہیئے کہ اس میں تنوین مطلقاً[94] نہ آئے[95] اور یا کبھی حذف[96] نہ ہو۔ چنانچہ اسم تفضیل اَوْلٰی واَعْلٰی وغیرہ میں الف اسی لئے حذف نہیں ہوا کہ منع صرف کے باعث جس کی علت وزن فعل و وصف ہے، انہیں تنوین[97] نہیں آئی تھی۔

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ اصل اسماء میں انصراف ہے۔ پس ہر اسم کی اصل منصرف نکلے گی لہٰذا یہاں[98] اصل باتنوین نکال کر حالت نصب میں یا چونکہ قاض کے قاعدے سے ساقط نہیں ہوتی تو وزن[99] منتہی الجموع میں کوئی خلل نہ آیا۔ لہٰذا کلمہ غیر منصرف ہو کر تنوین حذف ہو گئی اور حالت رفع وجر میں یا چونکہ قاض[100] کے قاعدہ سے گر گئی تو جَوَارٍ بر وزن مفرد مثل سَلَامٍ وکَلَامٍ ہو کر وزن منتہی الجموع باطل ہو گیا اور یہاں[101] منع صرف کا مدار اسی پر تھا، لہٰذا کلمہ منصرف باتنوین رہا، اور حذف یا قائم رہا، اور اَعْلٰی اور اس کی امثال میں اصل باتنوین نکالی تھی لیکن الف التقائے ساکنین باتنوین کے باعث گر جانے کے بعد بھی سبب منع صرف زائل نہ ہوا کیونکہ یہاں[102] سبب منع صرف دو چیزیں ہیں۔ وصف کہ جس میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوا۔

اور وزن فعل کہ جس کے لئے اس مقام[103] پر یہ شرط ہے کہ ابتدا میں حروف اَتَیْنَ میں سے ایک ہو

---

[91] قولہ مطلقاً یعنی خواہ اضافت یالام تعریف ہو یا نہ ہو ۱۲ رف [92] قولہ جَوَارِیَ وکذا رَأَیْتُ الْجَوَارِیَ وجَوَارِیَکُمْ ۱۲ رف [93] قولہ جیسے الخ اور بوقت اضافت جَاءَ نِیْ جَوَارِیْکُمْ وَمَرَرْتُ بِجَوَارِیْکُمْ ۱۲ رف [94] قولہ مطلقاً، یعنی خواہ حالت نصب ہو یا حالت رفع وجر ۱۲ رف [95] قولہ نہ آئے کیونکہ غیر منصرف تنوین کو قبول نہیں کرتا ۱۲ رف [96] قولہ حذف نہ ہو کیونکہ علت حذف جو کہ اجتماع ساکنین یا تنوین ہے اس صورت میں نہیں پائی جاتی۔ ۱۲ رف [97] قولہ نہیں الخ چنانچہ اجتماع ساکنین بھی نہ پایا گیا جو کہ علت حذف ہے۔ ۱۲ رف [98] قولہ یہاں، یعنی جوارٍ اور اس کی امثال میں ۱۲ رف [99] قولہ وزن منتہی الجموع جو کہ دو سبب کے قائم مقام ہے جیسا کہ نحو میں پڑھ چکے ہو۔ ۱۲ رف [100] قولہ قاض کے قاعدہ میں یہ وہی قاعدہ ہے جو رَامٍ میں جاری ہوتا ہے لیکن عجیب بات ہے کہ مصنف علام نے یہ قاعدہ صراحۃً پوری کتاب میں کہیں ذکر نہیں کیا، البتہ جوارٍ کے قاعدہ کے بیان میں ہم نے اس قاعدہ کی ایک توجیہ ذکر کی ہے، وہ مقام دوبارہ دیکھ لیا جائے۔ ۱۲ رف [عه] قولہ حذف الخ بوجہ اجتماع ساکنین ۱۲ رف [101] قولہ یہاں، یعنی جوارٍ اور اس کی نظائر میں ۱۲ رف [102] قولہ یہاں یعنی اَعْلٰی واَوْلٰی وغیرہ میں ۱۲ رف [103] قولہ اس مقام پر الخ تم نحو میں پڑھ چکے ہو کہ وزن فعل جو کہ منع صرف میں معتبر ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو مختص بالفعل ہو اور اسم میں صرف منقول ہو کر کبھی آجاتا ہے جیسے شَمَّرَ (علی وزن المعروف) وضُرِبَ (علی وزن المجہول) اور دوسری وہ جو مختص نہ ہو بلکہ اسم میں منقول ہوئے بغیر بھی آتا ہو جیسے اَحْمَدُ (باقی بر صفحہ ۱۳۱)

اور تا[1] کو قبول نہ کرے اور یہ بات[2] سقوط الف کے باوجود باقی رہتی[3] ہے۔ پس علت منع صرف کے بقا نے کلمہ کے منع صرف کا موجب ہو کر تنوین کو گرا دیا[4]۔

صاحب فصول اکبری نے اس اشکال سے خلاصی کے لئے ایک دوسری راہ اختیار کی کہ اس جمع کو قاضٍ[5] سے الگ کر کے اس کے لئے ایک اور قاعدہ مقرر کر دیا یعنی یہ کہ "ایسی جمع ناقص میں کہ جو فواعلُ کے وزن صوری[6] پر ہو حالت رفع و جر میں یار[7] کو حذف کر کے تنوین لگا دیتے ہیں" چونکہ صاحب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) یَشْکُرُ و نَرْجِسُ وغیرہ جبکہ یہ علم ہوں، اس دوسری قسم کے مؤثر ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ اسکے اول میں حروف مضارع میں سے کوئی حرف ہو، دوسری یہ کہ اسکے آخر میں تائے تانیث نہ آتی ہو، اگر یہ دونوں شرطیں موجود ہونگی تو وزن فعل منع صرف کے لئے مؤثر ہوگا، اور اگر ایک شرط بھی مفقود ہو جائے گی تو مؤثر نہ ہوگا پہلی شرط مفقود ہونیکی مثال مَسْجِدٌ ہے کہ یہ اَضْرِبُ کے وزن پر ہے مگر چونکہ اول میں کوئی حرف مضارع نہیں اسلئے منصرف ہے۔ اور شرط ثانی مفقود ہونیکی مثال یَعْمَلٌ ہے کہ یہ اگرچہ وزن فعل ہے اور حرف مضارع بھی شروع میں موجود ہے لیکن چونکہ اسکے آخر میں تائے تانیث آتی ہے اور عرب قوی اونٹنی کو نَاقَةٌ یَعْمَلَةٌ کہتے ہیں اسلئے منصرف ہے اب یہ سمجھو کہ اَعْلٰی اور اَوْلٰی بھی وزن فعل کی دوسری قسم میں داخل ہیں اور انمیں مذکورہ دونوں شرطیں جبکہ موجود ہیں خواہ الف حذف ہو یا نہ ہو تو وزن فعل جو انمیں پایا جا رہا ہے ضرور مؤثر ہوگا، ۱۲ رف ؎

(حاشیہ صفحہ ہذا) ؎[1] قولہ تا، یعنی آخر میں تائے تانیث کو قبول نہ کرتا ہو، احتراز ہے یَعْمَلٌ سے کہ اسکا مؤنث یَعْمَلَةٌ آتا ہے ۱۲ رف ؎[2] قولہ بات، یعنی شرط مذکور ۱۲ رف ؎[3] قولہ رہتی ہے کیونکہ اعلی و اولی کے اول میں ہمزہ مفتوحہ موجود ہے جو حروف اَتَیْنَ میں سے ہے اور انکے آخر میں تائے تانیث نہیں لگ سکتی۔ ۱۲ رف ؎[4] قولہ گرا دیا۔ اور جب تنوین گر گئی تو اجتماع ساکنین باقی نہ رہا جو حذف الف کی علت تھا اسلئے الف اپنی جگہ قائم نہ رہا۔ ۱۲ رف ؎[5] قاضٍ سے یعنی قاضٍ کے قاعدہ سے ۱۲ رف ؎[6] قولہ وزن صوری، یعنی الف سے پہلے دو حرف مفتوح اور بعد میں ایک حرف مکسور لام کلمہ سے پہلے ہو جیسے مَفَاعِلُ، اَفَاعِلُ وغیرہ، اب یہ سمجھو کہ اہل عربیت کے نزدیک وزن الفاظ کی تین قسمیں ہیں۔ وزنِ صرفی، وزن صوری، وزنِ عروضی۔ وزن صرفی وہ وزن ہے کہ موزون اور موزون بہ کے درمیان تین چیزوں میں مطابقت ہو۔ اول حرکات و سکنات میں کہ متحرک کے مقابل متحرک اور ساکن کے مقابل ساکن ہو۔ دوم حرکات کی خصوصیات میں کہ فتحہ کے مقابل فتحہ اور کسرہ کے مقابل کسرہ اور ضمہ کے مقابل ضمہ ہو۔ سوم حروف اصلیہ زائدہ میں کہ اصلی کے مقابل اصلی اور زائد کے مقابل زائد ہو۔ جیسے اِجْتَنَبَ، بروزن اِفْتَعَلَ۔ اور علم صرف کی کتابوں میں جب وزن بغیر کسی قید کے مذکور ہو تو یہی وزن صرفی مراد ہوتا ہے اور وزن صوری وہ وزن ہے کہ موزون اور موزون بہ کے درمیان پہلی دو چیزوں میں مطابقت ہو اگرچہ تیسری چیز میں مطابقت نہ ہو۔ جیسے اَکَابِرُ کہ وزن صوری کے اعتبار سے یہ بروزن مَفَاعِلُ بھی ہے اور بروزن اَفَاعِلُ بھی۔ حالانکہ وزن صرفی کے اعتبار سے یہ صرف بروزن اَفَاعِلُ ہے۔ اور وزن عروضی وہ وزن ہے کہ موزون اور موزون بہ کے درمیان پہلی چیز میں مطابقت ہو، اگرچہ دوسری اور تیسری چیز میں مطابقت نہ ہو جیسے اَکَابِرُ و مَسَاجِدُ و قَوَاعِدُ کہ وزن عروضی کے اعتبار سے انمیں سے ہر لفظ مفاعل بفتح اول کے وزن پر بھی ہے اور مُفَاعِلُ بضم اول کے وزن پر بھی۔ نیز اَفَاعِلُ کے وزن پر بھی ہے اور فواعل کے وزن پر بھی حالانکہ وزن صوری کے اعتبار سے مذکورہ تینوں الفاظ میں سے کوئی بھی مُفَاعِلُ بضم اول کے وزن پر نہیں۔ البتہ مَفَاعِلُ بفتح اول اور افاعل و فواعلُ کے وزن پر ہر ایک لفظ ہے اور وزن صرفی کے اعتبار سے ہر لفظ کا وزن علیحدہ ہے کہ اکابِرُ بروزن اَفَاعِلُ، مَسَاجِدُ بروزن مَفَاعِلُ اور قَوَاعِدُ بروزن فَوَاعِلُ ہے۔ ایک اور مثال سے اس طرح سمجھو کہ طَعَامٌ و دَاوُدُ و زُکَامٌ و دَغِیْفٌ و صَبُوْرٌ وزن عروضی کے اعتبار سے پانچوں بروزن فَعُوْلٌ ہیں۔ (باقی بر صفحہ ۱۳۲)

فصول اکبری کی تقریر میں سرے سے اشکال وارد نہیں ہوتا اور "مَوُوْنَتِ بِسْیار"[1] کی تخفیف ہے۔ لہٰذا اس کتاب میں ہم نے قاعدہ اسی طرح لکھا ہے[2]۔

ص فَقَدْ رَأَیْتُمُوْهُ[3] ب صیغہ رَأَیْتُمْ بروزن فَعَلْتُمْ ہے اس کے شروع میں فائے تعقیب اور قَدْ تحقیق کا آگیا ہے۔ جب آخر میں ضمیر مفعول کی ہا لگی تو تُمْ پر واو زائد کر دیا گیا۔

قاعدہ :- یہ ہے کہ کُمْ، هُمْ، تُمْ کے بعد جب کوئی ضمیر لاحق ہو جائے تو میم کے بعد واو زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور میم مضموم ہو جاتا ہے۔ جیسے قَتَلْتُمُوْهُمْ، اَکَلْتُمُوْهَا۔ اَکْرَهْتُمُوْنِیْ، طَلَّقْتُمُوْهُنَّ بلکہ کبھی واحد مؤنث حاضر کی تائے مکسورہ میں ضمیر لاحق ہونے کے وقت یائے ساکنہ زیادہ ہو جاتی ہے صحیح بخاری میں ابن مسعود کے قول میں آیا ہے۔ لَوْ قَرَأْتِیْهِ[4] لَوَجَدْتِیْهِ۔

ص اَنُلْزِمُکُمُوْهَا[5] ب صیغہ نُلْزِمُ بروزن نُکْرِمُ ہے۔ ہمزۂ استفہام اوّل میں اور کُمْ ضمیر مفعول آخر میں ہے۔ اس کے بعد مفعول ثانی کی ضمیر ھا کی وجہ سے واو زیادہ ہو کر میم مضموم ہو گیا۔ اَنُلْزِمُکُمُوْهَا ہوا۔

ص اَنْ سَیَکُوْنُ[6] ب صیغہ یَکُوْنُ مثل یَقُوْلُ ہے۔ اشکال[7] عدم نصب کی وجہ سے ہے اور اسکی[8] وجہ یہ ہے کہ یہ اَنْ ناصبہ نہیں بلکہ اَنَّ مشبہ بالفعل کا مخفف ہے۔ یہ اَنْ علم و ظن کے بعد آتا ہے اور نصب نہیں کرتا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حالانکہ وزن صوری و صرفی کے اعتبار سے طَعَامٌ بروزن فَعَالٌ بالفتح اور اِدَامٌ بروزن فِعَالٌ بالکسر اور زُکَامٌ بروزن فُعَالٌ بالضم اور رَغِیْفٌ بروزن فَعِیْلٌ اور صَبُوْرٌ بروزن فَعُوْلٌ ہے۔ کذا فی نوادر الوصول شرح فصول اکبری ۱۲ رف بزیادۃ ایضاح و تفصیل۔ ؎ قولہ یار کو، یعنی لام کلمہ کی یار کو حذف کر کے ماقبل کو تنوین دیتے ہیں ۱۲ رف

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] قولہ مؤونت یعنی مشقت اور بسیار بمعنی بہت ۱۲ رف

[2] قولہ لکھا ہے، یعنی معتل کے قواعد میں چھبیسویں نمبر پر ۱۲ رف

[3] قولہ رَأَیْتُمُوْهُ فی قولہ تعالیٰ کُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَیْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ سورۂ آل عمران رکوع ۱۵ ۱۲ حاشیہ

[4] قولہ لَوْ قَرَأْتِیْهِ الخ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسی عورتوں پر لعنت ذکر کی جو اپنے سر میں دوسروں کے بال باندھ لیتی ہیں یا یہ کام دوسروں سے کراتی ہیں، ایک عورت نے ابن مسعودؓ سے عرض کی کہ میں نے قرآن پڑھا مگر مجھے اس قسم کی عورتوں پر لعنت نہیں ملی۔ اسکے جواب میں حضرت ابن مسعودؓ نے مذکورہ جملہ ارشاد فرمایا، یعنی اگر تو قرآن پڑھتی تو اس قسم کی عورتوں پر لعنت ضرور پاتی، پھر بطور دلیل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے تو ان پر قرآن مجید میں لعنت ہونا بھی لازم آیا۔ ۱۲ حاشیہ

[5] قولہ اَنُلْزِمُکُمُوْهَا فی قولہ تعالیٰ اَنُلْزِمُکُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا کٰرِهُوْنَ۔ سورۂ ہود رکوع ۳ ۱۲ رف

[6] قولہ اَنْ سَیَکُوْنُ فی قولہ تعالیٰ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَرْضٰی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ الآیۃ سورۂ مزمل رکوع دوم۔ ۱۲ رف

[7] قولہ اشکال الخ کیونکہ اَنْ کی وجہ سے بظاہر نصب ہونا چاہیئے تھا۔ ۱۲ منہ

[8] قولہ اسکی، یعنی عدم نصب کی۔ ۱۲ رف

ص۴۲ مِتْنَا[۵۱] ب خِفْنَا کی طرح صیغہ متکلم مع الغیر ہے۔ اس صیغہ میں اشکال کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں اسکا مضارع مضموم العین مستعمل ہوا ہے جیسے یَمُوْتُ وَیَمُوْتُوْنَ پس چاہیئے کہ صیغہ[ع] نَصَرَ یَنْصُرُ سے ہو اور[ع] قُلْنَا کی طرح مُتْنَا[۵۲] ہو[۵۳]؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ یہ لفظ سَمِعَ سے خَافَ یَخَافُ کی طرح مَاتَ یَمَاتُ بھی آتا ہے۔ اور نَصَرَ سے بھی آتا ہے جیسے مَاتَ یَمُوْتُ اور قرآن مجید میں ماضی سَمِعَ[۵۴] سے مستعمل ہوئی ہے اور مضارع نَصَرَ[۵۵] سے۔

ص۴۵ فَمبَجَسَتْ[۵۶] ب فَانْبَجَسَتْ اِنْفَطَرَتْ کی طرح صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی معروف ہے ہمزہ درمیان میں آنے کی وجہ سے گر گیا اور نون جو ساکن تھا اس کے بعد بار ہونے کے باعث میم سے بدل گیا[ع]۔ صیغہ میں اشکال اسی وجہ سے آیا ہے۔

ص۴۶ اَلدَّاعِ[۵۷] ب صیغہ اسم فاعل دَاعِیْ ہے یا اس قاعدہ کے بموجب ساقط ہو گئی کہ "اسم معرّف باللام کے آخر کی یا کبھی حذف کر دیتے ہیں"۔

[۵۱] قولہ مِتْنَا بکسر المیم فی قولہ تعالیٰ اَءِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا (سورۃ المؤمنون آیت ۸۲ وسورۃ الصافات آیت ۱۶ و ۵۳ وسورۃ قٓ آیت ۳ وسورۃ الواقعہ آیت ۴۷)۔ [۵۲] قولہ مُتْنَا بضم المیم کیونکہ معتل کے ساتویں قاعدے میں گزر چکا ہے کہ ماضی معروف کے جمع مؤنث سے آخر تک کے صیغوں میں فاء کلمہ کو واوی مفتوح العین و مضموم العین میں ضمہ دیا جاتا ہے جیسے قُلْنَ وطُلْنَ [۵۳] قولہ ہو، حالانکہ قرآن کریم میں بکسر المیم ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ یہ باب سَمِعَ سے ہے۔ کیونکہ ماضی کے فاء کلمہ کو کسرہ واوی مکسور العین میں دیا جاتا ہے جیسا کہ ساتویں قاعدے کے بیان میں گزر چکا۔ جو اشکال مصنف رحمہ اللہ نے صیغہ مِتْنَا میں بیان کیا ہے وہی اشکال اس لفظ کے صیغہ مِتُّ اور مِتَّ میں بھی ہوتا ہے کہ یہ دونوں صیغے بھی قرآن کریم میں آئے ہیں، اور ان میں بھی میم مکسور ہے، کمافی قولہ تعالیٰ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (سورۂ مریم آیت ۲۳) وفی قولہ تعالیٰ وَیَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ (سورۂ مریم آیت ۶۶) میں گزر چکا ۱۲ رف [۵۴] قولہ سَمِعَ سے چنانچہ مِتْنَا بکسر المیم آیا جیسے خِفْنَا۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ مصنف رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ قرآن مجید میں (اس لفظ کی) ماضی سَمِعَ سے مستعمل ہوئی ہے" اِن تین صیغوں کی حد تک تو درست ہے جو ہم نے پچھلے حاشیہ میں نقل کئے ہیں، لیکن اس لفظ کی ماضی ہی کا صیغہ جمع مذکر حاضر مُتُّمْ قرآن کریم میں تین جگہ آیا ہے، دو بار سورۂ آل عمران میں اور ایک بار سورۃ المؤمنون میں، سورۂ آل عمران میں دونوں جگہ میم مضموم ہے، چنانچہ ارشاد ہے وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ (آیت ۱۵۷) اور اگلی آیت میں ارشاد ہے "وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَی اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ (آیت ۱۵۸)۔ اور سورۃ المؤمنون میں میم مکسور ہے، ارشاد ہے "اَیَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا" (آیت ۳۵)۔ پس معلوم ہوا کہ ماضی کا یہ صیغہ سورۂ آل عمران میں باب نَصَرَ سے مستعمل ہوا ہے، اور سورۃ المؤمنون میں باب سَمِعَ سے۔ لہٰذا اصل اشکال جو مصنف رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا تھا اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں اس لفظ کی ماضی کہیں باب سَمِعَ سے مستعمل ہوئی ہے، اور کہیں باب نَصَرَ، اور مضارع صرف باب نَصَرَ سے استعمال ہوا ہے۔ فافهم رف

[۵۴] قولہ سَمِعَ

[۵۵] قولہ نَصَرَ سے چنانچہ یَمُوْتُ وَیَمُوْتُوْنَ آیا جیساکہ یَقُوْلُ وَیَقُوْلُوْنَ ۱۲ رف [۵۶] قولہ فَنْبَجَسَتْ فی قصّہ موسیٰ علیہ السلام وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا، سورۂ اعراف رکوع ۲۰ ویقال بجس الماءَ فانبجس ای فجّرہ فانفجر، وبجس الماء بنفسہ یتعدّی ویلزم وبابہما نَصَرَ ۱۲ مختار الصحاح [۵۷] قولہ اَلدَّاعِ فی قولہ تعالیٰ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ اِلٰی شَیْءٍ نُّكُرٍ سورۂ قمر رکوع اول ۱۲ رف

[ع] قولہ صیغہ یعنی صیغہ مِتْنَا ۱۲ رف [ع] قولہ اور یہ الخ نصر ینصر سے ہونے پر متفرع ہے۔ ۱۲ رف [ع] قولہ بدل گیا، یعنی تلفظ میں ۱۲ رف

ص۴۶ اَلْجَوَارِ ب الجَوَارِیْ تھا اسی قاعدہ سے جو ابھی بیان کیا ہے یا، حذف کر دی گئی۔[۱]

ص۴۷ اَلتَّنَادِ ب اَلتَّنَادِیْ[۲] باب تفاعل کا مصدر ہے اَلتَّنَادُیٌ تھا۔ معروف قاعدہ سے دال کا ضمہ کسرہ سے بدل کر یار ساکن ہوگئی اور حال میں ذکر کیے ہوئے قاعدہ سے گر گئی۔

ص۴۹ دَسّٰهَا ب[۳] صیغہ دَسّٰی ہے جو دراصل دَسَّسَ[۴] تھا، تضعیف کے حرفِ آخر کو حرفِ علت سے بدل دیا، اکثر عرب ایسا کر لیتے ہیں۔

ص۵۰ فَظَلْتُمْ[۵] ب سَمِعَ سے جمع مذکر حاضر ماضی معروف مضاعف ہے صیغہ فَظَلِلْتُمْ تھا، عرب کا قاعدہ ہے کہ تضعیف کے دو حروف میں سے ایک کو کبھی حذف کر دیتے ہیں، اس لئے لام اوّل کو حذف کر دیا، اور کبھی لام اول کی حرکت ظار کو نقل کر کے فِظَلْتُمْ بکسر ظار کہتے ہیں۔

ص۵۱ قَرْنَ[۶] ب بعض مفسرین کے بیان کے مطابق دراصل اِقْرَرْنَ تھا۔ مذکورہ قاعدہ کیمطابق رائے اوّل کو اس کی حرکت نقل کر کے[۷] حذف کیا۔ ہمزۂ وصل کی حاجت نہ رہی اس لئے گر گیا قَرْنَ ہوا۔ اور بیضاوی میں اس کی ایک توجیہہ (یہ لکھی ہے کہ) قَارَ یَقَارُ مثل خَافَ یَخَافُ سے قَرْنَ مثل[۸] خَفْنَ (ہے) اور اس[۹] کے معنی مادّہ قرار کے قریب لکھے ہیں[۱۰]۔

ص۵۲ حُجُرَات[۱۱] ب حُجْرَۃٌ کی جمع ہے، واحد میں عین ساکن ہے۔ جمع میں جیم[۱۲] کو ضمہ[۱۳] اس قاعدہ[۱۴] سے دیا گیا ہے کہ فُعْلٌ بالضم مؤنث[۱۵] وفُعْلَۃٌ کی عین کو جمع بالالف وتار کے وقت ضمہ دے دیتے ہیں، اور

لـه قوله اَلْجَوَارِ فی قولہ تعالیٰ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ۔ سورۃ الرحمٰن رکوع اول (ترجمہ) اور اسی کے ہیں جہاز اونچے کھڑے دریا میں جیسے پہاڑ، ترجمہ شیخ الہندؒ ۱۲ رف

ـله قولہ اَلتَّنَادِ فی قولہ تعالیٰ وَیٰقَوْمِ اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْكُمْ یَوْمَ التَّنَادِ ۙ سورۂ مؤمن رکوع چہارم۔ ۱۲ رف

ـله قولہ دَسّٰهَا فی قولہ تعالیٰ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا سورۃ والشمس، ترجمہ:۔ اور نامراد ہوا جس نے اس (نفس) کو خاک میں ملا چھوڑا۔ ترجمہ شیخ الہندؒ ۱۲ رف

ـله قولہ دَسَّسَ فی مختار الصحاح دَسَّسَ وَدَسَّ الشَّیْءَ فِی التُّرَابِ اَخْفَاهُ فِیْهِ وَبَابُه رَدَّ ۱۲ رف

ـله قولہ ظَلْتُمْ فی قولہ تعالیٰ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ۔ سورۂ واقعہ رکوع دوم (ترجمہ) اگر ہم چاہیں تو کر ڈالیں اس کھیتی کو روندا ہوا گھاس پھر تم سارے دن رہو باتیں بناتے۔ از شیخ الہندؒ ۱۲ رف

ـله قولہ قَرْنَ فی قولہ تعالیٰ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی الآیۃ، سورۂ احزاب رکوع چہارم (ترجمہ) اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں۔ از شیخ الہندؒ ۱۲ رف

ـله قولہ اس کے یعنی قَرْنَ کے۔ ۱۲ رف

ـله قولہ لکھے ہیں یعنی بیضاوی میں، چنانچہ بیضاوی میں ہے وَیَحْتَمِلُ اَنْ یَّكُوْنَ مِنْ قَارَ یَقَارُ اِذَا اجْتَمَعَ پس وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ کے معنی اِجْتَمَعْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ ہوں گے یعنی جمع رہو اپنے گھروں میں" اور قرار و اجتماع کے معنی میں قرب ظاہر ہے ۱۲ حاشیہ بزیادۃ

ـله قولہ نقل کر کے یعنی ماقبل کو دیکر ۱۲ رف

ـله قولہ مثل خَفْنَ، بفتح الخاء المعجمہ، جو کہ خَافَ یَخَافُ سے امر کا صیغہ جمع مؤنث حاضر ہے۔

ـله قولہ جیم کو، جو کہ عین کلمہ ہے ۱۲ رف

ـله قولہ ضمہ جو کہ وجہ اشکال ہے ۱۲ رف

ـله قولہ قاعدہ، یہ قاعدہ جو آگے آرہا ہے چھ اوزان سے متعلق ہے مگر مصنفؒ نے یہ قید نہیں لگائی کہ یہ صحیح کے ساتھ خاص ہے حالانکہ یہ قید ضروری ہے کیونکہ اجوف ناقص اور مضاعف میں قدرے تفصیل ہے۔ جو فصول اکبری اور اسکی شروح میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ۱۲

(حاشیہ ـله و ـله و ـله برصفحہ آئندہ)

فتحہ بھی اس صورت میں جائز ہے[۱]۔

اور فِعْلٌ بالکسر مؤنث[۲] و فِعْلَۃٌ مثل کِسْرَۃٌ[۳] میں عین کو کسرہ دیتے ہیں، اور کبھی فتحہ[۴]، اور تَمْرَۃٌ کی امثال[۵] میں تَمَرَاتٌ بفتح عین[۶] کہتے ہیں۔ یہی قاعدہ بیان کرنے کے لئے یہ صیغہ[۷] لکھا گیا ہے[۸]۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ یہ رسالہ اختتام پذیر ہوا۔ اور بفضلِ خدا جَلَّتْ اٰلَاءُہٗ ایسے قواعد پر حاوی ہوگیا جو مبتدی و منتہی کے لئے نافع ہیں۔ بالخصوص باب افادات اور خاتمہ ایسے فوائد پر مشتمل ہے کہ جن سے اکثر کتب صرف خالی ہیں اور جن کا جاننا انتہائی مفید ہے۔

اس کا نام علم الصیغہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ تحصیل[۹] علم صرف سے مقصود بالذات قرآن مجید کا علم ہے، اور خاتمے میں قرآن مجید کے ایسے صیغے مذکور ہیں کہ ان میں سے اکثر کا ادراک کتب تفسیر کی مراجعت کے بغیر دشوار ہے۔ اس سے زیادہ نافع کیا ہوگا[۱۰]؟ اور (دوسری) وجہ[۱۱] یہ ہے کہ رسالہ

تتمہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

۹ قولہ حُجُرَاتٌ فی قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۱۰ قولہ مؤنث یعنی فُعُلٌ کے وزن میں وزن میں یہ قاعدہ جب جاری ہوگا جبکہ وہ اسم مؤنث ہو۔ جیسے عُرُسٌ کہ مؤنث سماعی ہے طعام ولیمہ کو کہتے ہیں اور جب فُعُلٌ مذکر ہو تو اس کی جمع چونکہ الف و تاء کے ساتھ آتی ہی نہیں اس لئے یہ قاعدہ اس میں جاری نہیں ہو سکتا۔ ۱۲ نوادر الوصول بزیادہ ایضاح ۱۱ قولہ فُعْلَۃٌ بالضم کحُجْرَۃٌ و خُطْوَۃٌ ۱۲ نوادر الوصول

حاشیہ صفحہ ھٰذا

۱ قولہ جائز ہے، ضمہ تو فاء کلمہ کی رعایت سے اور فتحہ اسلئے کہ اخف الحرکات ہے۔ پس رُکْبَۃٌ و خُطْوَۃٌ و حُجْرَۃٌ کی جمع رُکُبَاتٌ و خُطُوَاتٌ و حُجُرَاتٌ میں عین کلمہ مفتوح و مضموم دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ ۱۲ نوادر الوصول

۲ قولہ مؤنث جیسے رِجْلٌ بمعنی پاؤں، ٹانگ اور قِدْرٌ بمعنی ہانڈی کہ یہ دونوں مؤنث سماعی ہیں۔ ۱۲ شرح اصول اکبری

۳ قولہ مثل کِسْرَۃٌ و نِعْمَۃٌ وغیرہ میں یعنی انکی جمع میں ۱۲ رف

۴ قولہ کبھی فتحہ، کسرہ تو فاء کی رعایت سے اور فتحہ اسلئے کہ اخف الحرکات ہے۔ پس کِسْرَۃٌ و نِعْمَۃٌ و رِجْلٌ و قِدْرٌ کی جمع کِسِرَاتٌ و نِعِمَاتٌ و رِجِلَاتٌ و قِدِرَاتٌ میں عین کلمہ مکسور اور مفتوح دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں ۱۲ شرح اصول اکبری

۵ قولہ امثال، یعنی وہ تمام اسمائے صحیحہ جو فَعْلَۃٌ بالفتح کے وزن پر ہوں۔ مصنفؒ نے یہاں نہ معلوم کیوں فَعْلٌ مؤنث کو ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اس کو بھی ذکر کرنا چاہئے تھا کیونکہ اس میں بھی یہی قاعدہ جاری ہوتا ہے جیسا کہ شرح اصول اکبری اور شرح فصول اکبری وغیرہ میں صراحت موجود ہے اور ان دونوں کتب میں اسکی مثال اَرْضٌ دی ہے چنانچہ اس کی جمع اَرَضَاتٌ میں راء کو فتحہ دیا جاتا ہے ۱۲ رف

۶ قولہ بفتح عین، یہاں عین میں کوئی اور حرکت جائز نہیں کیونکہ فاء کی رعایت سے بھی عین پر فتحہ ہوگا اور اخف الحرکات کے اصول سے بھی فتحہ ہوگا ۱۲ رف

۷ قولہ یہ صیغہ، یعنی حجرات ۱۲ رف

۸ قولہ لکھا گیا ہے ورنہ صیغہ میں کوئی بڑا اشکال نہیں تھا ۱۲ رف

۹ قولہ تحصیل، یہ علم الصیغہ کی پہلی وجہ تسمیہ ہے ۱۲ رف

۱۰ قولہ کیا ہوگا، پس کتاب میں جو حصہ اعظم اور انفع ہے اسی کی رعایت سے پوری کتاب کا نام علم الصیغہ رکھدیا ۱۲ رف

۱۱ قولہ وجہ الخ یہ دوسری وجہ تسمیہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تاریخی نام نکالنے کے اصول سے بھی اس رسالہ کا نام علم الصیغہ قرار پاتا ہے کیونکہ یہ ۱۲۷۶ھ میں مکمل ہوا، اور لفظ علم الصیغہ کے حروف تہجی کا مجموعی عدد بھی (باقی بر صفحہ ۱۳۶)

۱۲۷۶ھ میں مکمل ہوا ہے۔

اور چونکہ ان قوانین جزیلۃ التحقیق کا ظہور شفیق حقیق حافظ وزیر علی صاحب سلمہٗ ربُّ المواھب کے پاس خاطر کے لئے ہوا، اسلئے رسالہ کو **قوانین جزیلۂ حافظیہ** کا لقب دیدیا گیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اور حقیر گنہگار سیاہ کار و تباہ حال کو مکروہاتِ دُنیویہ سے نکال کر عافیتِ تامہ عنایت فرمائے اور اپنے آستانہ اور اپنے حبیب کے آستانہ پر پہنچادے[۱] اور محبّی محسنی شفیقی حافظ وزیر علی صاحب کو جو اس کتاب کی تصنیف کا باعث ہوئے ہر اعتبار سے خوشحال، کامیاب اور دینی و دنیوی مرادوں سے مالا مال رکھے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط

تمّت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بارہ سو چھہتر (۱۲۷۶) بنتا ہے۔

لہٰذا یہ اس رسالہ کا تاریخی نام ہے۔ اور تاریخی نام نکالنے کا اصول یہ ہے کہ اَبْجَدْ کے الف سے ضَظَغْ کی غین تک ہر حرف کا ایک خاص عدد مقرر ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ اَبْجَدْ کے الف سے حُطِّیْ کی یاء تک اکائیاں (آحاد) ہیں اس طرح کہ الف کا ایک، ب کا ۲، ج کا ۳، د کا ۴، اسی طرح ہر حرف پر ایک اکائی زیادہ ہوتی گئی ہے۔ حتّٰی کہ طاء کا عدد ۹ ہے۔ پھر حُطِّیْ کی یاء سے سَعْفَصْ کی صاد تک (عشرات) ہیں اس طرح کہ حُطِّیْ کی یاء کا عدد دس ہے۔ کَلِمَنْ کے ک کا عدد بیس (۲۰)، ل کا ۳۰، میم کا چالیس ۴۰، ن کا پچاس ۵۰ ہے۔ اسی طرح ہر حرف پر ایک دھائی (عشرہ) زیادہ ہوتی گئی ہے۔ حتیٰ کہ سَعْفَصْ کے ص کا عدد نوّے ۹۰ ہے۔ پھر قَرَشَتْ کی قاف سے ضظغ کی ظاء تک سیکڑے (مآت) ہیں کہ ق کے سَو، ر کے دو سَو، ش کے تین سَو، اسی طرح ہر حرف پر ایک سیکڑے (سَو) کا اضافہ ہوتا گیا ہے یہاں تک کہ ظ کا عدد نو سَو ۹۰۰ ہے

پھر غین کا عدد ایک ہزار ہے۔

پس جس نام کا عدد معلوم کرنا ہو اسکے تمام حروف کے اعداد نکال کر جمع کرلیں۔ ۱۲ حاشیہ بزیادۃ ایضاح۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

[۱] قولہ پہنچادے، اس دعا کی قبولیت جلد ہی اس طرح ظہور میں آئی کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ جو جزیرۂ انڈمین (کالاپانی) میں نظر بند تھے اس رسالہ کی تصنیف کے بعد ۱۲۷۷ھ میں رہا کردیئے گئے۔ وطن پہنچ کر حرمین شریفین کی زیارت کا شوق تیز تر ہوگیا اور سفر حجاز کا عزم فرماکر روانہ ہوگئے مگر اللہ جلشانہٗ کو کچھ اور ہی منظور تھا، بحری سفر میں طوفان کے باعث جہاز غرق ہوگیا، جناب مصنف رحمۃ اللہ علیہ اسی حادثہ میں واصل بحق ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

انتهت الترجمة والحواشي بفضل ربّ المواهب جلّت آلاؤه في الثامن عشر من شعبان لسنة ۱۳۸۶ھ من العبد الجاني محمد رفيع العثماني غفرله ولوالديه خادم الطلبة بدار العلوم كراتشي باكستان الغربية